شیخ الاسلام والمسلمین

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ

کے مقامات تبلیغ المعروف

چلہ گاہیں

زمین پاک پتن تیری عظمتوں کو سلام
جھکے ہیں کون و مکاں جس کے نقش پا کے لیے

از

پیر محمد اجمل چشتی فاروقی
فرید منزل چشتیاں شریف، ضلع بہاول نگر

نام کتاب　شیخ الاسلام والمسلمین حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ کے مقامات تبلیغ المعروف چلہ گاہیں

مصنف　پیر محمد اجمل چشتی فاروقی

اشاعت دوم　2022عیسوی

کمپوزر　راشد فرید چشتی

قیمت　دعائے خیر

مرکز تعلیمات چشتیہ

فرید منزل چشتیاں شریف

ضلع بہاول نگر، پنجاب، پاکستان

یہ کتاب ڈاؤن لوڈ کریں۔

فہرست

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا

”تو اپنے پروردگار کے نام کا ذکر کرو اور ہر طرف سے بے تعلق ہو
کر اُسی کی طرف متوجہ ہو جاؤ“

(سورۃ المزمل، آیت نمبر 8)

"إنّ الله يحب العبد التقی الغنی الخَفِي"

(صحیح مسلم،7432)

”اللہ تعالیٰ متقی، غنی اور گوشہ نشین بندے کو پسند فرماتا ہے“

انتساب

ذوقِ عبادت و شوقِ سیاحت
رکھنے والے عُشاقِ فریدؒ کے نام

حریم گنج شکرؒ کی تجلیوں کے لئے
قریب و دُور سے آتے ہیں دیدہ ور کتنے

حمد

اے خالق ہر بلندی و پستی

شش چیز عطا بکن ز ہستی

علم و عمل و فراخ دستی

ایمان و امن و تندرستی

نعت

یاصاحب الجمال یاسید البشر

من وجہک المنیر لقد نور القمر

لا یمکن الثناء کماکان حقہٗ

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

منقبت حضرت خواجہ غریب نوازؒ

خواجۂ خواجگان معین الدینؒ

اشرفِ اولیائے روئے زمیں

آفتابِ سپہر کون و مکاں

بادشاہِ سریر ملک یقیں

شاہے کہ بعالم علمِ فقر افراخت

از ہر دو جہاں بگوشۂ عزلت ساخت

در راہِ خداست رہنما قطب الدینؒ

چوں قطب کہ میتواں ازو قبلہ شناخت

منقبت حضرت بابا فرید گنج شکرؒ

چہ قربت باخدائے یاشکر گنج | ز جملہ اولیائے یاشکر گنج
ظہورت از احد احمد منور | دریں ہر دوسرائے یاشکر گنج
عجب دُر فریدی درسعیدی | ز احسانِ خدائے یاشکر گنج
عجب مقبول و محبوب خدائی | بفرقہ چشتیائے یاشکر گنج
عجب اعلےٰ العلیٰ شد رتبۂ تو | ز ہر اہلِ صفائے یاشکر گنج
ز کثرت بندگی موصوف ہستی | بزُہد الا بنیائے یاشکر گنج
رہِ فقر و تمنا بر تو ختم شد | ز جملہ اصفیائے یاشکر گنج
ز غوغایت مکانے نیست خالی | شنیدم جا بجائے یاشکر گنج
در آید بر درت خلق از کشش تو | کجا از تا کجائے یاشکر گنج
زحُبِ تو براہت سرنگو نم | دل و جانم فدائے یاشکر گنج
شب و روز از بیانت و رد دارم | ز توصیف و ثنائے یاشکر گنج
بسے اُمید دارم از درِ تو | توئی مشکل کشائے یاشکر گنج
پناہ و دستگیری از تو خواہم | ز ہر خصم و بلائے یاشکر گنج
مبادا گر مرا دردے ورنجے | تو افسونم دوائے یاشکر گنج
بہر وقتے کہ خواہم حاجت از حق | توئی در ہر دعائے یاشکر گنج
ز بیماری عصیاں عاصیاں را | درت دار الشفائے یاشکر گنج

مرا بر ذات تو تکیہ و تولا کنم دائم دعائے یاشکرگنج
تو در دارین شوما را وسیلہ بدنیا و فنائے یاشکرگنج
بدل مقصود و ہم مطلوب دارم بکن حاجت روائے یاشکرگنج
چہ گردد گر مرا از حق نوازی چہ نقصت ز انتہائے یاشکرگنج
شوم مقبول و منظور و الٰہی بایمان و لقائے یاشکرگنج
ز عرفان الٰہی بخششم دہ تو ذالحجود و عطائے یاشکرگنج
بنا شم در بدر از بہر رزقے رہا نم زیں جفائے یاشکرگنج
طریقہ دین و اسلامم قوی باد تو شوراہم نمائے یاشکرگنج
زجملہ خلق بس بیکار و زارم ز حق بخشا خطائے یاشکرگنج
زمدت داغ ہجرِیار دارم رساں آں آشنائے یاشکرگنج
چہ مقصود و پنہائی و ظاہر ز رب فرما ادائے یاشکرگنج
با اولاد و باخوان و محباں ز حق فرحت فزائے یاشکرگنج
شود مقبول و منظور ایں دعاگو بہ جبت ہم ہوائے یاشکرگنج
بحرمت سروَر سردار عالی بحرمت اتقیائے یاشکرگنج
یکے دامن گرفتہ آں جنابم توئی اہل وفائے یاشکرگنج
چوں سائل بردرت امیدوارم فقیر و بےنوائے یاشکرگنج
فلاتنہر بفرمودہ خداوند مراں از در گدائے یاشکرگنج
کریم از یک صدا سازد عطائے چہ دیر از صد صدائے یاشکرگنج

ز اولاد تو کمتر گل محمدؐ
رساں مقصود ہائے یاشکرگنج

کلام حضرت مولانا گل محمد چشتی شیر ویؒ

حرفِ اوّل

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ کے مقامات تبلیغ جناب پیر محمد اجمل صاحب چشتی فاروقی کی تازہ تصنیف ہے۔

جناب پیر صاحب قبلہ نے خود ان تمام مقامات تبلیغ اور چلہ گاہوں کی زیارت کی۔ وہاں حاضر ہو کر چشم دید حالات قلم بند کئے کتابوں سے بھی فیض حاصل کیا اور پھر کتاب تصنیف کی جو حضرت بابا صاحبؒ پر اچھوتی تصنیف ہے۔ حضرات خواجگان چشت نے ''سیر وفی الارض'' پر عمل کرتے ہوئے بہت سیر وسیاحت کی، مختلف مقامات پر قیام کیا، عبادتیں کیں، عبادت گاہیں تعمیر کیں اور بستیاں بسائیں۔ حضرات خواجگان چشت میں حضرت بابا صاحبؒ کا خاص اور اہم مقام ہے ان کی چلہ گاہیں منفرد حیثیت رکھتی ہیں ہے

ہوائے کوچہ محبوب شکریہ تیرا
تیرے کرم سے بیاباں بھی گلستاں ٹھہرے

حضرت پیر صاحب، شیخ الشیوخ حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکرؒ کے پوتے حضرت بابا تاج الدین سروَر شہیدؒ کی اولاد عالی مقام سے ہیں۔ آپ نے حضرت بابا تاج الدین سروَرؒ کے احوال و مقامات پر ایک کتاب ''تاج العارفین'' تصنیف کی ہے جو کہ اس موضوع پر پہلی تحقیقی تصنیف ہے۔ شیخ شیوخ العالم حضرت بابا صاحبؒ پر بھی تحقیق جاری ہے۔ اِنشاء اللہ حضرت بابا صاحبؒ کی مکمل سوانح حیات بھی شائع کریں گے۔ میری دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو تادیر سلامت رکھے تا کہ آپ کا فیضان ظاہری و

باطنی جاری رہے۔ آمین۔

مخلص

افتخار احمد چشتی صمدی سلیمانی
فیصل آباد۔ ۹ شوال ۱۴۱۹ھ

مقامات تبلیغ

وہاں وہاں ابھی رقصاں ہے بوئے عنبر و گل
جہاں جہاں سے چمن میں بہار گزری ہے

پاک و ہند میں اولیاء اللہ کے چہل روزہ مقامات عبادت و زاویہ ہائے خلوت "چلہ گاہوں" کے نام سے مشہور ہیں۔ خلوت میں مشغول عبادت ہونا اِتباع سنت ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کوہ حرا کی خلوتوں میں قیام فرما ہوتے تھے۔ چلہ گاہوں میں چالیس دن کا تعین بھی خالی از حکمت نہیں۔ ابتدائے افرینش سے چالیس یوم اہمیت کے حامل اور پر تاثیر ہیں۔ حضرت آدمؑ کی مٹی کو چالیس دن خمیر کیا گیا۔ اور نسل انسانی شکم مادر میں تولید کے مرحلہ تک ہر چالیس دن بعد تبدیلی سے ہمکنار ہوتی ہے۔

سید المرسلین رحمت اللعالمین ﷺ کا ارشاد گرامی ہے

"من اخلَص لالله اربعين صباحاً ظهرت ينابيعُ الحكمة من قلبه علىٰ لسانه"

ترجمہ: جس نے چالیس صبحیں اللہ تعالی کے لیے خالص کر دیں حکمت کے چشمے اس کے دل سے اس کی زبان پر بہنے لگے۔

حضرت عبد اللہؓ بن حضرت عمرؓ سے مروی ہے کہ

"آنحضرت ﷺ نے ان کو چالیس دن میں قرآن ختم کرنے کی ہدایت فرمائی۔"

سیرت نگاروں کی اکثریت نے لکھا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی حیات طیبہ کے چالیس سال پورے ہونے کے بعد نزول وحی کا آغاز ہوا۔اس سے پہلے جب عمر مبارک چالیس کے قریب ہو رہی تھی اس وقت مزاج اقدس گوشہ نشینی اور خلوت پسندی کی جانب راغب ہو گیا تھا۔سال میں ایک دو مرتبہ آنحضرت ﷺ سامان خورد و نوش ہمراہ لے کر غار حرا میں مقیم ہو جاتے تھے اور ذکر و فکر و مراقبہ میں مشغول ہو جاتے تھے [1]۔بیت اللہ شریف اس مقام سے صاف نظر آتا تھا۔جب جی چاہتا اس کے جمال دل افروز و نظارہ روح پرور سے مستفیض ہوتے تھے۔نزول وحی سے قبل عبادت کا ذوق شوق اور غار حرا کی گوشہ نشینی پہلے سے زیادہ مرغوب و محبوب ہوتی جا رہی تھی۔اس لئے عرصہ قیام بھی پہلے سے زیادہ ہونے لگا۔سامان خورد و نوش ختم ہو جانے پر حضور نبی کریم ﷺ گھر تشریف لاتے اور کھانے پینے کی مختصر سی اشیاء کے ساتھ پھر غار حرا کی خلوت گاہ میں تشریف لے جاتے اور اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کی یاد میں منہمک ہو جاتے۔

بزرگان دین اسی نسبت سے چالیس دن کا تعین کر کے مکمل یکسوئی کے ساتھ چلہ گاہوں میں مشغول عبادت ہو جاتے ہیں اور اللہ جل شانہٗ کو بکثرت [2] یاد کرنے کے حکم پر عمل کرتے ہیں۔ہجوم خلق میں ایسے معمولات اختیار کرنا دشوار ہو جاتا ہے اس لئے وہ جنگلوں اور پہاڑوں میں مدت معینہ تک کنج تنہائی اختیار کرتے ہیں۔اللہ جل شانہٗ کا

---

[1] الذکر الحسین صفحہ نمبر 187 مولف حضرت مولانا محمد شفیع اوکاڑوی۔

[2] اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کرو تا کہ تم فلاح پاؤ۔(سورۃ الانفال، آیت نمبر 45)

فرمان ہے کہ "جو لوگ ہماری طلب کے راستے میں مجاہدہ کرتے ہیں ہم ان کو اپنے راستوں کی ہدایت فرما دیتے ہیں"۔ شیخ العالم حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ نے حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کو نیابت دہلی عطا فرماتے ہوئے تاکید فرمائی تھی کہ

"چوں در دہلی بروی در مجاہدہ باشی بیکار بودن ہیچ نیست"[3]

ترجمہ: جب تم دہلی جاؤ تو مجاہدے کرنا، بیکار بیٹھنے سے کوئی فائدہ نہیں"

اور خلافت نامہ کے دعائیہ کلمات میں خلوت نشینی کے موضوع پر فرمایا!

"جس وقت نظام الدینؒ خلوت سے بہرہ ور ہو گا اور خلوتوں کی وجہ سے حکمت و دانائی کے چشمے جاری ہوں گے اور اس کی خلوت عبادت نافلہ کو جمع کرنے والی ہو گی اور اس کے حضور میں وہ شخص پہنچے گا جو ہم تک پہنچنے کی قدرت نہیں رکھتا"

حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الٰہیؒ نے دہلی پہنچ کر مجاہدات اختیار کئے اور فرمودات شیخ والا مرتبت کو وظیفہ حیات بنائے رکھا۔

اسی دوران دہلی میں حضرت شیخ رساںؒ کی خانقاہ میں انہوں نے ایک چلہ بھی کیا جب ان کا حلقہ ارادت بہت وسیع ہو گیا تو اپنے خلفا و مریدین کو فرمایا کرتے تھے کہ "جب کوئی اشغال دنیا سے منہ پھیر لیتا ہے اور حق کی مشغولی اختیار کرتا ہے اس طریقہ پر کچھ عرصہ کے لیے مطمئن اور گوشہ گیر ہو کر خلقت کے شور و شغب سے دور رہے اور خلوت میں اپنے وقت کو معمور رکھے اور مراقبے میں مستغرق ہو اور اپنی ساری ہمت اور

---

[3] سیر الاولیاء

قوت اس پر صرف کرے کہ پوشیدہ رہے۔"[4]

صاحب سبع سنابل لکھتے ہیں کہ

"خواجہ نظام الحق و دین محمد بن احمد بدایونی قدس سرہٗ نے شیخ نصیر الدین محمود قدس اللہ روحہٗ سے فرمایا تم چلہ چشتیانہ کھینچو۔ آپ نے بعض احباب سے دریافت کیا کہ چلہ چشتیانہ کیا ہے؟ جواب دیا ایک دیوار کے پیچھے بیٹھے رہو (یعنی دنیا سے کلیتاً منقطع ہو کر)۔"[5]

حضرت گیسو دراز بندہ نواز رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ چلہ میں بیٹھنے کے لیے طالب کو اِن شرائط کا عامل ہونا ضروری ہے۔

"خلوت میں کوئی دوسرا شخص داخل نہ ہو۔ خلوت خانہ میں ہمیشہ قبلہ رو چوکڑی مار کر بیٹھے۔ دونوں ہاتھ زانو پر رکھے۔ غسل کرتے وقت دل میں نیت رکھنا کہ یہ میت کا غسل ہے اور خلوت خانہ کو ہی لحد تصور کرے۔ خلوت خانہ سے سوائے وضو نماز یا حوائج ضروریہ کے باہر نہ آنا چاہیے اور خلوت خانہ تاریک ہونا چاہیے۔ دروازہ پر بھی پردے چھوڑے رہیں تا کہ باہر کی روشنی اور آواز نہ آ سکے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ خلوت میں محسوسات میں مشغول ہو کر عالم غیب سے محروم ہو جائے۔ خلوت میں بیٹھ کر ذکر میں مشغول ہو جائیں اور دل سے تمام خطرات دور کر دیں اور خدا کی طرف پوری طرح متوجہ ہو جائیں۔ خلوت میں ہمیشہ باوضو رہیں۔ تمام اوقات ذکر الٰہی میں مشغول رہیں۔ دل میں

---

[4] سیر الاولیاء صفحہ نمبر 682۔

[5] سبع سنابل صفحہ نمبر 129۔ منقول ہے کہ ایک چلہ کے دوران ہی آپ کا وصال ہو گیا۔

خطرات نہ آنے دیں۔ اگر آئیں تو لا الہ الا اللہ سے دفع کریں۔ بہر حال دل کی صفائی کی طرف متوجہ ہوں۔ دل صاف ہو جانے کے بعد لغزش شہوانی محو ہو کر دل اس قابل ہو گا کہ اس پر غیبی مشاہدات کے نقش نظر آنے لگیں۔ دوران خلوت روزہ سے رہیں۔ روزہ تزکیہ نفس کے لئے ایک اہم ترین ذریعہ ہے۔ خلوت میں بیٹھ کر کسی شخص سے بات چیت نہ کریں البتہ شیخ سے بقدر ضرورت گفتگو کر سکتے ہیں۔ اپنے پیر کے ساتھ ربطِ محکم رکھے۔ اگر دوران خلوت کوئی آفت یا خوف مرید کو پہنچے اسی وقت اپنے پیر کی ولایت کی طرف متوجہ ہو اور شیخ سے دل سے استمداد کرے۔ انشاء اللہ واردات رفع ہو جائیں گے۔ رنج یا مصیبت کے معاملہ میں کبھی نہ خدا تعالیٰ پر معترض ہو نہ شیخ پر۔ ہر بات کو منجانب الٰہی اور تقدیر تصور کرے۔ خلوت کی شرطیں اگرچہ ان کے علاوہ اور بھی بہت سی ہیں مگر یہ شرطیں بنیادی اور اہم ہیں"[6]۔

ترستی ہے نگاہ نارسا جس کے نظارے کو
وہ رونق انجمن کی ہے انہیں خلوت گزینوں میں

حضرت خواجہ شیخ محمد بن شیخ حسن محمد چشتی (وصال 982ہجری)۔ فرماتے ہیں کہ

"طالب را باید کہ در ہر سال چہار اربعین نگاہ دارد۔"

ترجمہ: طالب کو چاہیے سال میں چار چلے کیا کرے

"متقدمین مشائخ چشت میں سے حضرت خواجہ ابو یوسف چشتیؒ نے ایک دن زمین کھود کر

---

[6] روح تصوف ملفوضات حضرت گیسو دراز، صفحہ نمبر 162، ترجمہ و تدوین شبیر حسن چشتی نظامی

چلہ بنوانے کی کوشش کی تو ہاتف غیبی نے آواز دی کہ فلاں جگہ کھود کر چلہ بناؤ چنانچہ آپ نے وہ جگہ کھودوانی شروع کی جہاں آج کل آپ کا چلہ ہے"[7]

اولیاء اللہ کی چلہ گاہیں و مقامات عبادت و سکونت اہل عقیدت کے نزدیک قابل احترام ہوتے ہیں۔ ان مقامات پر خلوت نشین سلف صالحین کے فیوض و برکات ہمیشہ موجود رہتے ہیں۔ چلہ گاہوں کی زیارت سے دلوں کو راحت ملتی ہے اور ذوق عبادت کو فروغ حاصل ہوتا ہے۔ ؎

سجدے میں جھکا جاتا ہے دل پہلے جبیں سے
اے عشق بتا کون سرِ راہ گزر ہے

جن مقامات پر مقبولان بارگاہ کے قدم پڑتے ہیں وہ اپنے محل و وقوع میں دوسرے مقامات سے امتیازی حیثیت رکھتے ہیں۔ مجموعہ احادیث "حصن حصین" میں آتا ہے کہ

"ایک پہاڑ دوسرے پہاڑ کو ان کا نام لے کر آواز دیتا ہے کہ اے فلاں (پہاڑ) کیا تیرے پاس سے کوئی ایسا آدمی گزرا ہے جس نے (گزرتے وقت) اللہ کا ذکر کیا ہو تو جب وہ (جواب میں) کہتا ہے "ہاں" تو وہ خوش ہوتا ہے (اور اس کو) مبارک باد دیتا ہے"[8]

اس حدیث شریف سے ظاہر ہوتا ہے کہ جس مقام پر اللہ تعالیٰ کے ذاکر و

---

7 مراۃ الاسرار صفحہ نمبر 464 ترجمہ مولانا کپتان واحد بخش سیال چشتی۔

8 حصن حصین صفحہ نمبر 23 مطبوعہ تاج کمپنی لاہور۔

شاکر عابد و زاہد بندے کا گزر ہوتا ہے وہ مقام اس کے قدوم میمنت لزوم کی بدولت تہنیت و مبارک کا مستحق ہوتا ہے اور اسی نسبت سے وہ جگہ جس پر کسی برگزیدہ ہستی کا چہل روزہ یا اس سے زیادہ عرصہ یاد خدا تعالیٰ میں بسر ہوا ہو، قابل احترام اور واجب القدر ہے۔ اور خدا شناس ہستیوں کی آراء میں اس جگہ کی تاثیر روحانیت بھی مسلمہ ہے۔

قدوۃ الکبریٰ حضرت سید اشرف جہانگیر سمنانیؒ (وفات 808ہجری) ایک مرتبہ اپنے خلیفہ حضرت سماء الدینؒ کے گاؤں ردولی میں تشریف لے گئے اور انہوں نے اپنے نور باطن سے معلوم کرتے ہوئے شیخ سماء الدین سے فرمایا کہ

"این جابوئے بزرگی می آید۔"

ترجمہ: اس جگہ سے بزرگی کی خوشبو آرہی ہے

شیخ سماء الدینؒ نے عرض کیا

"درگوشہ ویرانہ فقیر کلبہ ہست کہ حضرت گنج شکر علیہ الرحمۃ معتکف بودند"

ترجمہ: یہاں گوشتہ ویرانہ میں ایک حجرہ ہے جہاں حضرت گنج شکرؒ اعتکاف میں بیٹھے تھے

حضرت اشرف جہانگیرؒ نے فرمایا

"آرے بوئے ایشانست"[9]

ترجمہ: ہاں انہی کی خوشبو مشام جاں ہو رہی ہے

اس کے بعد انہوں نے اس خلوت گاہ میں ایک چلہ کیا اور فیوض و برکات سے

---

[9] لطائف اشرفی صفحہ نمبر 384۔

بہرہ یاب ہوئے۔ بعد ازاں بذریعہ خط اپنے خلفا کو آگاہ فرمایا کہ

"جن مقامات پر اصحاب ولایت نے عمریں گزاری ہیں ان میں پوری تاثیر ہے اور جس جگہ اہل کمال نے ایک دوسرے سے ملاقات کی ہے ان کی قدروقیمت ہے۔ واقعی تمہیں چاہیے کہ دریائے توحید کے موتی اور کان تفرید کے جوہر حضرت شیخ فرید گنج شکر قدس اللہ روحہٗ کی مبارک کٹیا میں بھی صحبت محرمانہ رکھو اور باہم دوستانہ بات چیت کرو کیونکہ وہ ایسی جگہ ہے جو فیض سے آباد ہے اور اللہ کے انوار لامتناہی وہاں نازل ہوتے ہیں۔ خبردار خبردار! اس دولت کو ہرگز ہاتھ سے نہ جانے دینا۔"[10]

ردولی شریف کی چلہ گاہ میں چہل روزہ عبادت و ریاضت کے بعد حضرت سید اشرف جہانگیر سمنانیؒ کو معلوم ہوا کہ نواحی قصبہ "پالہی مو" کی مسجد شریف میں بھی شیخ شیوخ العالم حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ نے متعدد چلے کئے تھے۔ لہٰذا آپ ردولی شریف سے "پالہی مو" روانہ ہو گئے اور اس مسجد شریف میں تین یوم عبادت گزار رہنے کے بعد کوہ برادہ کی جانب عازم سفر ہوئے۔

پاک و ہند میں بہت سے مقامات پر شیخ العالم حضرت بابا صاحبؒ کی چلہ گاہیں موجود ہیں جو دراصل ان کے مراکز تبلیغ ہیں اور مقامات خلوت و عبادت ہیں۔ برِّعظیم

---

[10] نقد ملفوضات صفحہ نمبر 82 مرتبہ حضرت پروفیسر نثار احمد فاروقی۔

میں بسلسلہ تبلیغ وسیاحت جہاں بھی انہوں نے چالیس یوم یا اس سے کم و بیش قیام فرمایا۔ وہاں زہد و عبادت و تعمیر ملت ہی ان کا مقصود اقامت و مطلوب اسفار تھا۔ مورخ ملفوظات مولانا محمد غوثی شطاری اپنی تصنیف موسومہ گلزار ابرار مرتبہ 1022 ہجری میں لکھتے ہیں کہ

"تمام مشائخ متفق اللفظ کہتے ہیں کہ ریاضت اور پرورش روح میں شکر گنج کی مانند کوئی درویش پیدا نہیں ہوا" [11]

آسام و بنگال سے لے کر کشمیر جنت نظیر تک شیخ العالم حضرت بابا صاحبؒ کی چلہ گاہیں زیارت گاہ خلق ہیں۔ ان مقامات پر بڑی عقیدت و محبت سے آپؒ کے عرس کی تقریبات منائی جاتی ہیں اور آپؒ کے دست مبارک پر مقامی قبائل کے مسلمان ہونے کے احوال وواقعات اور بعض کرامات کا ذکر خیر ہوتا ہے۔

ہیں خاک ہند میں کچھ نقش پا ان شہسواروں کے
ادب سے چومتے ہیں جن کو دشت و کوہسار اب تک
کوئی تھا گنج بخشؒ ان میں کوئی گنج شکرؒ ان میں
خزانے معرفت کے ہیں بہت زیر مزار اب تک [12]

منقول است کہ شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین
از عنفوان جوانی کہ قوت و کامرانی است بعبادت و

---

11 گلزار ابرار صفحہ نمبر 49۔

12 نغمہ فردوس صفحہ نمبر 99، مولانا خوشی محمد ناظر۔

محبت باری تعالیٰ مشغول گشت و ترکے بیکباری پیش گرفت واز خویش و پیوند جدا شد۔[13]

ترجمہ: منقول ہے کہ شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس سرہٗ آغاز شباب سے ہی جو قوت و کامرانی کا دور ہے، عبادت و محبت باری تعالیٰ میں مشغول ہو گئے اور یکسوئی اختیار کر کے رشتہ و پیوند سے بے نیاز ہو گئے۔

حضرت مولانا گل محمد شیرویؒ لکھتے ہیں کہ

آنحضرت دراول عمر از والدہ شریفہ رخصت گرفتہ بسوئے دشت و بیاباں و کوہستان روانہ شد، اقامت نمود۔[14]

ترجمہ: اوائل عمری میں حضرت بابا صاحبؒ والدہ شریفہ سے اجازت لے کر جنگلوں اور پہاڑوں کی طرف روانہ ہو گئے اور وہیں قیام فرمایا۔

ایک حدیث شریف میں ہے کہ "گوشہ نشینی کو لازم پکڑو وہ عبادت ہے اور تم سے پہلے نیکوکاروں کا طریقہ ہے"

اے شیخ بہت اچھی مکتب کی فضا لیکن
بنتی ہے بیابان میں فاروقی و سلمانی

---

[13] سیر الاولیاء فارسی صفحہ نمبر 70۔

[14] گلزار فریدی فارسی قلمی، صفحہ نمبر 7۔

سن کبیر میں بھی یہ فریضہ تبلیغ و جذبہ سیاحت سلامت و بر قرار رہا اور آپ نے دیار ہند کے دور افتادہ مقامات کو اشاعت دین کے لیے انتخاب فرمایا اور دارالحکومت دہلی کے پر تکلف و شاہانہ ماحول سے مکمل اجتناب کیا۔ قریب العصر مورخ ملفوظات لکھتا ہے کہ

"اس پاک نفس بزرگ نے ایسے سر سبز و پر رونق شہر کو چھوڑ کر شیر ان دین کی طرح بیابان و جنگل میں سکونت اختیار کر لی تھی اور درویشانہ روٹی و فقیرانہ جامہ پر قناعت کر لی تھی۔"[15]

موسم سرما میں آپؒ سندھ و بلوچستان اور سابقہ ریاست ہائے راجپوتانہ میں اور موسم گرما میں شمالی علاقہ جات بالخصوص کشمیر میں تشریف لے جاتے تھے۔[16] معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ آزاد کشمیر کی تحصیل بھمبر و تحصیل باغ میں بعض مقامات پر آپ کی قیام گاہیں تاحال موجود ہیں اور ان پر ایصال ثواب ہوتا ہے۔

زمانہ وجد کناں اب بھی ان کے طواف میں ہے
جو کوہ و دشت کبھی تیری جلوہ گاہ بنے

شیخ العالم حضرت باباصاحبؒ کی ہمہ گیر و وسعت پذیر تبلیغ اسلام کا ایک روشن ثبوت یہ بھی ہے کہ پاک و ہند میں کسی مبلغ اسلام یا داعی الالخیر کے مقابلتاً اتنے کثیر تعداد مراکز و مقامات تبلیغ نہیں ہیں۔ عہد شباب سے لے کر سن کبیر تک سفر و حضر میں تبلیغ اسلام ان کا مرکز نگاہ و محور حیات رہا اور وہ اپنے حسن عمل و اخلاق سے ایسے جری و بہادر

---

[15] سیر الاولیاء
[16] تذکرہ حضرت بہاؤالدین زکریا ملتانی صفحہ نمبر 143۔

قبائل کو حلقہ اسلام میں لے آئے جو سلاطین کی فتح یابی و ظفر مندی کو خاطر میں نہ لاتے تھے۔اور عساکر اسلام کے خلاف علم بغاوت بلند کرتے رہتے تھے۔

پاکستان مسلم اکثریت کے علاقوں کی بنا پر معرض وجود میں آیا اور وٹو[17]، جوئیہ[18]، سیال[19]، کھرل[20] گوندل[21]، ٹوانے[22]، شلولی، کندی، کلیرا، منج، ڈھوری، چدھڑ، گجر[23]، ڈوگر[24]، ورک[25]، وڑائچ، رانجھے، جھب، ورہیا، گھیبہ، کھیڑہ، وہیر، کاٹھیا[26]، وہنی وال، جاٹ[27]، چوہان[28]، جنہال، جاتل، جیٹھل، نون[29]،

---

[17] تاریخ قوم راجپوت مرتبہ شہادت علی خاں۔جواہر فریدی۔

[18] ساندل بار مرتبہ احمد غزالی۔جواہر فریدی مرتبہ پیر محمد حسین چشتی۔ The tribes and casts of the Punjab

[19] تاریخ سیال،مرتبہ مولوی نور محمد چیلہ،مطبوعہ 1911 عیسوی۔تاریخ جھنگ مرتبہ بلال زبیری،صفحہ نمبر346۔

[20] جنرل سر عمر حیات خاں ٹوانہ مرتبہ غلام رسول مہر۔

[21] گلزار فریدی ، صفحہ نمبر36،مرتبہ پیر محمد حسین چشتی صاحب۔ Tribes and Castes of the Punjab, Page No.302

[22] جنرل عمر حیات خان ٹوانہ،مرتبہ مولانا غلام رسول مہر۔

[23] تاریخ گوجراں صفحہ نمبر455 مرتبہ حافظ عبدالحق سیالکوٹی۔

[24] تاریخ اقوام راجپوت،صفحہ نمبر159،مرتبہ شہادت علی خان۔

[25] گلزار فریدی،صفحہ نمبر36,37،مرتبہ پیر محمد حسین چشتی بحوالہ جواہر گنج۔

[26] حیات گنج شکرؒ۔

[27] ٹاڈ راجستان،صفحہ نمبر1420۔

[28] پوٹھوہار مرتبہ عزیز ملک۔

[29] سرگزشت مرتبہ فیروز خان نون

چھینہ[30]، جھتّہ[31]، میکن[32]، بھٹی[33]، ہانس، کھوکھر، راجپوت، میو، کمبوہ[34]، سہو، نہاری[35]، جن کی ہزاروں ذیلی شاخیں پاکستان میں موجود ہیں شیخ شیوخ العالم حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ کے دست مبارک پر مسلمان ہوئے۔ اور پاک پتن شریف میں آپ کا وُرُود و قیام باعث تخلیق و تاسیس پاکستان بنا۔

فیروز الدین احمد فریدی صاحب لکھتے ہیں کہ

> "مغربی پنجاب میں اجودھن او ر اس کے گردو نواح میں فرید الدین مسعودؒ کے ہاتھ پر ہندوؤں کے اتنے بڑے بڑے قبیلے یکے بعد دیگرے جوق در جوق اسلام لائے اور وہ مغربی پنجاب میں اتنی دور دور تک پھیلے کہ یہ علاقہ ہمیشہ کے لئے مسلمانوں کی اکثریت کا خطہ ہو گیا۔ یہی عددی اکثریت سات سو برس بعد 1947 عیسویمیں پاکستان کی واحد بنیاد بنی۔ اس طرح قیام مسعود اور قیام پاکستان میں باپ بیٹے والا تعلق ہے۔ وٹو قبیلہ جو آج بھی اوکاڑہ، ساہیوال اور پاک پتن کے اضلاع میں آباد ہے، نون

[30] Tribes and Castes of the Punjab, Page No.168.

[31] Tribes and Castes of the Punjab, Page No.184.

[32] تاریخ جھنگ، مرتبہ بلال زبیری۔

[33] انڈیا ز اسلامک ٹریڈیشنز صفحہ نمبر 272۔

[34] معارف الاولیاء، بعنوان "اجودھن کی دکان عشق" مرتبہ پیر سید فاروق القادری صفحہ نمبر 73۔

[35] بروایت ساکنان جسوکاویں۔

اور ٹوانہ قبیلے جو سرگودھا میں آباد ہیں، یا سیال قبیلہ جو جھنگ اور کبیر والا میں آباد ہے، یہ سب فرید الدین مسعودؒ کے ہاتھ پر اسلام لائے۔ قرون اولیٰ میں اسلام کو پھیلانے کا جو اعزاز امیر المومنین عمر فاروقؓ کے نصیب میں آیا تھا۔ وہ از منہ وسطیٰ میں امیر المومنین کی نسل میں پیدا ہونے والے اس درویش کو اس برصغیر میں عطا کیا گیا۔ کیا اب بھی اس بات میں کوئی شبہ ہو سکتا ہے کہ پاکستان کے حقیقی بانی فرید الدین مسعودؒ ہیں؟"

اسلام آباد

پوٹھوہار کے متعدد مقامات پر حضرت بابا صاحبؒ کی چلہ گاہیں ان کے دور سیاحت و تبلیغی مساعی کی یادگار ہیں۔ مارگلہ کے کوہساروں میں شکرپڑیاں کے قریب آپؒ کی قیام گاہ صدیوں سے عوام و خواص کی زیارت گاہ ہے[36]۔ ساتویں صدی ہجری کے قرن اول میں شیخ العالم حضرت بابا صاحبؒ اس مقام پر تشریف لائے تھے دوران قیام اُن کی ذات باصفات سے ایک کرامت ظہور پذیر ہوئی جس کی بنا پر پڑیاں نام کا گاؤں "شکرپڑیاں" کے نام سے شہرت گیر ہوا اور ایک وجہ تسمیہ یہ بھی بیان کی جاتی ہے کہ ابتداً اس کا نام "گنج شکرؒ پڑاؤ" تھا جو بمرُورِ زمانہ "شکرپڑیاں" مشہور ہوا۔ [تصویر نمبر 1]
لوک ورثہ کے پروگرام آرگنائزر یاسر لقمان صاحب نے اپنے ایک مکتوب خوش اسلوب

---

[36] Location: 33°41'36.67"N 73° 3'57.56"E

میں لکھا ہے[37]

"ایک روایت کے مطابق ایک دفعہ حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکرؒشکرپڑیاں کے نزدیک تشریف فرما تھے اس کے بعد عوام الناس میں مشہور وجہ تسمیہ بشرح وبسط تحریر فرمائی ہے جو شیخ شیوخ العالم حضرت باباصاحبؒ سے منسوب ہے۔"

فارسی مخطوطہ گلزار فریدی میں حضرت مولانا گل محمد چشتی شیر ویؒ نے بہت سی چلہ گاہوں کی نشاندہی کے بعد اس چلہ گاہ کے بارے میں لکھا ہے کہ

"یک چله گاه درراول پنڈی که مزار نماز یارت گاه کرده اند۔"

ترجمہ: ایک چلہ گاہ راول پنڈی میں ہے جو مزار نمازیارت گاہ ہے"

اسلام آباد زینت البلاد سے پہلے اس علاقہ میں چلہ گاہ کے قریب مشہور شہر راول پنڈی تھا۔ لہٰذا اس کے محل وقوع میں بحوالہ پنڈی مرقوم ہے۔ اس وقت چلہ گاہ پر کوئی مزار نہیں۔ تاہم یہ حقیت ہے کہ کسی بزرگ کی قیام گاہ یا مزار تشریف کے قرب وجوار میں ان کے عقیدت مندوں کی خواہش تدفین ہوتی ہے۔ بروئے ریکارڈ محکمہ مال اسلام آباد کے معرض وجود میں آنے سے پہلے شکرپڑیاں کی اراضی شاملات دیہہ میں اس مقام پر بھی قبرستان موجود تھا کیونکہ

[37] مرسلہ 18اکتوبر 1986عیسوی۔

جس جگہ یار کا نقش کف پا ہوتا ہے

بس وہیں کعبہ ارباب وفا ہوتا ہے

آٹھ سو سال پہلے کسے معلوم تھا کہ شکر پڑیاں میں ایک جلیل القدر و عظیم البرکت ہستی کا عارضی قیام اور ان کی مساعی جمیلہ فروغ اسلام کے لیے اتنی بار آور ہوں گی کہ ایک دن یہ مقام بفضل حق تعالیٰ مملکت اسلامیہ جمہوریہ پاکستان کا دارالحکومت ہو گا اور اسلام کے مبارک و متبرک نام سے آباد ہو گا۔

اسلام آباد کے وسیع تر منصوبہ میں شیخ العالم حضرت بابا صاحبؒ کی قیام گاہ کا بے نام و نشان نہ ہونا اور کسی شاہراہ کی زد میں نہ آنا ان کی کرامت باسلامت ہے اسلام آباد کا نقطہ آغاز یعنی زیرو پوائنٹ کا اسی مقام پر ہونا بھی خالی از حکمت نہیں اور شکر پڑیاں وچلہ گاہ (زاویہ خلوت وعبادت) کو ازخود ایک منفرد ممتاز حیثیت حاصل ہو گئی ہے جہاں مختلف ممالک کے مہمانان گرامی صدور و سلاطین آتے ہیں اور بطور یادگار شجر کاری کرتے ہیں۔ ے

آسمان سجده کند پیش زمینے که برو

یك دو کس یك دو نفس بهر خدا بینشینند

ترجمہ: " آسمان زمین کے اس حصہ کے سامنے سجدہ کرتا ہے جہاں اللہ والے چند ساعت محض اللہ تعالی ' کے لئے بیٹھتے ہیں "

کلر کہار ضلع چکوال

ذرائع ابلاغ کہتے ہیں کہ پاکستان سے گیارہ مختلف راستے کشمیر کی طرف جاتے ہیں۔ شیخ العالم حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ براہ پوٹھوہار کشمیر تشریف لے گئے تھے۔ ان کے نقوش راہ آج بھی روشن ہیں اور منازل سفر زیارت گاہ خلق ہیں مارگلہ کی قیام گاہ سے پہلے کلر کہار کے مقام پر آپ نے پڑاؤ کیا اور کٹاس کے مندروں و بت خانوں کے گرد و نواح میں بسنے والوں اور دیوی دیوتاؤں کی پوجا پاٹ کرنے والوں کو خالق کائنات و معبود حقیقی سے روشناس کروایا۔ے

ان کا سایہ اک تجلی ان کے نقش پا چراغ
وہ جدھر گزرے ادھر ہی روشنی ہوتی گئی

پوٹھوہار میں بھی آپ کے مراکز تبلیغ و منازل سفر کو چلہ گاہیں کہا جاتا ہے۔ کلر کہار میں ایک پہاڑ کی بالائی سطح پر ایک بڑی غار ہے جو کسی سرنگ کی مانند دونوں طرف کشادہ دہن ہے[38]۔ [تصویر نمبر 2] خلوت و عبادت کی بہترین جگہ ہے اور آپ کی چلہ گاہ کے نام سے زیارت گاہ خاص و عام ہے۔ گاہے بگاہے کوئی درویش یہاں بیٹھ کر کسب فیض کرتا بھی نظر آتا ہے۔ عام آدمی کے لیے دن کے وقت یہاں تک پہنچنا زیادہ دشوار نہیں اور بیٹھنا بھی خلوت و یکسوئی ہے مگر رات کا قیام کوئی مرد قلندر یا دلیر آدمی کر سکتا

38 ٹیلہ جوگیاں سے بجانب غرب موضع موٹا غربی کے جنگل میں ایک چلہ گاہ ہے۔ اُس پر ملنگ بیٹھے رہتے ہیں اور میرپور سے ڈھنڈیال جانے والی راہ پر بھی ایک چلہ گاہ بیان کی جاتی ہے۔
Location: 32°45'58.01"N 72°43'39.82"E ,

ہے۔

اس پہاڑ کے دامن میں ایک چھوٹا سا چشمہ ہے اس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ دوران قیام شیخ العالم حضرت باباصاحبؒ نے اپنے عصا مبارک کی چوٹ سے جاری کیا تھا[39]۔ روایت عام ہے کہ اس کے پانی سے غسل کرنے سے جلدی امراض والے شفا یاب ہوتے ہیں۔ موٹروے کے منصوبے سے اس چشمہ شفا کے پامال ہونے کا خدشہ تھا مگر یہ فیض عام بر کنار شاہراہ مذکور محفوظ ہے اور فرید آباد کے نام سے موسوم ہے۔ باباجیؒ کے عرس کے دنوں میں وہاں زائرین کا ہجوم ہوتا ہے اور میٹھی روٹیاں تقسیم کی جاتی ہیں۔

کلر کہار کی جھیل کا پانی کڑوا ہے مگر اس جھیل کو سیراب کرنے والا سرچشمہ آب کڑوا نہیں ہے۔ یہ واقعہ تلخ و شیریں بھی شیخ العالم حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ کی ایک کرامت سے منسوب ہے۔ گزٹیئر جہلم میں لکھا ہوا ہے کہ

"ایک دن جبکہ عورتیں تالاب سے گھڑے بھر رہی تھیں۔ بابا فریدؒ پاک پتن شریف والے ولی اللہ وہاں آئے اور پینے کے لیے پانی طلب کیا اور عورتوں نے جواب دیا کہ آپ کیسے پانی پئیں گے جبکہ یہ نمکین ہے۔ باباجیؒ نے فرمایا اچھا تو نمکین ہی ہو گا۔ آپ تشریف لے گئے شام کو جب عورتوں نے اپنے آدمیوں کو کھانے پر پانی دیا تو وہ نمکین تھا اور اس وقت سے یہ جھیل نمکین ہے۔"

حضرت مولانا گل محمد چشتی شیر ویؒ نے اس واقعہ کو اسی مفہوم میں اس طرح بیان کیا ہے کہ

---

39 روزنامہ جنگ، سنڈے میگزین از جہانگیر منہاس۔

"درویشے گفتہ است کہ وقتے جناب گنج شکرؒ بملک آوان قاری بر سر تالاب از زناں کہ سبوہاپر می نمودند۔ آبے طلبید۔ زناں بمسخرہ گفتند کہ اے درویش آب تلخ است۔ فرمود تلخ خواہد بود۔ چوں سبوہا بخانہ اوردند آب چنیں زہر بود کہ بدہان نمی بردند۔ تاحال آں تالاب تلخ وشوراست وازآں روزنامش کلر قہاراست۔"

ترجمہ: ایک درویش نے کہا کہ ایک مرتبہ جناب گنج شکرؒ علاقہ آوان قاری میں اس تالاب پر آئے جہاں سے عورتیں گھڑوں میں پانی بھر رہی تھی۔ آپ نے پانی طلب کیا اور انہوں نے مذاقاً کہا کہ اے درویش پانی کڑوا ہے۔ آپ نے فرمایا کڑوا ہی ہو گا۔ جب عورتیں گھڑے بھر کر گھر آئیں اور پانی پینا چاہا تو وہ زہر کی مانند کڑوا تھا اور تاحال تالاب کا پانی کڑوا ہے اور اسی روز سے اس کا نام کلر قہار ہے۔"

ایسے شواہد و آثار سے ایک بات پایہ ثبوت کو پہنچتی ہے کہ شیخ شیوخ العالم حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ بسلسلہ تبلیغ اسلام یہاں تشریف لائے اور قیام فرمایا۔

کلر کہار کی ایک رات

موٹروے کی تعمیر سے پہلے جب کلر کہار ایک تفریحی مقام کی نسبت سے مشہور نہ تھا بلکہ شیخ العالم حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ کے ورُودو قیام اور ان کے ارادت مند خوبصورت رقاص موروں اور ان کے نور معرفت سے دریافت شدہ مقابر بزرگان دین کے باعث زیارت گاہ خلق تھا۔

اس وقت 1981 میں ایک رات راقم حروف اور رحمانی بابا[40] فقیرانہ و زائرانہ ذوق و شوق میں بابا حضور کی چلہ گاہ کلر کہار پر مقیم تھے اور خادم چلہ گاہ میاں دھمن اور مالک اراضی عجائب خاں کے فراہم کردہ بستروں و چارپائیوں پر سوئے ہوئے تھے۔ چاندنی رات اپنے جوبن پر تھی۔ بہار کا موسم تھا اور چاروں طرف گہرا سکوت تھا ایسے پر فضا ماحول میں سفر کی تھکاوٹ کے باعث ہم خواب خرگوش کے مزے لے رہے تھے کہ سہ پہر رات وادی کلر کہار، "شیخ فرید، شیخ فرید" کے نعروں سے گونج اٹھی۔ ان کیف آور آوازوں سے ہم بھی جاگ اٹھے اور اپنی چارپائیوں پر بیٹھ کر ان نعروں سے لطف اندوز ہونے لگے۔

ہم نے متجسس نگاہوں سے چاروں طرف دیکھا تو چلہ گاہ کی مشرقی جانب خانہ بدوشوں کا ایک قافلہ سخی سیدن شاہ روڈ پر گزر رہا تھا۔ جب وہ چلہ گاہ کے سامنے آتے تو با آواز بلند شیخ فرید، شیخ فرید پکارتے۔ اس عالم و کیف و مستی میں جی چاہتا کہ ہم بھی جواباً نعرہ لگائیں کہ "شیخ فرید، شیخ العالم فرید" اور باباجی کے موروں کی طرح رقص کریں۔

پوٹھوہار کے لوگ ورثہ کی تحقیق و تلاش میں عزیز ملک صاحب نے لکھا کہ

> "پوٹھوہار میں راجپوت خاصی تعداد میں آباد ہیں ان میں چوہان و گوندل وجنہال وجاتل اور جیٹھل شامل ہیں۔ ایک روایت کے مطابق ان کے اجداد حضرت بابا فرید الدین گنج شکر علیہ الرحمۃ

---

[40] ملک ریاض حسین لاشاری، المعروف رحمانی بابا سکنہ بامابالا، ضلع اوکاڑہ۔

کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے۔"[41]

فتح جنگ ضلع اٹک

بروایت ملک اعجاز احمد ولد اللہ یار خاں سکنہ موضع رتوال، فتح جنگ سے دس کلو میٹر کے فاصلہ پر دھنی کیٹل فارم و شاہ پور ڈیم کے مشہور مقامات ہیں۔ ان سے ایک میل کے فاصلہ پر کھیری مورت پہاڑی کے دامن میں شمالی جانب ایک چشمہ ہے جو شیخ العالم حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ کے وُرودو قیام سے منسوب ہے۔ اس کو مقامی زبان میں "بابا والا چوا" کہتے ہیں۔ اس کے پانی سے جلدی امراض والے نہاتے اور شفا پاتے ہیں۔ اس چشمہ کی نسبت فریدی کے باعث کلیام شریف کے مشہور بزرگ باوا فضل الدین کلیامی چشتی صابریؒ نے چند سال یہاں گوشہ نشینی اختیار کی اور مشغول عبادت رہے۔

جنوبی پنجاب و صوبہ سندھ اور بلوچستان میں بہت سے مقامات ایسے بھی ہیں جہاں شیخ شیوخ العالم حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ کے احباب مکرم شیخ الاسلام حضرت بہاؤ الدین زکریا ملتانیؒ، سید السادات حضرت عثمان مروندی المعروف حضرت شہباز قلندرؒ، مخدوم المخادیم سید جلال الدین سرخ پوش بخاریؒ رفیق سفر تھے۔ تاریخ تصوف میں اس گروہ قدسیہ کو چار یار کے نام سے لکھا جاتا ہے اور ان کی قیام گاہوں کو چار یار دی بیٹھک کہتے ہیں۔ میدانی علاقوں میں ان مقامات پر اکثر و بیشتر مساجد تعمیر ہو

---

[41] پوٹھوہار صفحہ نمبر 183 مرتبہ عزیز ملک صاحب۔

چکی ہیں اور مسجد چار یار کے نام سے پہچانی جاتی ہیں اور بعض مقامات پر چلہ گاہوں کے نام سے زیارت گاہ عام و خاص ہیں۔ مورخ ملتان مولانا نور احمد خاں فریدی لکھتے ہیں کہ

"اس قسم کی نشستیں جو چاریاروں کے نام سے موسوم ہیں۔ پاکستان کے چپہ چپہ پر پھیلی ہوئی ہیں اور اب تک علیٰ حالہٖ موجود ہیں۔ وہاں زبردست میلے لگتے ہیں اور خوش اعتقاد لوگ نذر و نیاز اور چڑھاوے چڑھاتے ہیں۔ در حقیقت شیخ الاسلام اور ان کے یاران طریقت نے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ سیر و سیاحت میں بسر کیا تھا۔ جس کی نوعیت خالص تبلیغی ہوتی تھی۔ گرمائی دورہ کشمیر اور بلخ و بخارا کی طرف ہوتا تھا۔ کشمیر کے دامن میں ایبٹ آباد اور بخارا کی طرف پہاڑوں پر ان کی نشست گاہیں آج تک زائرین کو دعوت عمل دے رہی ہیں۔ ساون بھادوں کے مہینوں میں سہوان ،ملیر اور دیبل کی طرف دورہ ہوتا تھا۔ سخی سرور موسم بہار کا صدر مقام تھا۔ موسم سرما میں پنجاب، سندھ اور بلوچستان کا میدانی علاقہ اور ان کے مواعظ حسنہ سے مستفید ہوتا تھا"[42]۔

جوتانہ تحصیل پنڈ دادن خان ضلع جہلم

کلر کہار سے براہ سخی سیدن شاہ کوہستان نمک عبور کر کے (ضلع جہلم تحصیل

[42] تذکرہ حضرت بہاؤالدین زکریا ملتانیؒ، صفحہ نمبر 156۔ از مولانا نور احمد خاں فریدی

پنڈ دادن خان میں) ایک گاؤں جو تانہ آتا ہے جہاں غریب وال سیمنٹ فیکٹری ہے۔ سلسلہ کوہ کے اختتام پر یہ گاؤں چار یار حضرات کے وُرود و قیام سے مشرف ہے اور چلہ گاہوں کے ساتھ پانی کے چار چشمے رواں دواں ہیں اور آبادی دیہہ کی گلیوں و محلوں سے بل کھاتے کھلے میدان میں نکل جاتے ہیں مقامی اعتقادات و روایات میں ان کی تاثیر آب مختلف امراض کے لئے شفا بخش بیان کی جاتی ہیں۔

شیخ العالم حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ کی چلہ گاہ کی فصیل نما چٹان میں ایک تراشے ہوئے حجرہ کی مانند ہے۔ اور اس کے نزدیک آب شیریں کا ایک چشمہ جس کی مقدار ایک کیوسک سے کم نہیں بڑے زور سے بہہ رہا ہے۔ اس قصبہ کی تمام آبادی اس چشمہ سے سیر اب ہوتی ہے اور شب و روز پانی بھرنے والوں کا تانتا بندھا رہتا ہے۔ اس کے بارے میں پوٹھوہار میں کہاوت مشہور ہے کہ یہ آب شیریں دودھ کا نعم البدل اور صحت افزا ہے نیز اس قصبہ میں حضرت بابا صاحبؒ کی بکثرت اولاد مسکون ہے۔

حضرت بابا صاحبؒ کی چلہ گاہ کے قریب اس پہاڑ میں سید السادات حضرت سید عثمان مروندی المعروف حضرت شہباز قلندرؒ کی چلہ گاہ نسبتاً کم کشادہ، تنگ و تاریک ہے اور اس کے چشمہ کا پانی قلیل مقدار و گرم ہے۔ اس کی حدت قابل برداشت ہے مگر ایک ہی مقام پر مختلف نوعیت و تاثیر کے چشمے عجوبہ روز گار ہیں۔[تصویر نمبر 3]

مذکورہ چلہ گاہوں تک آبادی دیہہ کے مکانوں کی چھتوں سے گزر کر جانا پڑتا ہے۔ اس گاؤں کے وسط میں پیلوں کے درختوں کے جھنڈ میں ایک اور وافر مقدار چشمہ ہے۔ اس کا ذائقہ نمکین ہے اور اس کے دہانے پر شیخ الاسلام حضرت بہاؤالدین زکریا ملتانیؒ کی چلہ گاہ سطح زمین پر واقع ہے۔ اس قصبہ کے باہر ایک کلو میٹر کے فاصلہ پر ایک

پہاڑی کے اوپر حضرت مخدوم سید جلال الدین بخاریؒ کی چلہ گاہ ہے اس کے قریب بھی ایک چشمہ ہے۔ دریائے جہلم کے دونوں جانب جہاں جہاں آپؒ نے قیام فرمایا وہ مقامات بھی چلہ گاہوں کے نام سے مشہور ہیں۔ امتداد زمانہ سے کچھ بے نام ونشان ہو گئے ہیں اور چند ایک تاحال موجود ہیں۔ شیخ الاسلام حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ کی تشریف آوری کے وقت دریائے جہلم منگل سین کی راج دھانی کے قریب بہتا تھا۔ دریا میں طغیانی تھی اور منگل سین کی راج دھانی دریا برد ہونے کے قریب تھی۔

منگل سین اس فکر و تشویش کی حالت میں حضرت بابا صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور دریا کا رخ تبدیل ہو جانے کی دعا کا خواستگار ہوا۔ آپؒ نے دعا کی اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اسی رات دریا کی گزر گاہ تبدیل ہو گئی اگلے دن دریائے جہلم منگل سین کی راج دھانی سے کوسوں دور کسی پرانی گزر گاہ میں بہہ رہا تھا۔ اس کرامت کو دیکھ کر منگل سین آپ کے دست مبارک پر مسلمان ہو گیا۔ بقول صاحب گلزار فریدی، منگل سین کی اولاد رانجھا کہلاتی ہے۔

کوئی اندازہ کر سکتا ہے اس کے زور بازو کا
نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

چیلیاں والا، موجیاں والا، تحصیل منڈی بہاؤالدین ضلع گجرات

مولف گلزار فریدی (اردو) [43] پیر محمد حسین چشتی پاک پتنی نے لکھا ہے کہ گاؤں چیلیاں والا موجیاں والا کے مقام پر حضرت بابا صاحبؒ نے گوجروں اور گوندلوں کے مابین حدود ملکیت کا تصفیہ فرماتے ہوئے حدبست پر اپنا عصا مبارک زمین میں پیوست کر دیا تھا جو بطور یادگار عرصہ دراز تک قائم رہا اور بقول شخصے عوام الناس اس زیارت گاہ کو "باباصاحب دی کھونڈی" کہتے تھے۔

محمد اکرم رانجھا نے لکھا ہے کہ "گوجروں نے دریائے جہلم سے بے دخل ہونے کے بعد گوجرانوالہ آباد کیا تاکہ چناب کے برساتی ندی نالوں اور راوی کے معاون آبی ذخیروں سے اپنے مویشی سیر اب کر سکیں۔ گوندلوں سے ان کی مخاصمت کا سلسلہ چلتا رہا حتیٰ کہ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ کی تبلیغی تحریک گوجر قبیلے میں نفوذ کر گئی۔ اب گوندل اور گوجر ہم مذہب اور بابا صاحبؒ کے ارادت مند ہونے کی بنا پر پیر بھائی بھی تھے یوں ان کی دشمنی خود بخود دوستی میں تبدیل ہو گئی۔ [44]

[43] گلزار فریدی یعنی وقائع حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ، صفحہ نمبر 36۔
[44] اردو ڈائجسٹ لاہور، جون 1987 عیسوی۔

حویلی مجوکا تحصیل شاہ پور ضلع سرگودھا

دریائے جہلم کے بائیں کنارے بروایت حضرت مولانا گل محمد چشتی شیر ویؒ ایک ایسی جگہ تھی جہاں حضرت باباصاحبؒ نے قیام فرمایا۔ وہاں آپؒ کی اور آپؒ کے رفقاء کی سواریوں کے لئے پیوست شدہ چوبی کلے بعد ازاں ہر بھرے درخت بن گئے تھے۔ وہ لکھتے ہیں کہ

"نقل اَست محقق و مشہور اَست که از جنوب ضلع شاہپور بیست و دو کروه موضع جوڑے مجو کے اَست وقتے آنجناب گنج شکرعلیہ الرحمۃ را بمعه سواری بادر آنجا اتفاق شب گزاری افتاد و میخ ہائے خشل چوبانه برائے بستن اَسپ ہائے بر زمین که کوفته بودند علے الصبح که سوار شدند بوقت روانگی فرمود که ایں میخ ہائے برنکنید که درخت ہائے سبز خواہند شد و باسم من جھنگی فریدالدین مشہور خواہد گردید و تاہنوز آں درختاں بعضے مغیلاں و بعضے خجوراں و بعضے کنارہا بموجب میخ ہاموجوداند۔ مالکان آں چشتیاں اند۔"[45]

ترجمہ: "منقول ہے اور تحقیق شدہ ہے کہ شاہ پور سے بائیس کوس کے فاصلہ پر جوڑے مجو کے نام کا موضع ہے ایک مرتبہ حضرت

[45] گلزار فریدی مخطوطہ صفحہ نمبر 154۔

> بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ نے بمعہ اپنی سواریوں کے یہاں رات بسر کی اور گھوڑے باندھنے کے لئے چوبی کلے زمین میں پیوست کئے۔ علیٰ الصبح جب آپ سوار ہونے لگے تو فرمایا کہ ان چوبی کلوں کو زمین سے باہر نہ نکالنا کیونکہ یہ سرسبز درخت بن جائیں گے اور میرے نام سے "جھنگی فرید الدین"[46] مشہور ہو گی۔ ابھی تک کیکر، کھجور اور بیر کے درخت چوبی کلوں کی تعداد کے مطابق موجود ہیں اور چشتی صاحبان کی ملکیت ہیں۔"

کلس شریف کے قرب و جوار میں بھی حضرت بابا صاحبؒ کی ایک چلہ گاہ بیان کی جاتی ہے۔

لاہور

لاہور اور دریائے راوی کی رفاقت صدیوں سے چلی آ رہی ہے۔ اولیاء اللہ نے اس محل و قوع کو اکثر پسندیدہ نگاہوں سے دیکھا اور کئی بار مرکز تبلیغ بنایا۔ سالار جلیل چشتیہ سلطان الہند غریب نواز حضرت خواجہ سید معین الدین حسن چشتی اجمیریؒ نے لاہور میں مخدوم اُمم حضرت داتا گنج بخش سید علی ہجویریؒ کے مزار پُرانوار پر چہل روزہ قیام کے بعد انہیں گنج بخشؒ اور فیض عالمؒ کے خطابات سے خراج تحسین پیش کیا۔ اُن کے جانشینوں میں شیخ العالم حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ نے بھی اسی عقیدت و احترام

[46] کچھ عرصہ پہلے اہل مجوکا نے اس یادگار "جھنگی فرید الدین" کو نیست و نابود کر کے زیر کاشت کیا۔ خدا کی قدرت سے چند سال بعد قصبہ مجوکا اور زیر کاشت رقبہ بھی دریا بُرد ہو گیا۔

کو پیش نظر رکھا اور لاہور تشریف لائے اور اپنی خلوت پسند طبیعت کے باعث مزار شریف سے چند قدم کے فاصلہ پر قیام فرما ہوئے۔ اس قیام گاہ کو بھی چلہ گاہ کہا جاتا ہے[47]۔ اس بابرکت مقام پر زندہ دلان لاہور سدا عقیدت و محبت کے پھول نچھاور کرتے ہیں۔[تصویر نمبر4]

نہاں خاک میں تیری رخشاں گہر
ترے گنج بخشؒ اور گنج شکرؒ [48]

شیخ العالم حضرت باباصاحبؒ کو لاہور اتنا پسند تھا کہ وہ یہاں مستقل سکونت اختیار کرنا چاہتے تھے مگر ایک غیبی اشارہ کے سبب لاہور کی بجائے اجودھن موجودہ پاک پتن شریف سکونت پذیر ہوگئے۔ صاحبِ سیر الاولیاء نے لکھاہے کہ:

"بار ہا خواستے که از انجابر و د در لاہور که خراب اَست آب رواں ہمدارد سکونت سازد۔"[49]

ترجمہ: "آپ بار بار چاہتے تھے کہ لاہور چلے جائیں جس میں ایک خرابہ اور دریاہے تاکہ وہاں سکونت اختیار کریں۔"

خرابہ یعنی کہ ویرانہ اس لئے فرمایا کہ تاتاری حملہ آوروں نے 639ہجری[50] میں لاہور

---

[47] Location: 31°34'26.35"N 74°18'14.23"E

[48] نغمۂ فردوس مرتبہ مولانا خوشی محمد ناظر۔

[49] سیر الاولیاء صفحہ نمبر74 مطبوعہ مرکز تحقیقات فارسی ایران۔

[50] جمادی الاخر 639ہجری، بروئے طبقات ناصری۔

کو تباہ و برباد کر دیا تھا اور حضرت بابا صاحبؒ داتا نگری کو از سر نو شاد و آباد دیکھنا چاہتے تھے مگر باوجوہ آپ لاہور کی بجائے 642 ہجری میں اجودھن (پاک پتن) تشریف لائے اور آپ کے ایک عقیدت مند بادشاہ سلطان غیاث الدین بلبن نے کچھ عرصہ بعد لاہور کو از سر نو تعمیر و استوار کیا۔

برصغیر میں بہت سے شہروں اور قصبوں کا تعلق زمانہ قدیم سے ہے۔ ان میں بعض ظہور اسلام سے قبل آباد تھے اور ہندوستان میں مسلمانوں کی آمد کے وقت کم یا بیش آبادی والے شہروں اور قصبوں میں شمار ہوتے تھے۔ داعیانِ حق و صلحائے اُمت توکل بر خدا تمام تر مشکلات برداشت کر کے فقر و فاقہ کے ساتھ ان شہروں اور قصبوں تک پہنچ جاتے تھے اور ان کا طریقہ تبلیغ یہ تھا کہ وہ غیر مسلم قصبات کے وسط میں دخل انداز ہونے کی بجائے آبادی کے باہر قریب ترین مقام پر عبادت و ریاضت میں مشغول ہو جاتے تھے اور اہل دیہہ کو اپنی جانب متوجہ کر کے روشنی ایمان و عرفان عطا فرماتے۔

اسلامیان ہند کی تاریخ میں چشتی بزرگوں کے ایسے بے شمار واقعات موجود ہیں کہ وہ پاک و ہند کے دور دراز مقامات پر سلاطین اسلام سے پہلے پہنچ چکے تھے اور اُن کی تشریف آوری سے قبل اس وادی پُر خوار میں کسی مبلغ اسلام نے قدم نہیں رکھا تھا۔ سلطان شہاب الدین غوری سے پہلے سالار جلیل چشتیہ خواجہ خواجگان غریب نواز حضرت خواجہ سید معین الدین حسن چشتی سنجریؒ ہندوستان میں مسلم آبادی کے شہروں کو چھوڑ کر غیر مسلم آبادی کے مرکزی شہر اجمیر میں تشریف لے گئے اور اس شہر کے قریب ترین مقام "اناساگر" پر رونق افروز ہوئے۔

مرکز دہلی سے سینکڑوں میل دور سلطان محمد تغلق کی لشکر کشی سے پہلے دیوگیر

(دکن) کو دولت آباد قرار دینے سے پیش تر شیخ العالم حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ کے پوتے حضرت شیخ عزیز الدینؒ ابن حضرت شیخ صدر الدین یعقوبؒ بسلسلہ تبلیغ اسلام تشریف فرما تھے۔ صاحب سیر الاولیاء نے اُن سے ملاقات کی اور لکھا کہ

"دیار دیو گیر و تلنگ ہمہ معتقدان و بندہ اوبودند کاتب حروف ایں بزرگ زادہ را دردیو گیر دریافتہ بود۔ ہیبتِ زیبا و فرے وافر داشت"۔[51]

ترجمہ: "دیو گیر اور تلنگ کے تمام لوگ اُن کے معتقد اور غلام تھے۔ کاتب حروف (یعنی صاحبِ سیر الاولیاء) اُن سے دیو گیر میں ملا۔ وہ حسین و جمیل وجاہ و حشمت والے بزرگ تھے۔"

میلا تحصیل کوٹ مومن ضلع سرگودھا

پانچ دریاؤں کی سر سبز شاداب وادیوں میں صدیوں سے لوگ آباد ہیں اور مشرقی و مغربی پنجاب کے متعدد شہروں اور قصبوں میں شیخ العالم حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ کا بسلسلہ تبلیغ اسلام تشریف لے جانا ثابت ہے۔ تھانہ کوٹ مومن ضلع سرگودھا کی حدود میں "میلا" نام کا ایک گاؤں ہے۔ اس کے قریب حضرت بابا صاحبؒ کی ایک چلہ گاہ صدیوں سے محفوظ ہے۔[تصویر نمبر 5] اہل عقیدت و محبت جمعرات کو یہاں چراغ روشن کرتے ہیں اور اکثر ایصال ثواب کرتے ہیں اور عقیدت رکھتے ہیں۔ اگر اس علاقہ میں کوئی چوری ہو جائے تو اکثر سراغ رساں سراغ براری سے پہلے اس مقام پر

51 سیر الاولیاء

حاضر ہو کر اپنی کامیابی کے لئے دستِ دُعا اُٹھاتے ہیں۔

سر گودھا کے نواح میں رہنے والے ایک بزرگ حضرت بابا علی محمد چشتیؒ جن کی عمر شریف سو سال سے کچھ اُوپر تھی۔ فرمایا کرتے تھے کہ اس چلہ گاہ پر درختوں کے جھنڈ میں ایک سدا بہار درخت تھا جس کے وہ چشم دید گواہ تھے کہ اس درخت پر ہر موسم میں پھول کھلتے تھے اور اُس کے قرب وجوار میں کوئی ایسا درخت نہ تھا۔ لوگ کہتے تھے کہ حضرت بابا صاحبؒ کی تشریف آوری کے وقت اُن کے دست مبارک میں ایک خشک چوب تھی جو انہوں نے پیوست زمین کر دی اور بعد ازاں سر سبز ہو کر پھول دار درخت بن گئی مگر اب نہ وہ درخت ہے اور نہ دیگر اشجار کا ذخیرہ دست برد زمانہ سے محفوظ ہے۔ اس چلہ گاہ کے بارے میں محمد اکرم رانجھا موقر ماہنامہ اُردو ڈائجسٹ جون 1987 عیسوی میں لکھتے ہیں کہ

> ''ضلع سر گودھا تحصیل بھلوال میرے گاؤں سے جانب جنوب تین میل کے فاصلہ پر ایک میلہ گاؤں موجود ہے جہاں میری قوم کے انتہائی متمول لوگ آباد ہیں۔ اس گاؤں سے جانب مغرب تین ایکٹر کے فاصلہ پر خود میں نے بچپن میں دیکھا کہ پیلو کے خودرو پودے جھنڈ کی شکل میں موجود ہیں لیکن بعد میں پتہ چلا کہ بابا صاحبؒ کی چلہ گاہ ہے جسے کچی دیواروں سے محدود کر کے چوکھنڈی کی شکل دی گئی ہے۔ آج درخت تو موجود نہیں چوکھنڈی موجود ہے اور لوگ اسے عقیدت کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں۔''

ایک تاریخی واقعہ کی رُو سے سلطان ناصر الدین محمود کے عہد حکومت میں پانچ ہزار اشخاص[52] پر مشتمل اقوام راجپوت، سیال[53]، کھرل، شلولی، کندی، کلیرا، منج، ڈھوری، ڈھڈی، چدھڑ کا ایک قافلہ 647ہجری میں اجودھن موجودہ پاک پتن شریف میں وارد ہوا اور شیخ العالم حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ کے دست مبارک پر مسلمان ہو کر[54] ان کے حلقہ ارادت میں داخل ہوا۔ ے

اڈتے پھیلتے یہ سلسلہ زمانوں کے
ہجوم صدیوں کے ایک بندہ خدا کے لئے

اس مسرت و شادمانی کے عالم میں ان کے زُنار (جیو) ضائع کرنے سے پہلے وزن کئے گئے جن کی مقدار ایک من دس سیر ہوئی۔ اس کے بعد شیخ العالم حضرت بابا صاحبؒ نے حاکم ملتان کو لکھا ان لوگوں کی اقامت و معاش کا بندوبست کیا جائے۔[55]
اس تفویض و تقسیم میں راسیال کو جھنگ کا علاقہ ملا اولیائے جھنگ کا مصنف رقم طراز ہے کہ

"راسیال علاقہ جون پور (یوپی) سے حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہوا اور بابا صاحبؒ کے

[52] جنرل سر عمر حیات خاں ٹوانہ مرتبہ مولانا غلام رسول مہر صفحہ نمبر22۔
[53] جنرل سر عمر حیات خاں ٹوانہ مرتبہ مولانا غلام رسول مہر صفحہ نمبر24۔
[54] جنرل سر عمر حیات خاں ٹوانہ مرتبہ مولانا غلام رسول مہر صفحہ نمبر20۔
[55] جنرل سر عمر حیات خاں ٹوانہ مرتبہ مولانا غلام رسول مہر۔

ارشاد کے مطابق اس نے علاقہ کچھی میں سکونت اختیار کی کچھی اس علاقہ کو کہتے ہیں جہاں دریا کے ساحل کے ساتھ ساتھ ریگ زار ہو یہ دریائے جہلم کے کناروں کے ساتھ ساتھ خوشاب تک پھیلا ہوا ہے۔ کچھی پر اس وقت میکن قوم حکمران تھی اور ان کی حدود ریاست منکیرہ اور قصبہ امونی(موجودہ نام حیدر آباد)تک وسیع تھیں۔ راسیال نے جہاں قیام کیا وہ جگہ اب تک سیالکوٹ کے نام سے مشہور ہے"۔

کچھی اور اموانی کے حاکم کو حکومت دہلی کی طرف سے خان کا خطاب ملا تھا[56] اس لئے وہ بہاؤ خان کے نام سے مشہور تھا اور حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ کے دست مبارک پر مسلمان ہو کر ان کے حلقہ ارادت میں داخل ہو چکا تھا۔ مصنف تاریخ جھنگ سیال لکھتا ہے کہ

''جب رائے سیال مسلمان ہوا تو حضرت خواجہ صاحب(بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ) اسے لے کر جھنگ پہنچے۔ بہاؤ خان کو حضرت کی آمد کی خبر ملی وہ خود چل کر تریموں آیا خواجہ صاحبؒ سے شرف ملاقات حاصل کر کے عرض کیا کہ "حضرت مجھے بلا بھیجتے آپ نے کیوں تکلیف فرمائی۔" خواجہ صاحبؒ نے فرمایا "ایک ضروری کام کے لئے آنا پڑا۔ وہ کام یہ ہے کہ رائے سیال

[56] تاریخ جھنگ مرتبہ بلال زبیری۔

اچھے راجپوت خاندان کا نوجوان ہے تم اپنی دامادی میں قبول
کرو۔" بہاؤ خان کے لئے مرشد کا حکم حرف آخر تھا۔ چنانچہ اس
نے اپنی لڑکی سہاگ رائے سیال سے بیاہ دی۔ اور گزارہ کے لئے
دریائے جہلم کے غربی کنارے کی جاگیر عطا کی۔"[57]

پیر محمد حسین چشتی پاک پتنی لکھتے ہیں

"از دعائے حضرت بابا فرید الدین علیہ الرحمۃ اولاد سیال چنداں شد که در شمار نیاید و صاحب جاه و جلال اند۔"[58]

ترجمہ: حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ کی دعا سے راسیال کی
اولاد اس قدر زیادہ ہوئی کہ وہ شمار میں نہیں آسکتی اور وہ سب
صاحب جاہ و جلال ہیں۔"

شاعر جھنگ شیر افضل جعفری مرحوم فرماتے ہیں ۔

یہ مہروں کی، بانکے سیالوں کی دنیا
چنہاں دیس کے لاج پالوں کی دنیا

راسیال کی خانہ آبادی کی آمدورفت میں حضرت بابا صاحبؒ نے چناب کے جنگل بیلے بھی ملاحظہ فرمائے جہاں ان کے عقیدت مندوں نے ڈیرے جمائے تھے۔ گڑھ مہاراجہ سے احمد پور سیال جانے والی سڑک سے چند کلومیٹر کے فاصلے پر حضرت پیر

---

57 تاریخ جھنگ مرتبہ بلال زبیری۔
58 جواہر فریدی۔

عبدالرحمانؒ کا مزار شریف ہے۔ آپ کا اسم مبارک متقد میں مشائخ کی فہرست میں آتا ہے۔ آپ کے روضہ عالیہ کے تین جالی دار دروازے تین مشائخ عظام، شیخ العالم حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ، شیخ الاسلام حضرت بہاؤ الدین زکریاؒ اور سید السادات حضرت مخدوم لعل شہباز قلندرؒ کی تین چلہ گاہوں سے منسوب ہیں۔ موضع سابو والا حلقہ تھانہ برڑا تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ میں حضرت باباصاحبؒ کی چلہ گاہ ہے۔ اس کے علاوہ ٹوبہ ٹیک سنگھ اور شور کوٹ کے دیہی علاقہ میں بھی آپ کی چلہ گاہیں زیارت گاہ عوام ہیں ۔

جہاں جہاں سے وہ گزرے جہاں جہاں ٹھہرے
وہی مقام محبت کی جلوہ گاہ بنے

موضع اوجلہ ضلع قصور

موضع اوجلہ ضلع قصور میں دریائے راوی کے بائیں کنارے ایک فرازی ٹیلہ پر برگد کا ایک بڑا درخت وسیع رقبہ میں پھیلا ہوا ہے۔ اس کے زیر سایہ حضرت بابا صاحبؒ کی چلہ گاہ ہے۔ آبادی دیہہ سے دور نہایت پر سکون و راحت بخش جگہ ہے۔ بعض درویش اس خلوت گاہ پر چلہ اور نوراتہ ادا کرتے ہیں۔ اس سے چند میل کے فاصلہ پر حضرت باباجیؒ کی اولاد کا گاؤں ''مہلوکے'' آباد ہے۔

دہنکے ضلع قصور

تحصیل و ضلع قصور کے قصبہ راجووال کے قریب ایک گاؤں کا نام دہنکے ہے۔

جو محل وقوع کے لحاظ سے دریائے ستلج کے دائیں کنارے ہے۔ بروایت ظفر اقبال نگینہ، جلو کے دھواں پاکستانی پوسٹ کے بالمقابل ہندوستان میں دریائے ستلج کی بائیں جانب شیخ العالم حضرت باباصاحبؒ کی چلہ گاہ ہے۔ ہر جمعرات کو یہاں میلہ لگتا ہے۔ پاکستانی زائرین اور ہندوستانی شائقین کا مجمع ہوتا ہے۔ علیحدہ علیحدہ لنگر پکتا ہے اور تقسیم ہوتا ہے۔ پانی کے دو نلکے بھی الگ الگ ہیں اور چلہ گاہ پر ایک خادم چلہ گاہ کا مزار بھی ہے۔

گودڑی، ضلع پاک پتن شریف

پاک پتن شریف سے بجانب غرب قبرستان شہیداں ہے۔ حضرت بابا صاحبؒ کی حیات مبارک میں وہاں ایک سایہ دار درخت تھا۔ عمر شریف کے آخری ماہ وسال میں جب آپ کو پیدل چلنے میں دشواری ہوتی تھی ایک ڈولہ میں سوار ہو کر اس شہر خموشاں میں تشریف لے جاتے تھے اور کچھ دیر کے لئے یکسوئی و تنہائی میں مشغول عبادت ہو جاتے تھے۔ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ فرماتے ہیں کہ آپ ڈولہ میں سوار ہوتے وقت اپنا عصاء نعلین چوبیں میرے حوالہ فرماتے اور میں ڈولے کے آگے ادباً الٹے پاؤں چلتا اور کبھی گر پڑتا تو اس وقت حضرت فرماتے کہ "سیدھے جاؤ سیدھے۔"[59]

اس وقت اس متبرک جگہ کو گودڑی شریف کہتے ہیں۔

[59] دُررِ نظامی۔

نوشہرہ تحصیل منچن آباد ضلع بہاول نگر

گوندل قبیلہ کا مورث اعلی گھنوں دہلی سے پاک پتن شریف آیا تھا اور اپنے چار بیٹوں دھیر، بادھر، بڈھا، راجہ کے ہمراہ شیخ العالم حضرت بابا صاحبؒ کے دست مبارک پر مسلمان ہو گیا تھا ابتداً حضرت بابا صاحبؒ نے انہیں دریائے ستلج کے کنارے پاک پتن کے جنوب میں نوشہرہ نام کے گاؤں میں بٹھایا اور بعد ازاں دریائے جہلم و چناب کے دو آبہ میں بسایا گوندلوں کے اس گاؤں نوشہرہ میں شیخ العالم حضرت بابا صاحبؒ بنظر شفقت گاہے بگاہے خود تشریف لے جاتے تھے۔ صاحب اقتباس الانوار مولانا محمد اکرم قدوسی صابری کی نگارشات سے عیاں ہوتا ہے کہ نوشہرہ میں شیخ العالم حضرت بابا صاحبؒ نے دوران قیام وضو فرمانے کے بعد اپنی مسواک زمین میں گاڑ دی تھی جو ایک ہرا بھرا درخت بن گئی اور 1130 ہجری تک زیارت گاہ خلق تھی۔[60]

اس وقت پاک پتن شریف کے جنوب میں دریائے ستلج کے بائیں کنارے تحصیل منچن آباد ضلع بہاول نگر میں نوشہرہ نام کے دو گاؤں موجود ہیں مگر قیام گاہ اور سایہ دار درخت کا نام و نشان نہیں ملتا۔ ممکن ہے دریا برد ہو گیا ہو۔

پیر گھر تحصیل منچن آباد

تحصیل منچن آباد ضلع بہاولنگر میں ایک گاؤں کا نام "پیر گھر" ہے اس کی

[60] اقتباس الانوار صفحہ نمبر 167۔ مطاف خلق است

شرقی جانب پرانا پیر گھر ہے۔ دریائے ستلج ساتویں صدی ہجری میں اس کے قریب بہتا تھا۔ دریا کے آثار آج بھی یہاں موجود ہیں۔ اس کا نشیب موسم برسات میں ایک بہت بڑے تالاب یا جھیل کی مانند بھر جاتا ہے اور اس کے کنارے حضرت بابا صاحبؒ کی چلہ گاہ ہے۔[تصویر نمبر7]

روایت عام ہے کہ اس موقع پر آبی جانوروں نے حضرت بابا صاحبؒ کو افطاری پیش کی تھی۔ آپ کے عرس مبارک کی رسومات میں اس افطاری کی نسبت سے تبرک موسومہ جلہ و مشتری تقسیم کیا جاتا ہے آبی جانوروں کی میزبانی پر شیخ شیراز کا شعر یاد آرہاہے کہ ۔

تو از حکم داور گردن مپیچ
که گردن نه پیچد ز حکم تو ہیچ

ترجمہ: تو اگر اللہ تعالیٰ کے حکم کی نافرمانی نہ کرے تو تیرے حکم کی کوئی بھی نافرمانی نہ کرے گا۔

ڈبر گنج شکرؒ تحصیل منچن آباد

اسی تحصیل اور ضلع میں بھارتی سرحد کے نزدیک ایک مقام ''ڈبر گنج شکرؒ'' کے نام سے مشہور ہے۔ مورخ بہاول پور مولانا حفیظ الرحمان لکھتے ہیں

''مونیاں والے کے قریب باوا فرید گنج شکرؒ کی ایک بیٹھک ہے اور اس کے ساتھ ایک وسیع قبرستان بھی ملحق ہے مشہور ہے کہ حضرت باوا فرید گنج شکرؒ اس مقام پر چلہ کرتے تھے اور عبادت الٰہی

میں مصروف رہتے تھے۔ درختوں کا ایک جھنڈ ہے اس میں ایک
موقع کو بیٹھک کے نام سے موسوم کیا ہوا ہے۔ لوگ جمع ہوتے
ہیں منتیں مانتے ہیں میلہ ہوتا ہے"[61]۔ [تصویر نمبر8]

---

[61] ذکرِ کرام صفحہ نمبر20۔

موسٔس وبانی چشتیاں شریف

شہید عشق حضرت تاج الدین سروَرؒ

منقبت جگر گوشہ شیخ العالم حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ
وشیر بیشہ تجرید شیخ المشائخ حضرت شیخ تاج الدین سروَر چشتی شہیدؒ

عیاں چہرے سے ہے جلوہ داور
زہے حسن وجمال روح پرور

سپہر عشق کے تابندہ اختر
سراپا ہیں فرید الدیں کا مظہر

وہی تجرید وزہد اللہ اکبر
شہید عشق تاج الدین سروَرؒ

یہ ریگستان یہ سنسان صحرا
جہاں تھا کفر کی ظلمت کا پہرہ

پئے تبلیغ دیں جب تاجؒ آیا
بہر سو کتنی رعنائی سے چمکا

جمال فردعالم گنج شکرؒ
بشکل خواجہ تاج الدین سروَرؒ

اسی قدسی نفس کا سوزِ الفت
دلوں کو دے گیا نورِ ہدایت

عطا کی ایسی پاکیزہ طریقت
ہے جس کے فیض سے ہر ایک ساعت

فضائے چشتیاں دلکش معطر
زہے انوار تاج الدین سرورؒ

ادا کیسے کروں لفظ و بیاں میں
جو خوشبو ہے دیار چشتیاں میں

عجب سا کیف ہے اک قلب و جاں میں
کوئی قدسی ہے پنہاں آستاں میں

ہے محو خواب یاں اک خلد پیکر
غزال چشت تاج الدین سرورؒ

عطا ہو عشق ذوق بندگی کو
ترستے ہیں دل و جاں آگہی کو

حضوری، معرفت اور روشنی کو
ملے عرفاں علیم اللہ صفی کو

فقیر بے نوا افتادہ بر در

نگاہ لطف تاج الدین سرور [62]

چلہ گاہ چشتیاں شریف ضلع بہاول نگر

حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکرؒ چشتیاں شریف کی آبادی کے درمیان زیارت گاہ خلق ہے جہاں قرآن خوانی اور ماہانہ اہتمام ختم شریف ہوتا ہے۔ اس چار دیواری میں مستورات جاتی ہیں اور مرد زائرین کا جانا منع ہے [63]۔ [تصویر نمبر 9]

سابق ریاست ہائے راجپوتانہ کی شمالی سرحد پر موجودہ بہاول پور ڈویژن کے ضلع بہاول نگر میں چشتیاں شریف کے سن تاسیس "فقر فرید" 674ہجری سے پہلے ایک قلعہ کہنہ کے وسط میں پیلو کا ذخیرہ اشجار تھا اور دریائے ستلج اس کے شمال مغرب میں بہتا تھا۔ ایسے پر فضا محل وقوع میں شیخ العالم حضرت بابا صاحبؒ کا مرکز تبلیغ ان کی بیٹھک کے نام سے مشہور تھا جو چشتیاں شریف کے وسط میں آج بھی موجود ہے اور آپ کے پوتے تاج العارفین حضرت شیخ بابا تاج الدین سرور چشتی شہیدؒ ابن شیخ المشائخ حضرت شیخ بدرالدین سلیمانؒ نے آپ کے حکم پر اس جگہ مستقل سکونت اختیار کی اور ایک شہر بنام "چشت شریف" کا سنگ بنیاد رکھا جو آج عالم میں "چشتیاں شریف" مشہور ہے۔

آٹھویں صدی ہجری میں حضرت سید اشرف جہانگیر سمنانیؒ (متوفی 808 ہجر) نے 732ہجری میں اوچ شریف سے پاک پتن شریف جاتے ہوئے اس نو آباد قریہ

[62] از قلم گوہر رقم جناب پروفیسر محمد یوسف زاہد (علیم اللہ صفی) گورنمنٹ ڈگری کالج فیصل آباد۔

[63] Location: 29°48'1.97"N 72°50'24.33"E

کو دیکھا تو فرمایا کہ

"چشت دو اند یکے از ولایت خراسان و آں شہر است دوم در ولایت ہند میان ملتان و اُچه و آں قریه قربت بملتان است"۔ [64]

ترجمہ: چشت دو ہیں ایک ولایت خراسان کا شہر ہے اور دوسرا ولایت ہندوستان میں ملتان و اُچہ کے درمیان ایک گاؤں ہے اور وہ گاؤں بقربت ملتان ہے۔"

چشتیاں شریف اور روضہ تاج العارفین حضرت شیخ بابا تاج الدین سرور چشتی شہیدؒ کے درمیان پیلو کا ایک آٹھ سو سالہ قدیم درخت ایک کنال اراضی پر محیط تھا۔ اس کے زیر سایہ شیخ العالم حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ کی چلہ گاہ تھی۔ ملتان سے ناگور جانے والے قافلہ تجارت کے سربراہ و سوداگر "مانک را" کے شتربانوں سے حضرت بابا صاحبؒ کی اِسی قیام گاہ پر گفتگو ہوئی تھی۔ جس کے نتیجے میں شکر و نمک کی کرامت ظہور پذیر ہوئی۔ سوداگر مانک رانے مسلمان ہو کر اسی مقام پر سکونت اختیار کر لی اور اس کی قبر چشتیاں شریف کی آبادی دیہہ میں "مانک را دی جال" کے موقع پر ہے۔

شیخ العالم حضرت بابا صاحبؒ اس مقام پر 633ہجری سے لے کر 642ہجری تک بسلسلہ تبلیغ اسلام تشریف فرما رہے اور آپ کے دست مبارک پر قبائل راجپوتانہ مسلمان ہوئے۔

چشتیاں شریف سے بجانب گوشہ مشرق و جنوب نہری نظام سے پہلے چولستان

---

[64] لطائف اشرفی صفحہ نمبر 346۔

میں پانی کے کچے تالاب تھے اور موجودہ چک نمبر 43 نہر فتح واہ کی حدود میں مربع نمبر5اور کلہ نمبر13,18 میں ایک بلند و بالا ٹیلہ پر حضرت بابا صاحبؒ کی چلہ گاہ کے نام سے مشہور ہے۔ صحرائی دور میں تاج العارفین حضرت بابا تاج الدین سروَر شہیدؒ کے پڑپوتے حضرت شیخ فتح محمدؒ کے نام نامی کی نسبت سے اس مقام کو ''فتیانہ'' کہتے تھے۔ اور یہ علاقہ ان کے مویشیوں کی چراگاہ تھا اور اس میں خودرو درختوں کا ایک بڑا جنگل تھا۔

''ٹبہ بابا صاحب'' کے جنوب میں ڈیڑھ دو میل کے فاصلہ پر وہ میدان جنگ تھا۔ جہاں تاج العارفین حضرت بابا تاج الدین سروَرؒ کی زیر کمان مجاہدین اسلام نے ساتویں صدی ہجری میں کفار راجپوتانہ پر فتح حاصل کی تھی۔ اس مقام کو عرف عام میں۔''نقارے والی جنڈی'' کہتے ہیں جو طبل جنگ کی نشاندہی کرتی ہے۔ ؎

نہ ستیزہ گاہِ جہاں نئی نہ حریفِ پنجہ فگن نئے
وہی فطرتِ اسَد اللّٰہی، وہی مرحبی، وہی عنتری

حق و باطل میں کشمکش

تاریخ اسلام شاہد ہے کہ جب بھی انبیاء علیہم السلام صدیقین شہدا یا صالحینؒ نے دین مبین کی دعوت پیش کی تو جہاں ایمان لانے والے اور جان قربان کرنے والے آگے بڑھے وہاں انکار کرنے والے اور عداوت و مخالفت کرنے والے بھی سامنے آئے۔ حضور سروَر کائنات فخر موجودات ﷺ ، صحابہ کرام، تابعین تبع تابعین، بزرگان دین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو ہر دور میں تبلیغ حق کے لئے مخالف قوتوں کا سامنا کرنا پڑا اور بے پناہ مشکلات و مصائب برداشت کرنا پڑے۔

جو قومیں اور افراد صدیوں سے اپنے آباؤ اجداد کے نظریات و رسومات کے بندھن میں گرفتار ہوتی ہیں انہیں راہ حق کی طرف بلانا اور اسلامی نظریات و اعمال پر آمادہ کرنا آسان کام نہیں ہوتا۔ مگر یہ حقیقت بھی اپنی جگہ پر موجود ہے کہ باطل زیادہ دیر تک حق کے سامنے ٹھہر نہیں سکتا۔ ؎

آئین نو سے ڈرنا ، طرز کہن پر اڑنا
منزل یہی کٹھن ہے، قوموں کی زندگی میں

حق کبھی غازی بنا اور کبھی شہید مگر حق نے کبھی شکست قبول نہیں کی۔ اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں نے تبلیغ کے مقدس فریضہ کو ادا کرتے ہوئے کبھی مخالفت کی پرواہ نہیں کی۔ قید و بند کی صعوبتیں بھی برداشت کیں، جام ہائے شہادت بھی نوش کئے مگر حق گوئی سے باز نہ آئے۔ ؎

آئین جواں مرداں حق گوئی و بیباکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

ہندوؤں کے نزدیک راجپوتانہ میں چشتیاں شریف اسلام کا مضبوط قلعہ تھا اور کفر و شرک کے خلاف برسرپیکار، وادی علم و عرفان کے شہسوار حضرت شیخ بابا تاج الدین سرؔور چشتیؒ اس قلعہ کے تاجدار و سپہ سالار تھے۔ ان کے حسن بیان و فہم قرآن سے راجپوتانہ کے شہروں اور دیہاتوں میں مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی تعداد ہندو ٹھاکروں کے لئے باعث تشویش ہوئی اور انہیں فکر دامن گیر ہوئی کہ اگر یہ تبلیغی سرگرمیاں اسی طرح جاری رہیں تو پورا علاقہ مسلمان ہو جائے گا اور ہندوؤں کی قلیل تعداد باقی رہ جائے گی۔ حضرت شیخؒ کے تبلیغی دوروں میں تعطل پیدا کرنے اور احیائے دین و ملت کی

کوششوں کو ناکام بنانے کے لیے ہندو ٹھاکروں نے مسلمانوں کے خلاف اعلان جنگ کر دیا۔

حضرت شیخ اور ان کے رفقا ہندوؤں کے عزائم سے پہلے ہی باخبر تھے۔ انہوں نے اپنی رہائش گاہ کے شکستہ قلعہ کو از سر نو تعمیر و مرمت کر لیا تھا اور نوجوان طلبہ کے لئے عسکری تربیت کو لازمی قرار دیا تھا۔ مسلمانوں کی افرادی قوت و جنگی صلاحیت ہندوؤں پر واضح تھی اس لئے وہ چشتیاں شریف پر حملہ آور ہونے کی بجائے تبلیغی سفر کے دوران مسلمانوں پر دھاوا بولنا زیادہ آسان سمجھتے تھے۔

دارالحکومت سے سینکڑوں میل دور کفرستان ہند میں سکونت اختیار کرنے والے سرفروش ذات حق پر کامل یقین و اعتماد رکھتے تھے کہ ہر مشکل میں وہی ان کا حامی و ناصر ہے۔ معرکہ حق و باطل میں انہیں سلاطین دہلی سے فوجی امداد و معاونت لاحاصل تھی اور وہ حملہ آوروں کے مقابلہ میں حرارت ایمانی و قوت بازو کے بل بوتے پر سینہ سپر ہو جاتے تھے۔ ؎

شب تاریک و بیم موج و گردابے چنیں حائل
کجا دانند حال ما سبکساران ساحلہا

”رات تاریک ہے موجوں کا ڈر ہے اور درمیان میں طوفان حائل ہے۔ ہمارے اس حال سے ساحل پر کھڑے رہنے والے تن آسان کیسے باخبر ہو سکتے ہیں۔“

جنگ شاہان جہاں غارت گریست
جنگ مومن سنت پیغمبریست

حضرت شیخ بابا تاج الدین سرورؒ کی فوج میں ایسے جانباز رضاکار اور سرفروش

مسلمانوں کی بڑی تعداد نو مسلم راجپوت اقوام کی تھی جو مشرف بہ اسلام ہونے کے بعد اپنے شیخ عالی مرتبتؒ کی زیر کمان قدیم مسلمانوں کے شانہ بشانہ جرأت و بہادری کے جوہر دکھاتے تھے اور وہ ہندوؤں کے ہر ایک قبیلہ کی فوجی قوت و جنگی مہارت کے رازداں اور صحرائے راجپوتانہ کے بہترین راہ نما تھے۔ شیخ العالم حضرت باباصاحبؒ کا ایک شعر اس واقعہ کی یاد دلاتا ہے۔

سرؤر پنکھی ہیکڑو پھاہیوال پچاس
ایہہ تن لہریں گڈ تھیا سچے تیری آس [65]

لقب سرؤر

متقدمین مشائخ کرام کے اسمائے گرامی میں ان کا لقب مبارک متصل تحریر کیا جاتا ہے۔ تاریخ ملفوظات میں اگر اختصار انشاء مقصود ہو تو محض لقب مبارک پر بھی اکتفا کیا جاتا ہے۔ مشائخ کرام کے القابات عالیہ میں ان کے اوصاف حمیدہ و خصائل پسندیدہ جلوہ نما ہوتے ہیں اور بعض اوقات اسم سے زیادہ لقب مشہور ہو جاتا ہے۔ شیخ شیوخ العالم حضرت بابا فرید الدینؒ کا ایک لقب عالی ''مسعود'' ہے۔ آنجناب کئی بار اپنے آپ کو ''بندہ مسعود'' فرما کر متکلم ہوئے۔ آپ کے برادر بزرگ حضرت شیخ عزالدینؒ ملقّب بہ محمود تھے اور بردار خورد حضرت شیخ نجیب الدینؒ کا لقب ''متوکل'' تھا۔ منقولات و

[65] شیخ العالم حضرت بابا فرید مسعود گنج شکرؒ کا یہ شلوک ذو معنی ہے۔ یہاں ''سرؤر'' کا معنی اکثر تالاب لیا جاتا ہے۔ مگر آپ کے پوتے حضرت بابا تاج الدینؒ کا لقب بھی سرؤر تھا جو پوری زندگی مصروفِ جہاد رہے اور دشمنوں کے حصار میں رہتے تھے۔

معقولات سے پتا چلتا ہے کہ حضرت شیخ بابا تاج الدین سرورؒ تادم زیست جہاد فی سبیل اللہ کا فریضہ ادا کرتے رہے اور لشکر اسلام کی سیادت و قیادت کے منصب جلیلہ پر فائز رہے۔ اس لئے شیخ شیوخ العالم حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ نے اپنے نور باطن سے مستقبل شناسی فرماتے ہوئے انہیں اوائل عمری میں "سرور" کے لقب سے سرفراز فرمادیا تھا اور وہ تاریخ کے صفحات پر "حضرت تاج سرور" کے اسم مبارک سے مشہور ہوئے۔

منقول ہے کہ حضرت شیخ بابا تاج الدین سرورؒ کے لشکر میں علماو حفاظ کی کثیر تعداد تھی جنہوں نے کلام پاک پڑھنے کے لئے آیات کریمہ آپس میں تقسیم کی ہوئی تھیں۔ جب ختم قرآن مجید مقصود ہوتا ہر فرد اپنے ذمہ مخصوص آیات قرآنی کا وِرد کرتا اور چند ساعت میں قرآن پاک کا ختم شریف مکمل ہو جاتا۔ حضرت شیخ کا معمول تھا کہ جہاد فی سبیل اللہ یا تبلیغی دورہ پر روانہ ہوتے وقت کلام اللہ کا ختم شریف کراتے۔ حضرت مولانا گل محمد چشتی شیرویؒ تحریر فرماتے ہیں۔

> **"شیخ تاج الدین علیہ الرحمۃ مشہور تاج سرور علیہ الرحمۃ اِبن شیخ بدر الدین سلیمان علیہ الرحمۃ اِبن جناب گنج شکر علیہ الرحمۃ۔ اوبادشاہ ظاہر و باطن بود۔ وقتے کہ بجانبے سواری ہا سوار شدے۔ چندیں اژدہام از خادمان وعالمان و حافظان داشتے، باوشان فرمودے کہ ختم کلا اللّٰہ کنید۔ پس ازیل رکاب گرفتن تارکاب دویم کہ ازیل یل آیت خواندن اوشان ختم تمام بودے۔"**[66]

[66] گلزار فریدی مخطوطہ صفحہ نمبر 97، مرتبہ حضرت مولانا گل محمد چشتی شیرویؒ۔

ترجمہ: "حضرت شیخ تاج الدین سرورؒ بن حضرت شیخ بدر الدین سلیمانؒ بن حضرت گنج شکرؒ ظاہر کے اور باطن کے بھی بادشاہ تھے۔ جب وہ کسی جانب لشکر کشی فرماتے ان کے ساتھ خدام و علما و حفاظ کا جم غفیر ہوتا اور آپ انہیں کلام پاک کی تلاوت کا حکم فرماتے۔ چنانچہ وہ کثیر تعداد علما و حفاظ ایک ایک آیت پڑھ کر بہت کم وقت میں تلاوت کلام مجید مکمل کر لیتے"۔

معرکہ جہاد

بہاول پور گزٹیئر میں جہاد کا یہ واقعہ اختصار کے ساتھ لکھا ہوا ہے مگر زبانی روایات میں بوضاحت بیان کیا جاتا ہے کہ ہندوؤں نے مجاہدین سے کئی بار شکست کھانے کے بعد ایک مرتبہ بھاری جمعیت کے ساتھ ان کی رہائش گاہ (چشتیاں شریف) پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا اور وہ "نقارے والی جنڈی" کے میدان میں جو چشتیاں شریف سے جنوب مشرق میں چند میل کے فاصلہ پر ہے اور اس وقت چک نمبر ۴۵ نہر فتح واہ میں اقوام کچھی کی ملکیت کے قریب ہے، جمع ہونے لگے۔ نو مسلم ارادت مندوں کی معرفت حضرت شیخ بابا تاج الدین سرورؒ کو ہندوؤں کی جنگی تیاریوں کا علم ہو گیا اور انہوں نے اپنی جماعت کو بھی تیار رہنے کا حکم دیا۔ مجاہدین نے باہم صلاح و مشورہ کر کے حضرت شیخؒ کی خدمت میں عرض کیا کہ ہم ان کے حملے کا انتظار کیے بغیر خود ان کے سر پر پہنچ جائیں اور اچانک حملہ کر کے انہیں منتشر کر دیں اس تجویز پر سب نے اتفاق کیا۔ چند نوجوانوں کو رہائش گاہ کے قلعہ کی حفاظت پر مامور کیا گیا اور مجاہدین کا لشکر اسلحہ جنگ سے لیس ہو کر

اُس مقام کی جانب روانہ ہو گیا جہاں کفاران پر حملہ کرنے کے لئے جمع ہو رہے تھے۔ ؎

نہ ستیزہ گاہِ جہاں نئی نہ حریفِ پنجہ فگن نئے
وہی فطرتِ اسد اللّٰہی، وہی مر حبی، وہی عنتری

حضرت شیخ نے اس معرکہ جہاد پر روانہ ہونے سے پہلے اپنے ایک خلیفہ معتمد و خادم خاص کو اپنی رہائش گاہ پر بطور محافظ متعین کیا اور فرمایا کہ جنگ میں فتح و شکست دونوں باتوں کا امکان ہو تا ہے لہٰذا قلعہ کے تمام محافظ و پہریدار ہمارے لشکر کی واپسی کے وقت اس کے عَلَم پر نگاہ رکھیں اگر عَلَم نظر نہ آئے تو آنے والے لشکر کو دشمن کی فوج سمجھیں اور تمام آبادی کو دشمنوں کی آمد سے آگاہ کر دیں تا کہ ہر شخص اپنے تحفظ و دفاع کی تدابیر اختیار کر لے۔ اس تلقین کے بعد حضرت شیخؒ مجاہدین اسلام کی کثیر تعداد کے ساتھ منزل مقصود کی جانب روانہ ہو گئے اور کفار کے جم غفیر پر حملہ آور ہوئے۔ اس غیر متوقع حملہ کی تاب نہ لاتے ہوئے دشمنان دین لقمہ اجل بنے۔ بے شمار زخمی ہوئے اور بقیہ نے راہ فرار اختیار کی۔ ؎

جس سے جگرِ لالہ میں ٹھنڈک ہو وہ شبنم
دریاؤں کے دل جس سے دہل جائیں وہ طوفان

آخری معرکہ

کبھی جنگ اور کبھی مصالحت کے ادوار گزرتے رہے اور ایک صدی تک مجاہدین اسلام عملاً کافروں پر غالب رہے۔ اسی سرزمین پر حضرت شیخ بابا تاج الدین سرورؒ کے چھ بیٹے جوان اور صاحب اولاد ہوئے۔ تبلیغ دین و اشاعت اسلام میں بہت زیادہ

پیش رفت ہوئی۔ بڑی بڑی جنگی آزمائشوں کے بعد مشرکین کو مجاہدین کے مقابلہ میں صف آراہونے کی ہمت نہ ہوئی حضرت شیخؒ کی آخری عمر میں لڑائی کے محاذ پر کئی سال تک سکوت رہا۔ وہ راجپوتانہ میں تبلیغی دورے فرماتے رہے اور وابستگان دامن کی خبر گیری فرماتے رہے۔

منصب شہادت حضرت شیخ بابا تاج الدین سروَرؒ کے لئے نوشتہ تقدیر و عطیہ خداوند قدوس تھا۔ ایک مرتبہ مشرکین راجپوتانہ نے امن و آشتی کی شرائط کو نظر انداز کرتے ہوئے حضرت شیخؒ اور ان کی جماعت کو دوران تبلیغ محاصرہ میں لے لیا۔ اس معرکہ جہاد میں نو مسلم راجپوت اپنے ہندو اقربا سے اس طرح نبرد آزما ہوئے جس طرح میدان بدر میں مجاہدین اپنے غیر مسلم عزیز و اقارب کے مقابلے میں سینہ سپر ہوئے تھے۔ آخرکار چشتیاں شریف کے تاجدار اور راجپوتانہ میں تعلیمات اسلامی کے مشعل بردار حضرت شیخ بابا تاج الدین سروَرؒ اور ان کے رفقائے کار، مردان کارزار و بہادران ضیغم شکار اللہ تبارک تعالیٰ اور اس کے محبوب ﷺ کے دین کی سربلندی کے لئے شہادت کے اس اعلیٰ وارفع مقام پر پہنچ گئے جس کے بارے میں حضور نبی اکرم ﷺ کی حدیث مبارک ہے کہ

> "قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کروں پھر مارا جاؤں پھر جہاد کروں پھر مارا جاؤں پھر جہاد کروں پھر مارا جاؤں۔"[67]

---

[67] صحیح مسلم شریف حدیث نمبر 1070۔

توحید متاعیست کہ بردار فروشند!
گل نیست کہ در کوچہ و بازار فروشند

ترجمہ: ''توحید وہ متاع ہے جسے دار پر فروخت کرتے ہیں۔ یہ پھول نہیں ہے جسے کوچہ و بازار میں فروخت کرتے ہیں''۔

تاج سرورؒ

تاریخ پاکستان کا ایک زریں ورق
جاں بازی و سرفروشی کی ایک دلنشیں داستان

نامور مورخ پروفیسر محمد شجاع الدین مرحوم(دیال سنگھ کالج لاہور) نے حضرت شیخ بابا تاج الدین سرورؒ کا واقعہ شہادت یوں تحریر کیا ہے:

ملت کی سربلندی افراد کی قربانیوں کی مرہون منت ہوتی ہے۔ ایسے خوش نصیب افراد جو قومی آزادی اور استقلال کی راہ میں ہمکنار شہادت ہوتے ہیں ملت کا گراں بہا سرمایہ ہوتے ہیں اور ان کی سرفروشی اور جاں سوزی کی حکایات خونچکاں ملت کی تاریخ کا سنہرا باب ہوتی ہیں اور ان کا مطالعہ نونہالان ملت کے لئے مشعل راہ کا کام دیتا ہے۔ آج کے مضمون کا موضوع اسی نوع کے ایک بزرگ(حضرت شیخ)تاج الدین سرورؒ کی کہانی ہے۔

یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ مسلمان قرون وسطیٰ میں اس امر کے قائل تھے کہ خدا کی وسیع زمین پر پھیل جائیں اور مختلف ممالک کی سیاسی و ثقافتی حالات کا مطالعہ کریں اور اَجنبی اقوام کو اِسلام سے روشناس کرائیں۔ ان لوگوں میں زیادہ تر درویش اور تاجر تھے جو دُور دراز کے شہروں میں آباد ہو جاتے تھے اور ان شہروں میں سے اکثر اسلامی دنیا کی سرحدوں سے

بہت دور ہوتے تھے۔

ہندوستان میں مسلمان حملہ آوروں سے قبل مسلمان کافی تعداد میں آباد ہو چکے تھے۔ اکثر اوقات ان لوگوں کو ہندو زمینداروں، راجاؤں اور مذہبی پیشواؤں کے تعصب کا ہدف بننا پڑتا تھا۔ ان آبادکاروں کے مسائل کئی بار مسلمان کشور کشاؤں کے حملوں کا باعث بنے تاجداروں اور عسکری قائدوں کے علاوہ مقامی طور پر رضاکار دستے بھی دشمن کا مقابلہ کرتے تھے۔"

چند سطور بعد لکھتے ہیں کہ:

"اس مضمون میں ہمارا مقصد مسلمانوں کے دوسرے دور مصائب کی نامور شخصیت شیخ تاج الدین سرورؒ عرف تاج سرورؒ کے حالات زندگی بیان کرنا ہے جنہیں اپنی تبلیغی سرگرمیوں کی پاداش میں جام شہادت پینا پڑا۔

حضرت بابا فرید الدین شکر گنجؒ پنجاب کے ایک مقتدر درویش تھے، جن کی مساعی جمیلہ سے جنوبی پنجاب کے متعدد قبائل حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ پانچ محرم 664ہجری بمطابق 16 اکتوبر 1265ء کو ان کا انتقال ہوا۔ ان کی رحلت کے بعد متوسلین نے فیصلہ کیا کہ بدر الدین سلیمانؒ ان کے تیسرے صاحبزادے سجادہ نشین مقرر کئے جائیں۔ شیخ بدر الدین سلیمانؒ کے ایک فرزند شیخ تاج الدین سرورؒ تھے جو اپنی تبلیغی سرگرمیوں

کے سلسلے میں موجودہ بہاولپور ڈویژن کے علاقے میں مقیم رہے۔ ان کا طریق کار یہ تھا کہ خاص ساتھیوں کی معیت میں جیسلمیر، بیکانیر اور راجپوتانہ کے دوسرے خطوں میں نکل جاتے تھے۔ ان کے فیضان محبت سے بہت سے راجپوت حلقہ بگوش اسلام ہو گئے۔ جب متمرد اور متعصب ہندو سرداروں نے یہ دیکھا کہ ایک مسلمان درویش ان کے خویش و اقارب کو ان کے آبائی مذہب اور تمدن سے بیگانہ کر رہا ہے تو انہوں نے اس خدا پرست جماعت کو صفحہ ہستی سے مٹانے کا پروگرام بنایا اور اچھی خاصی جمعیت تیار کر کے ان پر حملہ کر دیا۔

چشتی بزرگ زہد و عبادت اور فقر و ریاضت کی روایات کے باوصف شمشیر زنی سے بیگانہ نہ تھے۔ حضرت بابا فریدؒ کے ایک صاحبزادے شیخ نظام الدینؒ پاک پتن کے نواح میں منگولوں سے لڑتے ہوئے شہید ہوئے۔ حضرت شیخ تاج الدینؒ ان کے بھتیجے تھے جنہیں اعلائے کلمۃ الحق و ترویج توحید کی پاداش میں مشرکین راجپوتانہ نے محاصرے میں لے لیا تھا۔ درویش بلند مرتبت ان کے اعوان و انصار اور نو مسلم راجپوت بڑی بے جگری سے نبرد آزما ہوئے لیکن دشمنوں کی تعداد بہت زیادہ تھی۔ ہزاروں مخالفین کو لقمہ اجل بنا کر اللہ والوں کی یہ پاکیزہ جماعت

منصب شہادت سے سرفراز ہوئی۔" [68] [تصویر نمبر10]

حیات جاوداں

شہدائے کرامؒ کی حیات جاوید شک و شبہ سے بالاتر ہے۔ ان کے بارے میں رب العالمین کا ارشاد ہے۔

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ۭ بَلْ اَحْيَاۗءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ﴿١٥٤﴾

ترجمہ: اور جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے جائیں ان کی نسبت یہ نہ کہنا کہ وہ مرے ہوئے ہیں وہ مردہ نہیں بلکہ زندہ ہیں لیکن تم کو شعور نہیں۔ (سورۃ البقرہ)

اسی بنا پر بلند مرتبت ہستیوں کی زندگی دوام کے مظاہر و اثبات ہر دور میں قدرت الٰہی سے منصہ شہود پر آتے رہتے ہیں۔ اس نوعیت کا ایک ایمان افروز واقعہ ولی کامل حضرت شیخ سلطان حامد قادریؒ نے اپنی تصنیف مناقب سلطانی میں رقم کیا ہے [69]۔ جس میں شیخ الاسلام والمسلمین حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ کی تاثیر دعا سے سرزمین چشتیاں شریف کے مسلمان حکمران کا تحفظ اور بقائے مملکت اہل اسلام اور اس علاقہ میں حضرت شیخ بابا تاج الدین سرور چشتی شہیدؒ کے تصرف روحانی کے حقائق و معارف عیاں ہوتے

---

[68] Location: 29°47'51.8"N 72°50'38.6"E

[69] قلمی نسخہ مناقب سلطانی صفحہ نمبر 422 تا 427 ۔

ہیں ۔

موت کو سمجھے ہیں غافل اختتام زندگی
ہے یہ شام زندگی، صبح دوام زندگی

ملتان و مظفر گڑھ کے مواضعات پر قبضہ کرنے کے بعد مہارانجہ رنجیت سنگھ نے اپنی فوج کو دریائے ستلج عبور کر کے ریاست بہاولپور کے دارالحکومت پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ دریائے ستلج میں زبردست طغیانی تھی اس لئے خیر پور شالی کے نزدیک بستی کو کارہ ننگانہ کے سامنے دریا کے دائیں کنارے سکھ فوج نے کیمپ لگا دیا۔ نواب بہاولپور کی فوج نے متوقع حملہ کا مقابلہ کرنے کے لئے اسی موقعہ پر دریا کے بائیں کنارے پر مورچے سنبھال لئے۔

حضرت شیخ سلطان حامدؒ تحریر فرماتے ہیں کہ شاہی خاندان کے بہت سے امراء ان کے والد بزرگوار حضرت شیخ سلطان غلام باہوؒ کے مرید تھے؟ اس لئے ہم دونوں باپ بیٹا عساکر اسلام کے ساتھ محاذ جنگ پر خیمہ زن ہوئے۔ ان بزرگوں کی روداد سفر سے مترشح ہوتا ہے کہ سہ پہر رات حضرت شیخ سلطان غلام باہوؒ کو کشف ہوا کہ اس علاقہ کے امن و تحفظ کی دعا کے لئے چشتیاں شریف جائیں اور وہ قبلہ عالم حضرت خواجہ نور محمد مہارویؒ کے مزار پر انوار پر حاضر ہوئے۔ ابھی بیٹھنے بھی نہ پائے تھے کہ انہوں نے فرمایا! آپ تاجدار چشتیاں شریف کی بارگاہ میں جائیں لہٰذا بحالت ایسادگی سریعاً وہاں سے تاج العارفین حضرت شیخ بابا تاج الدین سرور چشتیؒ کے روضہ منورہ میں آئے۔ اس موقعہ پر مولف ''مناقب سلطانی'' حضرت شیخ سلطان حامد صاحبؒ جو اپنے والد بزرگوار حضرت شیخ سلطان غلام باہوؒ (وفات 1263 ہجری) کے ہمراہ تھے انہوں نے اس حاضری و

ملاقات کا جو بعالم بیداری ہوئی، چشم دید واقعہ اس طرح بیان کیا ہے:

ترجمہ: اس سفر میں بچپن کے زمانے میں خیر پور کے شمالی جانب کو کارہ ننگانہ کے مقام پر میں اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں حاضر تھا کہ آپ کے مریدان امیران داد پوترہ کے اسلامی لشکر نے رنجیت سنگھ کی افواج کے مقابلہ کے لئے لشکر کشی کی۔ دریائے نیلی ستلج کے دونوں کناروں پر فوجوں کا اجتماع ہوا۔ گرمی کا موسم، فصل ربیع کے دن اور رمضان المبارک کا مہینہ تھا ہم بھی اس لشکر میں عساکر اسلام کے ہمراہ تھے کہ حضرت قدس سرہٗ رات کے آخری حصہ میں نماز تہجد ادا کرنے کے بعد اپنے دیرہ میں بدستور کچھ وقت کے لئے لشکر اسلام میں شامل رہے پھر مجھے اور دو سوار درویشوں کو ہمراہ لے کر شمال کی جانب بہت سی مسافت طے کرکے رات کے وقت کلر واہ کے مقام پر مولوی عبدالرحمٰن بھڈیرہ کے ہاں نزول اجلال فرمایا تراویح میں کھڑے ہو کر کلام اللہ کی منزل سماعت فرمائی۔ رات کے آخر میں پھر سوار ہو گئے۔ امیروں اور فقیروں میں سے کسی فرد واحد کی یہ مجال نہ تھی کہ ارادہ و نیت کے بارے میں دریافت کرے۔ بالآخر مسافت دور پر پہنچنے کی دوڑ دھوپ، سفر کی کوفت اور موسم کی گرمی سے نڈھال بدحال ہو کر میں نے حضرت سے پوچھا:

”اے بابا! کہاں جارہے ہیں؟“

فرمایا:

”اے فرزند! ایک فقیر ولی اللہ نے مجھے کشش کیا ہے۔“

پھر خاموش ہو گئے۔ جب دن نکلا ہم حضرت خواجہ حافظ نور محمد مہاروی رحمتہ اللہ علیہ کے مزار پر پہنچ چکے تھے۔ وہاں درویشوں اور گھوڑوں کا ڈیرہ درختوں کے زیر سایہ لگوایا اور میرا ہاتھ پکڑ کر حضرت خواجہ نور محمد مہارویؒ کے روضہ مبارک کی زیارت کے لئے چلے گئے ۔ مگر کھڑے کھڑے جلدی زیارت اور فاتحہ سے فارغ ہو کر فی الفور تیز تیز قدموں سے روضہ حضرت شیخ تاج الدین بن حضرت شیخ بدر الدین سلیمانؒ بن حضرت قطب الاقطاب خواجہ شیخ حاجی فرید الدین چشتی قدس سرہٗ کی جانب متوجہ ہوئے۔ حضرت شیخ تاج الدین قدس سرہٗ کا روضہ منورہ حضرت مہارویؒ کے مقام سے جنوب مشرقی سمت میں ایک میل کے فاصلہ پر تھا۔ جب حضرت شیخ کا روضہ نظر آیا تو زیارت سے واپس آنے والے مرد اور عورتیں آپ کی ملاقات سے بھی شرف یاب ہوئے۔ جب ہم روضہ شریف پر پہنچے تو دیکھا کہ دروازہ مشرق کی جانب تھا اور شمالی دروازہ کی جانب ایک بڑا سا تخت پوش پڑا تھا اور دروازہ مبارک کھلا پایا۔ حضرت (غلام باہوؒ) روضہ شریف کے اندر سر مبارک کی طرف بیٹھ گئے۔ ایک چبوترہ پر سبز غلافوں میں ڈھکے ہوئے دو نورانی مرقد مبارک تھے میں نے

پوچھا: ”اے بابا: یہ فقیر کون ہے؟“

فرمایا!

” حضرت قطب عالم خواجہ فرید گنج شکر قدس سرہٗ کے پوتے حضرت تاج الدین صاحبؒ ہیں“۔

میں نے دریافت کیا!

”ان دو مزاروں میں سے حضرت تاج الدین صاحبؒ کی تربت کونسی ہے؟“

حضرت صاحبؒ نے مجھے ایک اشارہ سے مطمئن فرما دیا۔ میں نے پوچھا کہ

”بابا نہ تو آپ نے کسی سے پوچھا نہ اس سے پیشتر آپ کبھی یہاں آئے تو آپ نے کیسے معلوم کیا کہ حضرت تاج الدینؒ کا مزار یہ ہے؟“

چونکہ میں ابھی کمسن تھا آپ نے میرے خیالات کی وجہ سے ہنستے ہوئے فرمایا

”اے فرزند اگر خدا تعالیٰ نے آپ کے نصیب کیا تو بڑے ہو کر جان لوگے کہ میں نے کیسے معلوم کیا۔“

ہمارے حضرت صاحبؒ کا معمول تھا کہ جب وہ مزارات شریفہ کی زیارت کے لئے جاتے، سر مبارک کی جانب متوجہ ہو کر بیٹھتے اور بظاہر سو موتی والی تسبیح ہاتھ میں رکھتے۔ رفتہ رفتہ استغراق میں

چلے جاتے اور آپ کی بے خودی کی حالت کے متعلق کیا بیان کیا جائے کہ حال کا معاملہ قال میں نہیں آسکتا۔ اس وقت بھی آپ حسب عادت مزار شریف کے سرہانے کی جانب بیٹھ گئے اور آپ پر استغراق کی حالت طاری ہو گئی۔ میں چونکہ چھوٹا سا تھا منزل و سفر کی کوفت کے سبب دیر تک حضرت صاحبؒ کے استغراق میں رہنے، کھیل تماشہ اور قیل قال سے بے شغلی کے سبب ملال میں آکر کبھی آپ کے پہلو میں اور کبھی آپ کی آغوش میں بیٹھ جاتا اور کبھی اٹھ کر کھڑا ہو جاتا تھا۔ یہاں تک کہ معاملہ اس حد تک پہنچ گیا میں نے دیکھا کہ ایک شخص مزار مبارک کی مشرقی جانب ہمارے حضرت صاحبؒ کے ساتھ کھڑا ہو کر کہہ رہا تھا۔ میاں صاحب جی السلام علیکم! حالانکہ آپ استغراق میں تھے۔ ایک لمحہ کے لئے وہ نورانی شخص متوجہ ہو کر کھڑا رہا۔ ہمارے حضرت صاحبؒ نے آہستہ آہستہ درجہ بدرجہ استغراق اور عالم بالا کے ترفع سے نزول فرمایا۔ بصحو و بیداری کی حالت میں آئے اور سر مبارک کو سینہ نور آئینہ سے بالکل آہستگی کے ساتھ اٹھا کر آنکھیں کھولیں جیسے کوئی شخص مخموری و مستی سے نکل رہا ہو اور مشکل سے بیدار ہو کر ہوش میں آئے۔ آپ اس طرح بیدار ہوئے اور اس نورانی شخص کی طرف دیکھنے لگے۔ لمحہ بھر کے لئے دونوں کی نظریں آپس میں چار ہوئیں اور جب آپ نے اپنے نور سینہ سے

ان کو پہچان لیا، میرا ہاتھ پکڑ کر فوراً نہایت ادب کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوئے اور مجھے بھی اٹھالیا تب فرمایا!

”وا علیکم السلام یا حضرت“

اگلے لمحے دونوں بزرگوار آمنے سامنے کھڑے تھے۔ بعد میں اس بزرگ نے جو ملاقات کے لئے آیا تھا فرمایا:

”اے میاں صاحب! جب بھی باہر آئیں دروازہ کو یہ قفل لگادیں“

پھر وہیں انہی قدموں پر روضہ شریف کے اندر ہی غائب و پنہاں ہو گئے جبکہ روضہ منورہ کے دروازے سے معمولی فاصلہ پر مزار شریف کے ساتھ ہم بھی کھڑے تھے ہمارے اور اس بزرگوار قدس سرہٗ کے مابین دو تین قدم کا فاصلہ تھا۔ اس وقت روضہ مبارک میں کوئی جاندار شے موجود نہ تھی نہ ہی خانقاہ شریف کے نزدیک آبادی تھی اور نہ ہی کوئی زیارت کرنے والا بلکہ خانقاہ حضرت خواجہ مہاروی رحمتہ اللہ علیہ اور آبادی والی جگہ اور حضرت شیخ تاج الدین قدس سرہٗ کے روضہ مبارک کے درمیان ایک میل کا فاصلہ محض ویران زمین چٹیل میدان اور ہتھیلی کی مانند صاف ریگستان پر مشتمل نظر آتا تھا۔ ادھر اس مرد نورانی و روحانی کی زیارت کے سبب ہمارے حضرت صاحبؒ پر گریہ رقت اور بے حد اشتیاق کی کیفیت طاری تھی اور آنکھوں سے بہار کے بادل کی طرح اشکوں اور آنسوؤں کی بارش برس رہی تھی اور آپ

کثرت اشتیاق کی بنا پر روضہ مبارک کے اندر مزار شریف کے اردگرد طواف کر رہے تھے۔

''میں ہر شہر و دیار سے آنے والوں میں اپنے دوست کی تلاش میں ہوں اور محبوب گویا یوسفؑ کی مانند ہے جسے میں ہر قافلے میں گم کر بیٹھا ہوں۔''

میں جتنی عمر اپنے مرشد ابا جان قدس سرہٗ کے حضور پر نور میں شرف یاب رہا۔ بظاہر اس طرح کی اشکباری نہ دیکھی۔ عادت شریفہ یہ تھی کہ آپ عام طور پر اپنے احوال باطنی کو پوشیدہ رکھتے تھے لیکن اس روز بے اختیار ہو گئے ۔غرضیکہ کہ فوراً روضہ شریف سے باہر آئے اور اردگرد ریت والی زمین پر گھوم پھر کر دیکھنے لگے کہ شاید ان کے مبارک پاؤں کے نشانات ان کو مل جائیں۔ مگر عالم ظاہر میں ان کے مقدس پاؤں کے نشانات کہاں دستیاب ہو سکتے تھے حضرت کی جستجو محض ان کے حالات و جذبات شوق، ان کے تصرفات و مقامات روحانی ان کی نگاہ کرم و فیضان توجہ کی تاثیر کی بدولت تھی۔ ہمارے حضرت (غلام باہوؒ) خود عارف باللہ تھے۔ پس فرمایا!

''اے فرزند! حضرت تاج الدین سرور قدس سرہٗ کے مزار شریف کی برکت اور اس چیز کی معرفت وشناخت جس کے بارے میں آپ نے مجھ سے پوچھا تھا دیکھ لی؟''

یہ شخص جو مزار شریف کے پہلو سے ظہور پذیر ہوا اور پھر وہیں گم بھی ہو گیا، یہی حضرت تاج الدین سرور قدس سرہٗ تھے۔ ہمارے حضرت صاحبؒ اس پلک جھپکنے کی دیر کی ملاقات وقوع پذیر ہونے کے بعد روضہ مبارک کے اندر بیٹھ بھی گئے اور اندر ٹھہر بھی نہ سکے اور باہر آکر بھی کچھ وقت کے لئے بے قرار رہے۔ بعد ازاں مقام بازگشت پر آکر ٹھنڈے وقت (سہ پہر) واپسی کے لئے سوار ہو گئے۔ حضرت صاحب مزار یعنی تاج الدین سرور قدس سرہٗ کا حلیہ مبارک بعینہٖ مجھے یاد ہے، کہ گویا اب بھی میرے سامنے کھڑے ہیں۔ آپ کا رخ انور و جسم مبارک کاملاً میرے صفحہ دل پر نقش کر دیا گیا ہے۔ لطیف البدن اور خوبصورت چہرہ بلکہ سرخی چہرہ کی سفیدی پر غالب تھی۔ لاغر بدن ہلکا جسم جیسا کہ ریاضت اور مجاہدہ کرنے والے درویشوں کا ہوتا ہے۔ ریش مبارک درمیانی یعنی ریش مبارک کے بال نہ اتنے کمتر اور نہ بہت زیادہ تھے۔ ریش مبارک کے بالوں کا رنگ سیاہ مگر سرخی مائل کہ دراصل چہرے کا سرخ رنگ بالوں پر بھی غالب دکھائی دے رہا تھا۔ البتہ ریش مبارک کے بال رخ انور پر بہت نرم و خمدار تھے۔ آپ کا قد و قامت درمیانہ اور بدن نازک و لطیف تھا۔ سر مناسب اور سر کے بال نئے تازے تراشیدہ تھے۔ عمر تقریباً پچیس سال اور کلاہ قادری چہار گوشہ زیب سر تھی جس پر سفید کپڑے کی پٹی لگی

ہوئی تھی۔ آپ نے دو چادریں اوڑھ رکھی تھیں ایک تہہ بند کے طور پر اور دوسری کندھوں پر ڈالی ہوئی تھی ان میں سے ایک کا حاشیہ سرخ بادامی رنگ کا تھا جیسا کہ درویشوں کی رسم ہے۔ چنانچہ اس چیز میں مغالطہ ہے کہ آیا رنگ دار حاشیہ کندھوں والی چادر کا تھا یا تہہ بند والی کا۔ دوسری چادر البتہ سفید شکر رنگ والی تھی۔ والسلام رحمہا اللہ وقدس سرہما۔ ہم روضہ شریف سے باہر آئے میں نے اس کا ماجرا پوچھا کہ

"اے بابا: حضرت تاج الدین سرور قدس سرہٗ یہی تھے میں نے بھی ان کو اچھی طرح دیکھ لیا ہے"

فرمایا!

"ہاں اے فرزند! کبھی کبھی ایسا اتفاق ہوتا ہے۔ جو کوئی میرے نزدیک بزرگوں کی خانقاہ میں بیٹھا ہو اس کو بھی اعلانیہ زیارت ہو جاتی ہے"۔

مورخ بہاولپور و مولف "ذکر کرام" لکھتے ہیں کہ

"آپ کی خانقاہ چشتیاں شریف میں واقع ہے۔ آپ حضرت پیر فرید الدین شکر گنج علیہ الرحمتہ (پاک پتنی) کے پوتے تھے۔ آپ کے دست مبارک پر ریگستان بیکانیر و جیسلمیر کے بہت لوگوں نے مذہب اسلام میں داخل ہو کر شرف بیعت حاصل کیا۔ یہ امر راجپوتوں کو نہایت ناگوار گزرا انہوں نے جنگ کی اور آپ شہید

ہوئے۔"

حضرت خواجہ نور محمد مہارویؒ اپنی زندگی میں ہمیشہ ہفتہ وار مہاراں شریف سے حضرت شیخ تاج الدین سرورؒ کی خانقاہ پر زیارت کے لئے جاتے تھے۔ اس علاقہ کے عام لکھویرے اور جوئیے آپ کے بہت معتقد ہیں۔ ہندو مسلمان یہاں حاضر ہو کر منتیں مانتے ہیں۔ نماز استسقاء کے بعد خانقاہ پر حاضر ہو کر قربانی کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں۔

حضرت کی اولا بکثرت تھی اور گزٹیئر بہاولپور میں لکھا ہے کہ "سر آسمان جاہ بہادر سابق وزیر حیدر آباد دکن آپ کی اولاد سے تھے۔ بچوں کی منتیں عام طور پر اس خانقاہ پر لوگ ادا کرتے ہیں۔ صحت امراض، اور باران رحمت کے لئے بھی اس خانقاہ پر دعائیں اور نمازیں پڑھا کرتے ہیں۔"

میاں محمد درزی لکھتے ہیں کہ:

"میاں شیر محمد کلر واہی جو غوث زماں حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسویؒ کے غلاموں میں سے تھے وہ بیان کرتے ہیں کہ

> "حضرت قبلہ عالمؒ کے عرس مبارک کے ایام میں فخر الاولیاء حضرت خواجہ محمد سلیمان 'قدس سرہ' حضرت تاج سرورؒ کی خانقاہ مبارک میں معتکف تھے اوراد سے فراغت کے بعد ذرا لیٹ گئے۔ میں کسی حاجت کے لئے حاضر خدمت ہوا۔"[70]

[70] گلشن اسرار، صفحہ نمبر 53 ,54 مرتبہ میاں محمد درزی۔

شارٹر انسائیکلوپیڈیا آف اسلام

شارٹر انسائیکلوپیڈیا آف اسلام میں مرقوم ہے کہ

ترجمہ: "ایک وقت تھا جب راجپوتانہ کے شمال میں واقعہ بہاولپور کے علاقہ میں چشتی سلسلہ کا زور تھا۔ جہاں حضرت گنج شکرؒ کے پوتے (حضرت) تاج الدین چشتیؒ نے چشتیاں نامی قصبے کی داغ بیل ڈالی تھی۔ [71] موجودہ زمانے میں چشتیاں شریف کی آبادی دو حصوں پر مشتمل ہے ایک حصہ قدیم چشتیاں شریف اور دوسرا حصہ جدید شہر ہے جسے منڈی چشتیاں شریف کہتے ہیں۔ دونوں کے درمیان وسیع و عریض قدیم قبرستان ہے جس میں بے شمار اولیائے کرام و شہدائے نامدار محو استراحت ہیں۔"

از فیض او بجائے صلیب و کلیسا
در دار کفر مسجد و محراب و منبر است
آنجا کہ بود نعرہ فریاد مشرکاں
اکنوں خروش نغمہ اللّٰہ اکبر است

ترجمہ: ان کے فیض سے دار کفر میں صلیب و کلیسا کی جگہ محراب و منبر نے لے لی ہے جہاں کبھی مشرکوں کے فریادی نعرے سنے جاتے تھے۔ اب وہاں اللہ اکبر کے نعرے گونج رہے ہیں"۔

[71] شارٹر انسائیکلوپیڈیا آف اسلام صفحہ نمبر 66۔

بس ایک یہ منظر تہ افلاک نہ بدلے
اے شہر وفا رنگ تری خاک نہ بدلے

منقبت

قبلہ عالم حضرت خواجہ نور محمد مہارویؒ

کلام حضرت خواجہ غلام فریدؒ، بزبان سرائیکی، مزار پر انوار کوٹ مٹھن شریف

ساڈادوست دِلیں دا نور محمد خواجہؒ
ڈھولا یار چہیندا نور محمد خواجہؒ

ساری ساڈی شرم بھرم دا
تیڈے گل وچ لَا جا

عرب وی تیڈی، عجم وی تیڈی
سندھ پنجاب دا راجا

زمین زمن وچ وجدا گجدا
فیض تیڈے دا واجا

قدم تیڈے وچ نوں من بھاگم
آنگن میڈے پوں پا جا

دلبر جانی یوسف ثانی
موہن مکھ ڈکھلا جا

نوشہ شہر مہار دا بنڑا
سِکدی کوں گل لا جا

نین فریدؔ دے درس پیاسے
آجا ناں ترسا جا

ذکر خیر

غیاث العاشقین سند الواصلین قبلہ عالم حضرت خواجہ نور محمد مہارویؒ کو سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ کی ترقی و ترویج میں ایک خاص مقام حاصل ہے۔ انہوں نے احیائے دین و ملت و سلسلہ چشتیہ کی توسیع و اشاعت اور معاشرہ کی اصلاح و تربیت کے لئے جو گرانقدر خدمات انجام دی ہیں وہ تاریخ میں سنہرے حروف سے لکھے جانے کے قابل ہیں۔ تونسہ شریف، کوٹ مٹھن شریف، حاجی پور شریف، سیال شریف، جلال پور شریف اور مکھڈ شریف کی خانقاہوں کے چراغ آپؒ کے فیضان و عرفان سے روشن ہوئے ہیں۔ آپؒ کا مزار فیض آثار شمع خانوادۂ فریدیہ و سراج دودۂ بدریہ حضرت شیخ بابا تاج الدین سرور چشتی شہیدؒ کے قبرستان چشتیاں شریف میں واقع ہے۔

پیدائش اور خاندان

قبلہ عالم حضرت خواجہ نور محمد مہارویؒ کھرل پنوار راجپوت خاندان کے عظیم سپوت تھے۔ آپ کی ولادت باسعادت ۱۴ رمضان المبارک 1142ہجری (2اپریل، 1730عیسوی) کو مہار شریف سے بجانب مشرق چار میل کے فاصلہ پر بستی چوٹالہ میں ہوئی جو تحصیل چشتیاں ضلع بہاولنگر میں ایک غیر معروف گاؤں ہے اور آپؒ کی پیدائش گاہ پر اب ایک چھوٹی سی مسجد تعمیر شدہ ہے۔

آپؒ نے دہلی میں محب النبی حضرت مولانا فخر الدینؒ کی درس گاہ میں تحصیل علوم کے بعد سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ میں اُن کے دست مبارک پر مرید ہو کر منصب

خلافت پر فائز ہوئے اور مہار شریف میں مستقل سکونت اختیار کی۔ مہار شریف چشتیاں شریف سے تین کوس کے فاصلہ پر ہے۔

مہار شریف میں مستقل سکونت

پاک پتن شریف سے واپسی کے بعد یہ دستور رہا کہ حضرت خواجہ نور محمد مہارویؒ چھ ماہ دہلی میں اپنے پیر و مرشد کی خدمت میں رہتے تھے اور چھ ماہ مہار شریف میں قیام فرماتے تھے۔ خزینۃ الاصفیاء میں ہے کہ آخر ایک روز حضرت مولانا صاحبؒ نے آپؒ سے فرمایا۔

"اے نور محمد خلق راباتو کار خواہد بود"

ترجمہ: اے نور محمدؒ ! مخلوق کو آپ سے کام پڑے گا

یہ سن کر آپ متعجب ہوئے۔ عرض کیا!

"میں ایک کمترین پنجابی ہوں کس طرح اس اعلیٰ مرتبہ کے لائق سمجھا گیا ہوں۔"

حضرت مولانا صاحبؒ خاموش رہے۔ چند روز بعد خلافت عطا فرما کر مہار شریف میں قیام کا حکم دے دیا اور اپنے نصائح میں یہ بھی فرمایا!

"آپ کی طرف علما و سادات اور حضرت گنج شکرؒ کی اولاد رجوع کریں گے، اُن کا ادب بجالانا اور اُن کی تعظیم و تکریم کرنا۔"

معمولات و مجاہدات

مہار شریف میں قیام فرمانے کے بعد قبلہ عالمؒ نے عمر عزیز کے پندرہ سال شیخ

شیوخ العالم حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ کی زیارت کے مجاہدہ میں صرف کر دیئے۔ مرشد گرامی کا ارشاد تھا کہ اسی بار گاہ عالی جاہ سے روحانی ترقی و فروغ سلسلہ کو چار چاند لگیں گے۔ پاک پتن شریف مہار شریف سے براہ راست چالیس کوس (یعنی ساٹھ میل) کی مسافت پر ہے۔

منگل کے دن حضرت قبلہ عالمؒ مہار شریف سے روانہ ہوئے۔ جمعرات کو پاک پتن شریف میں حاضری ہوتی، بعد نماز جمعہ واپسی فرماتے اور اتوار کی شام کو مہار شریف میں پہنچ جاتے، سوموار کا دن گھر رہنا نصیب ہوتا اور منگل کو پھر روانگی ہو جاتی۔ منقول ہے کہ گرمی، سردی، بیماری، کمزوری کوئی چیز بھی آپ کے اس معمول اور وظیفہ میں کبھی حائل نہ ہوئی۔

پندرہ سالہ حاضریوں کی کل مسافت تقریباً ترانوے ہزار چھ سو میل بنتی ہے۔ جو حضرت قبلہ عالمؒ نے وادئ عشق و عقیدت کی بادیہ پیمائی و دشت نوردی میں گزار دیئے اور یوں سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الٰہیؒ کے فرمان

"ایں در گرفتہ ای و محکم گرفتہ ای"

پر عملاً کاربند رہے۔ حضرت مولانا نجم الدینؒ لکھتے ہیں کہ:

"چندیں چلہ ہم در آنجا فرمودند و دریں حجرہ کہ قطب رو غرفہ دار است معتکف بودند"[72]

ترجمہ: آپ نے وہاں متعدد چلے فرمائے اور (روضہ عالیہ حضرت

---

[72] مناقب المحبوبین قلمی فارسی نسخہ۔

باباصاحبؒ) کی شمالی جانب ایک حجرہ میں آپ معتکف رہتے تھے۔
پندرہ سال بعد شیخ شیوخ العالم حضرت بابافرید الدین مسعود گنج شکرؒ سے حکم ملا

> ''اب یہاں آنے کی تکلیف نہ اٹھایا کرو اور (چشتیاں شریف) میں ہر جمعہ میرے پوتے حضرت تاج الدین سرورؒ کی زیارت کیا کرو۔''

اس کا مقصد واضح تھا کہ وہ میرے ہی نور نظر اور قائمقام ہیں اور وہاں بھی وہی فیوض و برکات پاؤ گے جو یہاں حاصل رہے۔

حضرت خواجہ قبلہ عالمؒ نے اس فرمانِ روحی کو وصول کرنے کے بعد پاک پتن شریف جانا موقوف کر دیا اور تادم زیست ہفتہ میں ایک بار چشتیاں شریف تشریف لے جاتے رہے۔ مہار شریف، چشتیاں شریف سے پانچ میل کے فاصلہ پر ہے۔ حضرت خواجہ قبلہ عالمؒ کا معمول تھا کہ شمع خانوادۂ فریدیہ حضرت شیخ بابا تاج الدین سرورؒ کے احترام میں مہار شریف سے پاپیادہ چشتیاں شریف کا سفر اختیار فرماتے تھے۔ ضعف بدن کا یہ حال تھا کہ پانچ میل کا پورا سفر تسلسل کے ساتھ نہ کر سکتے تھے اور آدھا سفر طے کرکے پیلو کے ایک سایہ دار درخت کے نیچے کچھ دیر آرام فرمانے بیٹھ جاتے تھے۔ اس نشست گاہ کو ''آدھی والی جال'' کہتے ہیں اور یہ مقام بہت متبرک سمجھا جاتا ہے۔

آپ کے لنگر خانہ میں سواریوں کی کوئی کمی نہ تھی۔ خدام و مریدین کے لیے سبک رفتار گھوڑے اور تازہ دم اونٹ ہمہ وقت موجود رہتے تھے۔ اگر آپ چاہتے تو وابستگانِ دامن آپ کو سواری تو کجا عماری میں بٹھا کر اور اپنے کندھوں پر اٹھا کر چشتیاں شریف لے آتے۔ مگر آپ کے دل میں جگر گوشۂ حضرت بابا فریدؒ، شیر بیشہ

تجرید حضرت شیخ بابا تاج الدین سرور شہیدؒ کی اس قدر عقیدت و محبت تھی کہ انتہائی کمزوری اور ضعیفی کی حالت میں بھی ان کی زیارت کے لیے بروز جمعہ بلا ناغہ تشریف لے جاتے رہے۔ آپ کا دستور تھا کہ حدود موضع چشتیاں شریف میں داخل ہوتے وقت احتراماً جوتے اُتار لیتے اور پابرہنہ حاضری دیا کرتے اور نماز جمعہ ان کے آستانہ عالیہ کی ملحقہ مسجد میں ادا کرتے۔ قبل ازیں پاک پتن شریف کی حاضریوں میں بہت سے سوار آپ کے ہم سفر ہوا کرتے تھے۔ چشتیاں شریف میں اس سے بھی زیادہ خلفاو مریدین آپ کی تقلید و تائید میں ننگے پاؤں بارگاہِ شمع خانوادئہ فریدیہ، سراجِ دودئہ بدریہ حضرت شیخ بابا تاج الدین سرور رحمتہ اللہ علیہ میں حاضری دیتے اور نماز جمعہ ادا کرتے۔

پاپیادہ و پابرہنہ حاضری آداب شیخ کے ضمن میں آتی ہے اور سلسلہ عالیہ چشتیہ کے اکثر و بیشتر بزرگوں کا دستور العمل ہے۔ حضرت خواجہ قطب الدین دبیرؒ جب اپنے شیخ سلطان المشائخ حضرت۔خواجہ نظام الدین محبوب الٰہیؒ کے مزار پر انوار کی زیارت کرنے دہلی جاتے تھے تو ان کے روضہ عالیہ کے گنبد پر نظر پڑتے ہی گھوڑے سے اتر جاتے اور زمین بوس ہوتے اور وہیں سے پیدل زیارت کرنے جاتے۔

نذرونیاز کا معمول

قبلہ عالم حضرت خواجہ نور محمد مہارویؒ آستانہ عالیہ تاج العارفین حضرت بابا تاج الدین سرَوَر شہید کے مزار انور پر کبھی خالی ہاتھ نہ جاتے تھے۔ ایک مرتبہ اجمیر شریف کی طویل مسافت طے کر کے آپؒ وطن تشریف لا رہے تھے۔ اس سفر میں حضرت محمد جمال صاحبؒ ملتانی ہمراہ تھے۔ زادِراہ تقریباً ختم ہو چکا تھا قبلہ عالمؒ نے چشتیاں

شریف پہنچ کر جمال فرد عالم گنج شکرؒ والی الولایت حضرت شیخ بابا تاج الدین سرورؒ کے آستانہ عالیہ پر آئے اور بوقت زیارت حضرت حافظ محمد جمال صاحب سے فرمایا۔ کچھ رقم باقی ہے؟ حافظ صاحبؒ نے عرض کیا حضرت ایک روپیہ چار آنے۔ فرمایا! یہ رقم خانقاہ کے مجاور کو دے دو۔ [73]

"قبلہ عالم خواجہ نور محمد مہارویؒ فرماتے ہیں کہ شیخ تاج الدین سرورؒ ولایت میں کامل بزرگ تھے اور صاحب ارشاد تھے۔"[74]

وفور عقیدت

میاں محمد بخش چشتیؒ جو حضرت تاج سرورؒ کی اولاد اور حضرت قبلہٗ عالمؒ کے مریدان مجاز میں سے تھے۔ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت قبلہ عالمؒ حضرت تاج سرورؒ کی زیارت کے لئے گئے ہوئے تھے اور وہاں اہل قبور پر فاتحہ پڑھ رہے تھے کہ میرے دل میں خیال آیا کہ یہ قبرستان بھر گیا ہے اور حضرت قبلہ عالمؒ کے دادا صاحب اور والد صاحب کا مزار بھی یہیں ہے مگر اب آپ کی قبر کے لئے جگہ نظر نہیں آتی۔ یہ خیال میرے دل میں آیا ہی تھا کہ حضرت قبلہ عالمؒ نے فرمایا!

"میاں محمد بخش! اِنشاء اللہ میری قبر بھی اِسی جنت البقیع میں ہو گی۔"[75]

---

[73] مناقب المحبوبین صفحہ نمبر 104۔
[74] کشف المحجوب کا اردو ترجمہ انوار المنسوب صفحہ نمبر 34۔
[75] مناقب المحبوبین صفحہ نمبر 105۔

ایک مرتبہ خشک سالی کے ایام میں قبلہ عالم حضرت خواجہ نور محمد مہارویؒ چشتیاں شریف میں تاج العارفین حضرت شیخ بابا تاج الدین سرورؒ کے مزار اقدس کی زیارت کے لئے حاضر ہوئے۔ باشندگان دیہہ نے یہ موقعہ غنیمت جانا اور بارگاہ حسن و عشق میں عرض کیا کہ قلت باراں کے سبب ہم سب پریشان حال ہیں اور ہمارے مال و مویشی بھوک اور پیاس سے تڑپ رہے ہیں۔ براہِ کرم باران رحمت کی دعا فرمائیں۔ حضرت خواجہ قبلہ عالمؒ نے شمع خانوادئہ فریدیہ حضرت شیخ بابا تاج الدین سرورؒ کے مزار پرانوار کے قریب ہو کر عرض کیا!

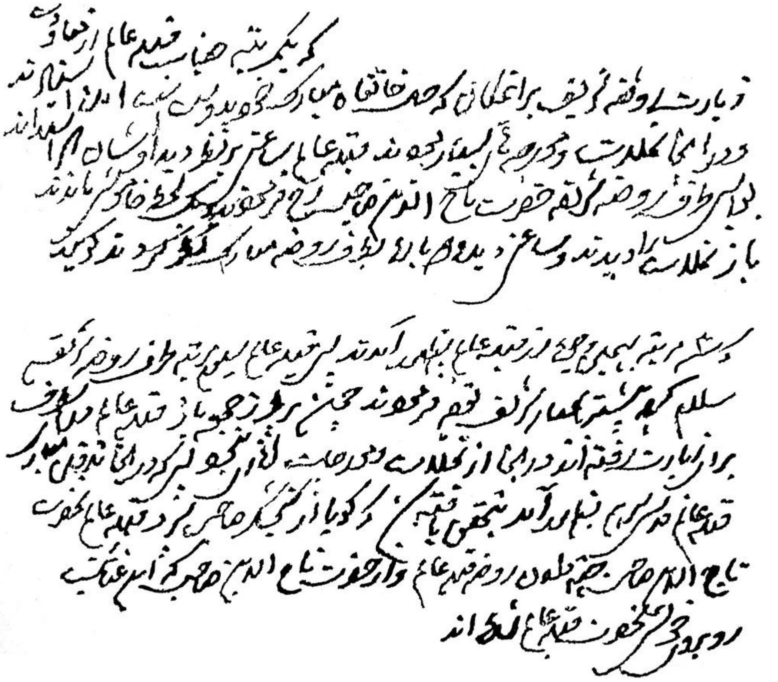
"صاحبا! شاید بذات شریف خشل سالی منظور است مگر خلق ہمچو ماہی بے آب در قلق و اضطراب خراب است مہربانی فرمائید کہ تا خلق از چنیں خشل سالی امان یاب شوند"

ترجمہ: "صاحبا! شاید جناب کو خشک سالی منظور ہے مگر لوگ تو ماہی بے آب کی طرح تڑپ رہے ہیں مہربانی فرمائیں تا کہ خلقت قحط سے امان پائے۔"

حضرت خواجہ صاحبؒ یہ دعا مانگ کر روضہ عالیہ سے باہر تشریف لائے کہ یکا یک آسمان پر کالی گھٹا چھا گئی اور مینہ برسنے لگا بارش اس قدر موسلا دھار ہوئی اور یوں آناً فاناً آئی کہ بستی چشتیاں شریف کے تمام لوگ بھیگ گئے۔ ہر طرف جل تھل ہو گیا اور حضرت خواجہ صاحبؒ بھی اس باران رحمت میں بھیگتے ہوئے پانی کے سیلاب سے گزر کر اپنی قیام گاہ تک پہنچے۔ ابر کرم سے چند ہی روز میں قحط و خشک سالی کے عفریت نے دم توڑ دیا۔ چولستان کے ٹیلے اور میدان فصلات کی روئیدگی سے سرسبز و شاداب ہو گئے۔

باشندگان علاقہ میں خوشحالی اور حیوانات میں فربہی آگئی۔ چراگاہوں میں مویشیوں کی گھنٹیاں میٹھے سروں میں گیت الاپنے لگیں اور ہر طرف زندگی کے آثار پیدا ہو گئے۔

اِجازت تدفین



76

---

[76] مناقب شریفہ قلمی مرقومہ حافظ احمد یار۔

ترجمہ و تشریح: ایک مرتبہ قبلۂ عالمؒ روضہ شریف (شیخ المشائخ تاج العارفین حضرت بابا تاج الدین سرور شہید چشتیؒ) کی زیارت کر کے واپس جاتے ہوئے اس مقام پر کچھ دیر کے لئے ٹھہر گئے جہاں اس وقت ان کی خانقاہ مبارک ہے۔ وہاں چیونٹیاں کثرت سے بلوں میں موجود تھیں۔ حضرت قبلۂ عالمؒ کچھ دیر ان کی طرف دیکھتے رہے اس کے بعد روضہ شریف (تاج العارفین حضرت بابا تاج الدین سرورؒ) کی طرف رخ کر کے خاموشی سے دیکھنے لگے۔ پھر چیونٹیوں کی طرف دیکھا۔ غرضیکہ تین مرتبہ آپ نے اسی طرح کیا اور تیسری بار روضہ شریف کی جانب سلام کر کے مہار شریف روانہ ہو گئے۔

ہفتہ بعد حسب معمول قبلۂ عالمؒ پھر حضرت شیخ بابا تاج الدین سرورؒ کی زیارت کے لئے بروز جمعہ مہار شریف سے چشتیاں شریف آئے تو مقام مذکورہ پر چیونٹیوں اور بلوں کا نشان تک نہ تھا۔ لہٰذا بعد وصال اسی مقام پر قبلۂ عالمؒ کی تدفین ہوئی او یہ بات تحقیق شدہ ہے کہ شیخ شیوخ العالم حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ کی سفارش و سپردگی پر تاج العارفین حضرت شیخ بابا تاج الدین سرور شہیدؒ نے قبلۂ عالم حضرت خواجہ نور محمد مہارویؒ کو اپنے روبرو مزار شریف کی جگہ عنایت فرمائی۔

خوشبوئے محبت

حضرت حافظ محمد جمال کریم ملتانیؒ روایت کرتے ہیں کہ ہم بھمر کابی قبلہ عالمؒ کئی بار حضرت بابا تاج سرور چشتی شہیدؒ کے مزار پر انوار کی زیارت کو حاضر ہوئے۔ آنجناب کا دستور و معمول تھا کہ زیارت اور فاتحہ خوانی سے فارغ ہو کر اپنے مکان مالوف کو واپس لوٹتے۔ جونہی اس مکان تک پہنچتے جہاں آج کل آپ کا روضہ مبارک ہے بیٹھ جاتے۔ انہیں دنوں وہاں ایک صاف میدان تھا اور کچھ سرسبز اور خوشنما درخت اُگے ہوئے تھے۔ انہی درختوں کے نیچے تھوڑے وقت کے لئے استراحت فرماتے اور کہتے جاتے کتنا اچھا اور خوش نصیب مقام ہے۔ مجھے تو اس مقام کی مٹی سے محبت کی خوشبو آیا کرتی ہے (بقول مصنف) میں خود حیران رہتا رہا کہ شاید یہاں توقف فرمانے اور اس مقام کی تعریف کرنے میں "حکمت" ضرور ہو گی۔ [77]

علالت

آپ کے پیر و مرشد حضرت مولانا محمد فخر الدین جہاں نے 27 جمادی الثانی 1199 ہجری (بمطابق 7 مئی 1785 عیسوی) کو وصال فرمایا۔ آپ کو اپنے شیخ محترم سے بے پناہ محبت تھی۔ جس دن آپ کو حضرت مولانا صاحبؒ کے وصال کی خبر ملی اُسی روز سے آپ مغموم رہنے لگے۔ اکثر ٹھنڈی سانس لیتے وقت گزرتا اور خاموش بیٹھے رہتے۔

---

[77] گلشن ابرار صفحہ نمبر 155 ترجمہ خواجہ محمد اسلم مہاروی۔

ایک رات فرمانے لگے:

”میں حضرت مولانا صاحبؒ کی مفارقت دائمی سے اس قدر افسردہ خاطر ہوں اور میرے دل میں ایسا اَندوہ ہے کہ چاہتا ہوں سب سے چھپ چھپا کر کسی جنگل میں چلا جاؤں اور وہیں جاکر بیٹھ جاؤں۔ نہ کوئی میرے نزدیک آئے اور نہ میں کسی کو دیکھوں۔“

حضرت مولانا صاحبؒ کے وصال سے آپ کو گہرا صدمہ ہوا جس سے آپ نہ صرف غمگین بلکہ علیل رہنے لگے اور دن بدن کمزور ہوتے گئے۔

وصال

ارباب صدق و صفا کے دلوں کو منور کرنے والے، عوام الناس کے اخلاق و کردار سنوارنے والے قبلۂ نیاز منداں حضرت خواجہ نور محمد مہارویؒ 63 سال کی عمر میں 3 ذوالحجہ 1205 ہجری کو جہاں فانی سے رخصت ہوئے۔

”حیف واویل جہان بے نور گشت“

مقامِ تدفین

شیخ المشائخ، تاج العارفین حضرت بابا تاج الدین سروَر چشتی شہیدؒ موسس و بانی چشتیاں شریف کے سجادہ نشین حضرت دیوان شرف الدین چشتیؒ جو حضرت قبلۂ عالم خواجہ نور محمد مہارویؒ کے محب صادق، مرتبہ شناس تھے۔ آپ کی وصیت کے مطابق آپ کا جسد مبارک مہاراں شریف سے چشتیاں شریف لے آئے اور مولف مناقب شریفہ نے لکھا ہے کہ شیخ المشائخ حضرت دیوان شرف الدین صاحبؒ سجادہ نشین چشتیاں

شریف آپ کا

"جنازہ مبارک خوددراں موضع اور انیدہ ہمیں جا کہ روضہ مبارک قبلہ عالم است از ملکیت خود حوالہ صاحبان نمودہ رو بروبدست خویش تدفین قبلہ عالم کنانیدہ اند۔"[78]

ترجمہ: (حضرت دیوان صاحب) آپ کا جنازہ مبارک موضع (مہاراں) سے اس جگہ اپنی ملکیت میں لے آئے جہاں قبلۂ عالم کا روضہ ہے اور اپنی ملکیت صاحبان کے حوالہ کر کے اپنے رُو برُو بدست خویش قبلۂ عالمؒ کی تدفین کرائی۔

غوثِ زمان حضرت خواجہ شاہ سلیمان تونسویؒ فرماتے ہیں کہ

" جب جنازہ مبارک اس مسجد کے راستے موضع چشتیاں کی طرف برآمد ہوا اور میری نظر ان پر پڑی تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ حضرت قبلہ عالمؒ مجھے فرما رہے ہیں کہ اب ہمارے ساتھ آ جاؤ۔ تو تیزی سے دوڑتا چلا گیا اور قدم بوسی کر کے ہمراہ ہو گیا۔ پس بزرگان، علما، خلفا اور صاحبزادگان نے کئی جگہوں پر تدفین کے بارے سوچا اور مشورہ کیا مگر کسی بھی جگہ پر اتفاق نہ ہو سکا۔ آخر حضرت تاج الدین سروَر چشتی قدس سرہٗ کے خانقاہ پر پہنچے نماز جنازہ ادا کی پھر اسی جگہ پر حضرت قبلہ عالمؒ کی تدفین مبارک ہوئی جو تاج سروَر

[78] مناقب شریفہ قلمی مرقومہ حافظ احمد یار چشتیؒ۔

قدس سرہٗ کے قریب ہے۔"[79] [تصویر نمبر 11]

حضرت قاضی محمد عاقل صاحبؒ فرماتے ہیں

"چون وصال مبارک انحضرت قبله عالم رضی اللّٰه تعالیٰ عنهٗ بوقوع پیوست ناگهان از مهار شریف نعش منیف انحضرت را بحضرت تاج سروَرعلیہ الرحمۃ بردندو دریمکان که حال روضه مبارک ست مرقد منورسا ختند بعد ازاں صلاح بعضے معتبران که حاضر بودندد برین آمد که حضرت قبله را ازنیجا نقل کرده در مهار شریف مرقدسازیم که موضع مهاران ویران نگردد حضرت قاضی صاحب فرمود که اکنوں حق تعالیٰ کسے را توفیق نقل نخواہد داد۔"[80]

ترجمہ: جب حضرت قبلہ عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کا وصال ہوا ۔اچانک مہار شریف سے آپ کا جسد مبارک بحضور حضرت تاج الدین چشتی شہیدؒ میں لے آئے جہاں اس وقت روضہ مبارک ہے اور مرقد منورہ تیار ہوئی بعد ازاں بعض معتبران جو موجود تھے مشورہ کیا کہ حضرت قبلہ عالمؒ کو اس جگہ سے منتقل کر کے مہار شریف میں مزار بنائیں کہ موضع مہاراں ویران نہ ہو جائے۔ حضرت قاضی محمد عاقل صاحبؒ کو اس منصوبہ کا علم ہوا تو انہوں

---

[79] Location: 29°48'11.4"N 72°50'27.2"E

[80] گلشن ابرار فارسی مرتبہ خواجہ امام بخش مہارویؒ۔

نے فرمایا!اب حق تعالیٰ کسی کو اس کی توفیق نہ دے گا۔

چلہ گاہ پنج پیر

حضرت دیوان شرف الدین سجادہ نشین چشتیاں شریف کے عہد سجادگی میں اس مقدس مقام پر آپؒ کی تدفین ہوئی، جہاں شیخ شیوخ العالم حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ، شیخ الاسلام حضرت بہاؤالدین زکریاؒ، سلطان العاشقین حضرت مخدوم عثمان مروندی المعروف شہبا قلندرؒ، سید السادات حضرت مخدوم سید جلال الدین سرخ پوش بخاریؒ اور ان کے چند سال بعد تاج العارفین حضرت شیخ بابا تاج الدین سرورؒ چشتی شہیدؒ اس مقام خلوت پر دریائے ستلج کے بائیں کنارے عبادت گذار رہے۔ ان پانچ اولیائے کرام کی نسبت عالیہ سے اس قطعہ متبرک کو "پنجاں پیراں دے جنڈ" کہا جاتا تھا جو حضرت دیوان شرف الدین صاحب سجادہ نشین چشتیاں شریف کی ملکیت میں تھا اور حضرت قبلہ عالمؒ فرماتے تھے کہ "یہ کیسا اچھا موقع ہے اس موقع سے محبت کی خوشبو آتی ہے" اور یہ مقام عبادت بھی چلہ گاہوں کی فہرست میں آتا ہے۔ صاحب ذکرِ کرام لکھتے ہیں کہ "حضرت قبلہ عالمؒ کی خانقاہ کی نسبت کہا جاتا ہے کہ "پنجاں پیراں دے جنڈ" والے موقع پر ہے۔"[81]

[81] ذکر کرام صفحہ نمبر 57۔

بہاول پور

ایک مرتبہ شیخ شیوخ العالم حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ شیخ الاسلام حضرت بہاؤ الدین زکریاؒ مخدوم المخادیم حضرت سید جلال الدین سرخ پوش بخاریؒ اور سید السادات حضرت سید عثمان مروندی المعروف حضرت شہباز قلندرؒ دریائے ستلج کے بائیں کنارے ایک شاہراہ پر سفر کرتے ہوئے بستی مستیاں کے قریب کے قبرستان میں قیام پذیر ہوئے۔ منقول ہے کہ اس قدیم قبرستان میں تابعین کے مزارات ہیں اور چار یار حضرات کی قیام گاہ پر ایک "مسجد چار یار" گنبد والی تعمیر شدہ ہے۔[82] [تصویر نمبر 12]

سرواہی ضلع رحیم یار خاں

تحصیل صادق آباد ضلع رحیم یار خاں کے قصبہ سنجر پور کے قریب قلعہ سرواہی یعنی سیوراہی ایک ہندو راجہ ساہسی رام دوم نے اپنے دور حکومت میں تعمیر کرایا تھا۔ یہ قلعہ اس وقت بے درودیوار مٹی کا ڈھیر ہے اور ایک اونچے ٹیلے کی مانند ہے اس کی چوٹی پر شہدائے اسلام کے مزارات ہیں جنہوں نے اس کو فتح کیا اور وہ یقیناً محمد بن قاسم کے رفقائے کار وعرب شہسوار تھے۔ ان کے اسمائے گرامی شیخ تاج الدین شہید[83]، شیخ عزیز اور سلطان محمد برکات بیان کئے جاتے ہیں۔

---

[82] اولیائے بہاول پور صفحہ نمبر 69 ۔

[83] صبح صادق

چار یار حضرات اپنے دور سیاحت میں اس قلعہ سرواہی میں تشریف لائے اور اس کی شمالی فصیل کے باہر کچھ فاصلہ پر ایک سایہ دار درخت کے نیچے قیام فرما ہوئے اور ان کے ورُودو قیام کی برکت سے اس درخت کو حیات دیر پا نصیب ہوئی اور وہ اب تک سر سبز و سایہ دار ہے۔ گزشتہ صدیوں میں آندھیوں اور طوفانوں نے کئی بار اس درخت کو بے شاخ و ثمر کیا مگر وہ ہر بار حیات نو سے ہمکنار ہوتا رہا اور اس کے بے جان تنے سے نئی شاخیں اور کونپلیں پھوٹتی رہتی ہیں۔ چار یار حضرات کی بیٹھک پر اس وقت ایک مسجد چار یار تعمیر ہے اور چار یار حضرات کے اسمائے مبارک کی لوح سنگ دیوار مسجد پر آراستہ ہے۔ [تصویر نمبر13]

اُچ شریف

تاریخ کے صفحات پر اُچ شریف بہاول پور ڈویژن کا قدیم ترین شہر ہے۔ اس میں سب سے پہلے 370 ہجری میں ایک صوفی بزرگ صفی الدین گا ذرونیؒ رونق افروز ہوئے[84] اور انہوں نے یہاں ایک علمی اور روحانی درس گاہ قائم کی اس کے بعد آئندہ صدیوں میں متعدد بلند مرتبہ و مقام ہستیوں کا ورُودو قیام ہوتا رہا۔

ترک نژاد سلاطین دہلی کے عہد حکومت میں ملتان و اُچہ[85] (موجودہ اُچ شریف) کے ذرائع آمدورفت دریائے ستلج کے بائیں کنارے اجودھن موجودہ پاک پتن

[84] خطہ پاک اُچ صفحہ نمبر 172۔ مرتبہ حضرت سید مسعود الحسن شہاب دہلویؒ۔
[85] تاریخ ملتان جلد دوم صفحہ نمبر 439۔ مرتبہ مولانا نور احمد خاں۔

شریف تک جاتے تھے اور اجودھن سے براہ ابوہر، سرسہ، ہانسی دہلی پہنچ جاتے تھے۔ دوسری شاہراہ ستلج کے دائیں کنارے ملتان [86] سے دنیا پور، دوکوٹہ، چاولی مشائخ سے اجودھن جاتی تھی اور دریا عبور کر کے پہلی شاہرہ سے ہمکنار ہو جاتی تھی۔

ساتویں صدی ہجری کے نصف اول میں شیخ العالم حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ نے ان دونوں شاہراہوں پر متعدد بار سفر اختیار کیا اور دو مرتبہ اُچ شریف تشریف فرما ہوئے اس وقت یہاں گاذرونی اور جمالی خانقاہیں موجود تھیں [87]۔ اس عرصہ میں مخدوم المخادیم حضرت جلال الدین سرخ پوش بخاریؒ اُچ شریف میں مستقل طور پر سکونت پذیر نہ ہوئے تھے کیونکہ حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشتؒ فرماتے ہیں کہ "میرے دادا شیخ الاسلام بہاؤ الحق زکریا ملتانیؒ کے وصال کے کافی عرصہ بعد اُچ شریف تشریف لائے۔" [88]

کٹھن مجاہدات کے دور میں ایک مرتبہ شیخ العالم حضرت بابا صاحبؒ چلہ معکوس ادا کرنے کے لئے ایک کنویں کی تلاش میں نکلے جس کے اوپر کسی درخت کی موٹی شاخیں جھکی ہوئی ہوں۔ ایسا کنواں تلاش کرتے کرتے آپ ہانسی شریف سے اُچ شریف تک چلے آئے۔ جہاں مسجد حاج کے قریب ایک کنواں آیا جس کے اوپر ایک درخت کی

---

[86] قوم العقائد سن تالیف 755 ہجری صفحہ نمبر 56۔ ترجمہ حضرت نثار احمد فاروقی۔

[87] خطہ پاک اُچ صفحہ نمبر 178۔

[88] خطہ پاک اُچ صفحہ نمبر 207۔

شاخیں جھکی ہوئی تھیں۔[89]

اِس مسجد شریف کے موٴذن کا نام خواجہ رشید الدین مینائی تھا وہ ہانسی کے رہنے والے تھے اور شیخ العالم حضرت بابا صاحبؒ کے عقیدت مند تھے۔ بابا جیؒ نے اُن سے فرمایا کہ میں یہاں چلہ معکوس ادا کرنا چاہتا ہوں مگر اِس ریاضتِ شاقہ کی تشہیر نہ ہو۔ خواجہ رشید الدین نے سر تسلیم خم کیا اور وہ آپ کے حکم پر ایک مضبوط رسی لے آئے جس کا ایک سرا درخت کی موٹی شاخ سے باندھ دیا گیا اور دوسرا سرا شیخ العالم نے اپنے دونوں پاؤں سے باندھ لیا اور خواجہ رشید الدین کے تعاون سے اِس کنویں میں کعبہ رُخ آویزاں ہو گئے اور طلوع سحر تک چلہ معکوس ادا کرتے رہے۔ خواجہ رشید الدین مینائی نمازعشاء کے بعد آپ کو آویزاں کرتے اور فجر کی اذان سے پہلے اِس کنویں سے باہر نکال لیتے تھے۔ اِسی طرح چالیس روز تک یہ عمل جاری رہا۔

چلہ کے اختتام پر خواجہ رشید الدین مینائی نے شیخ العالم حضرت بابا صاحبؒ سے عرض کیا کہ بندہ کثیر العیال و مفلوک الحال ہے براہ کرم کشائش رزق و حسن بیان کی دُعا فرمادیں۔ بابا صاحبؒ نے بار گاہِ رب جلیل میں دُعا کی اور اِس کے بعد وہ آسودہ حال، خوش الحان واعظ و خطیب ہو گئے۔

ڈونگے کھوہ دے اندر بابا چلہ کٹن آیا

فیض دے چشمے او تھے پھٹے پیر سی جتھے پایا[90]

---

[89] سیر الاولیاء صفحہ نمبر 161۔ مطبوعہ اردو سائنس بورڈ لاہور۔

[90] کلام جسٹس (ر) جناب محمد الیاس قادری۔

حضرت خواجہ ابو محمد چشتیؒ اپنے گھر کے کنویں میں چلہ معکوس ادا کرتے تھے[91]۔ پاک و ہند کے بہت سے مقامات و چاہات شیخ العالم حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ کے چلہ معکوس سے منسوب ہیں۔ تھا نیسر موجودہ کورکشتر (بھارت) میں حضرت شیخ جلال الدین چشتی صابریؒ ایک کنویں میں چلہ معکوس ادا کرتے تھے۔ اِسی لیے مقامی لوگ انہیں "لٹکن شاہ" کہتے ہیں۔؎

کسے خبر کہ ہزاروں مقام رکھتا ہے
وہ فقر جس میں ہے بے پردہ روحِ قرآنی

بروایت صاحب سیر الاولیاء دوسری مرتبہ حضرت باباصاحبؒ نے حج کے ارادہ سے اُچ شریف تک سفر کیا اور وہاں پہنچ کر نا مساعد حالات کے سبب سفر حج ملتوی کر کے واپس تشریف لائے۔

موجود زمانے میں اِس سفر حج کو دیکھا جائے تو آپ ساحل سمندر تک تشریف لے گئے تھے اور صوبہ سندھ کے بہت سے مقامات اِس حج کی نشاندہی کرتے ہیں۔ منگھا نام کا ایک جابر سردار اِسی سفر حج کے دوران قزاقی و راہزنی سے تائب ہو کر آپ کے دست مبارک پر مسلمان ہوا اور زہد و تقویٰ اختیار کر کے حضرت منگھا پیر کے نام سے مشہور ہوا۔ ؎

کافر صد سالہ را مومن کند دریک نظر
آں فرید الحق و الدین خواجہ گنج شکر علیہ الرحمۃ

[91] سیر الاولیاء صفحہ نمبر 119۔

کراچی میں حضرت منگھا پیرؒ کے مزار شریف اور ملیر میں امیر بہاول پور محل کے نزدیک حضرت باباصاحبؒ کی چلہ گاہیں موجود ہیں اور کراچی کے نواح میں چٹانوں پر اُن کے رکوع و سجود اور نشست و برخاست کے آثار موجود ہیں۔ [92]

سکھر

حضرت میر معصوم شاہؒ کا مزار سکھر میں ہے اِس کے گرد و نواح میں چار یار حضرات کی چلہ گاہیں بیان کی جاتی ہیں [93]۔ دریائے سندھ کی ترائی میں فوجی مشقوں کے دوران ایک اعلیٰ عہدہ دار نے اِن چلہ گاہوں کو دیکھا تھا۔ ؎

ہیں آج بھی وہ راہگذر جنت نظر
کیا کیا حسین نقش ترے نقشِ پا کے ہیں

سہون شریف

ساتویں صدی ہجری میں سہون شریف کا علاقہ سیوستان یا سیستان کہلاتا تھا چار یار حضرات دوران سیاحت اِس علاقہ میں بھی رونق افروز ہوئے۔ سہون شریف میں اُن کی چلہ گاہ مرجع خلق ہے۔ اِس گروہ اصفیاء میں سے حضرت خواجہ عثمان مروندی المعروف حضرت سید شہباز قلندرؒ نے سہون شریف کو اپنا مستقر و مرکز تلقین وارشاد بنایا

---

[92] در کوہ غربی ایں موضع است کہ در جائے نشان ہائے سجود باقی ماندہ در سنگ۔ صنادید سندھ صفحہ نمبر 15۔

[93] تاریخ ملتان جلد اوّل صفحہ نمبر 145۔

اِن کا مزار محیط انوار مجذوبوں، مستوں اور قلندروں کا محور ہے۔ماہ شعبان میں آپ کا عرس مبارک بڑی شان وشوکت سے منایا جاتا ہے۔

سیوستان کا علاقہ تبلیغ اِسلام کے لیے ہمیشہ چار یار حضراتؒ کی توجہ کا مرکز بنا رہا۔ شیخ العالم حضرت بابا فرید مسعود گنج شکرؒ نے اپنے ایک خلیفہ مجاز کو اشاعت اسلام کے لیے اجودھن موجودہ پاک پتن شریف سے سیوستان بھیجا تھا[94]۔ شیخ العالم حضرت بابا صاحبؒ کے ایک مرید و خدمت گار خواجہ احمد سیوستانی پاک پتن شریف میں اپنے مرشد عالی مرتبتؒ کا لباس دریا کے کنارے دھونے اور خشک کرنے کے بعد اُن کی خدمت میں پیش کرتے تھے۔

لاہوت لامکاں

سہون شریف سے چار یار حضرات کا گروہ قدسیہ لاہوت لامکاں کی طرف جادہ پیما دکھائی دیتا ہے اور یہ مقام زیارت صوبہ بلوچستان میں ہے۔اِس مقام پر ایک پہاڑ کے اُوپر حضرت بابا صاحبؒ کی چلہ گاہ ہے۔ جہاں ایک مسجد شریف تعمیر شدہ ہے۔ زائرین نوافل پڑھنے کے لیے یہاں تک پہنچنے کی کوشش کرتے ہیں مگر راستہ اتنا پُرخطر و دشوار ہے کہ یہاں تک پہنچنا ہر ایک آدمی کے بس کی بات نہیں۔

اَخی التہانی ریاض حسین لاشادی المعروف رحمانی بابا سکنہ بامہ بالا ایک مہم جو سیلانی درویش ہیں۔چند سال پہلے وہ اِس مسجد شریف میں نوافل ادا کرکے آئے تھے۔

[94] فوائد الفواد جلد چہارم مجلس 67۔

حضرت مخدوم لال شہباز قلندرؒ کے عرس کے بعد فقرا کے قافلے سہون شریف سے لاہوت لامکاں تک چاریار حضرات کی تقلید پاپیادہ سفر کرتے ہیں۔ موسم گرما میں سورج کی تمازت اور پیاس کی شدت راہروان شوق سے بہت سی جانوں کا نذرانہ وصول کرتی ہے۔ مگر ہر سال اِن راہوں پر پہلے سے زیادہ پروانوں کا ہجوم ہوتا ہے۔؎

وہی ہے راہ کی رونق وہی ہے سعی سفر
تمہارا نقش قدم آج تک مٹا بھی نہیں

جھانگڑ اور دراگل

ضلع راجن پور کے قصبہ حاجی پور شریف سے بارہ میل کے فاصلہ پر صوبہ پنجاب اور صوبہ بلوچستان کے درمیانی کوہستان میں ایک موضع کا نام شلوبھ ہے اِس میں بستی جھانگڑ کے قریب ایک پہاڑ کے اوپر چاریار حضراتؓ کی بیٹھک موجود ہے اور اِس سے اٹھارہ میل کے فاصلہ پر دراگل (یعنی درہ گل) کے علاقہ میں حضرت سخی شیر وؒ کے مزار شریف کے شمال میں چاریار حضرات کی چلہ گاہ موجود ہے اور وہ بھی اُن کی بیٹھک کے نام سے مشہور ہے۔ اِس علاقہ کی آب وہوا گرم خشک ہے مگر ماڑی نام کا ایک پہاڑ معتدل آب وہوا رکھتا ہے۔ حضرت خواجہ عبدالصمد مہاروی اِن دونوں مقامات کی زیارت سے متعدد بار شریف اندوز ہوئے ہیں۔ ماڑی پہاڑ کے قریب ''جانگی'' کے مقام پر بھی ایک چلہ گاہ چاریار بیان کی جاتی ہے۔ [تصویر نمبر14]

حضرت سخی سُہریؒ

بلوچی زبان کے منظور مناقب میں بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت سخی سہریؒ ابتداً ایک چرواہے تھے اور چاریار حضرات کرامؓ کی تشریف آوری کے وقت وہ چراگاہ میں دُنبے چرارہے تھے۔

چاریار حضرات نے اِس نوجوان چرواہے سے فرمایا کہ ہم آپ کے مہمان ہیں، ہمارے لیے کھانے پینے کا بندوبست کرو، سہری صاحبؒ نے فوراً ایک دُنبہ ذبح کیا۔ اَپنی چادر میں بندھا ہوا آٹا گوندھا، جنگل سے لکڑیاں چُن کر آگ جلائی، کھانا تیار کیا اور پانی کے ایک مشکیزہ کے ساتھ اُن کی خدمت میں پیش کر دیا۔

چاریار حضرات اس نوجوان کی مہمان نوازی و خدمت گزاری پر بہت خوش ہوئے اور انہوں نے دریافت کیا کہ اِس ریوڑ میں تمہارے دُنبے کتنے ہیں؟ سہری صاحبؒ نے عرض کیا کہ میرا ایک ہی دُنبہ تھا جو الحمدللہ آپ حضرات کی خاطر وتواضع میں کام آیا۔[95] [تصویر نمبر 15]

حضرات کرامؓ اُس کے ایثار و اخلاص سے بہت متاثر ہوئے اور انہوں نے سہری صاحبؒ کے لئے مختلف نوعیت کے انعامات کی دُعا کی۔ روایت عام ہے کہ شیخ العالم حضرت بابافرید الدین مسعود گنج شکرؒ نے اُن کے لئے فراخی رِزق و فراوانی لنگر کی دُعا کی تھی اور اُن کا لنگر قلت معاش کے اِس علاقہ میں آج تک جاری وساری ہے۔

---

[95] Location: 29° 9'55.57"N 68°58'19.46"E

خطہ پنجاب سرزمین پاک وہند کا شاداب و گنجان آباد علاقہ ہے بروئے تاریخ اسلام پانچویں صدی ہجری کے اوائل میں سلاطین غزنوی کے زیر اثر و اقتدار آ گیا تھا مگر اقوام پنجاب کی اکثریت اُس دور میں بھی قبولیت اسلام کی سعادت سے محروم رہی باالاخر شیخ الاسلام و المسلمین حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ نے پورے ہندوستان میں کامیاب تبلیغ کے بعد ساتویں صدی ہجری کے نصف اوّل میں پنجاب پر خصوصی توجہ فرمائی اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اُن کی تبلیغی مساعی بار آور ہوئیں اور اقوام پنجاب میں قبولیت اسلام کی بے مثال پیش رفت ہوئی۔

ذوق اخلاص دُعاہا را اثر
گوہر گنجینہ ء گنج شکر علیہ الرحمۃ
آبروئے خاک پنجاب آں فقیر
شیخ اکمل یک جہاں را دستگیر

مشرقی و مغربی پنجاب کے متعدد مقامات پر چلہ گاہوں کے آثار اسلامیان ہند کے محسن عظیم حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ کی تبلیغ و سیاحت کے انمٹ نقوش و ثبوت ہیں اور شاعر پنجاب حضرت سید وارث شاہؒ نے اِس حقیقت کا اعتراف کرتے ہوئے فرمایا کہ

"شکر گنج نے آن مقام کیتا دُکھ درد پنجاب دا دور ہے جی۔"

چلہ گاہ نزد پیر محل

ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کے ریلوے سٹیشن "درکھانا" سے منڈی پیر محل جاتے ہوئے لنک کینال کا پُل عبور کرنے کے بعد دائیں جانب ایک کلومیٹر کے فاصلہ پر ایک ذخیرہ اشجار ہے۔ اِس میں حضرت بابا صاحبؒ کی بیٹھک ہے۔[تصویر نمبر 16] اِس جنگل

سے مقامی لوگ احتراماً لکڑیاں نہیں اٹھاتے اور نہ کاٹتے ہیں۔ محکمہ انسداد سیم تھور کے ایک ملازم نے راقم حروف کو اس مقام کی نشاندہی کی ہے۔ اِس بیٹھک کے گردونواح میں چدھڑ قبیلہ آباد ہے۔[96] جس نے 647ہجری میں شیخ العالم حضرت بابا صاحبؒ کے دست مبارک پر مسلمان ہو کر شرف بیعت حاصل کیا تھا۔

ضلع ملتان

مولف انوارالفرید مولانا مسلم نظامی اپنی تنصنیف لطیف میں انوارالفرید موضع سروانہ ضلع ملتان میں حضرت بابا صاحبؒ کے مسواک سے پیدا شدہ ایک درخت اور چلہ گاہ کا پتہ دیتے ہیں۔[97]

دُنیاپور نواح ملتان

دُنیاپور میں حضرت مخدوم سیّد سلطان ایوب قتالؒ کے مزار سے تین میل کے فاصلہ پر ”راج بھر“ کے کھنڈرات ہیں جہاں ایک مسجد شریف کے آثار ہیں۔ بروایت مولانا اسد نظامی اِس مسجد شریف میں چاریار حضراتؓ دوران سیاحت عبادت گزار رہے اور ایک چلہ کیا۔

---

96 جنزل سر عمر حیات خاں ٹوانہ صفحہ نمبر 22۔ مرتبہ مولانا غلام رسول مہر۔

97 سروانہ کے تشابہ ایک موضع سرگانہ بھی ہے، جو تحصیل میلسی ضلع وہاڑی میں ہے۔ ممکن ہے موضع سروانہ دراصل سرگانہ ہو۔

قلعہ ہڑند

ضلع راجن پور کے شہر داجل سے ایک سڑک قلعہ ہڑند کو جاتی ہے اِس قلعہ کے قرب وجوار میں ملتِ اسلامیہ کی نامور ہستیاں محواستراحت ہیں۔ ہڑند سے کچھ فاصلہ پر چاریار حضرات کرامؓ کی چلہ گاہ ہے اور اِس پر مختلف رنگوں کے پرچم لہراتے نظر آتے ہیں۔

شیخ العالم حضرت باباصاحبؒ کے برادر طریقت سلطان شمس الدین التمش نے اپنے ایک سپہ سالار وزیر محمد جنیدی کو قلعہ ہڑند کا گورنر بنایا تھا اور اس نے سندھ کے زیریں علاقے فتح کرکے التمش کی حدود سلطنت کو وسعت دی تھی مگر سلطانہ رضیہ کی تخت نشینی پر اس نے بغاوت کردی اور سلطانہ رضیہ سے میدان جنگ میں شکست کھا کر بقول مورخین وزیر محمد جنید گمنامی کی حالت میں مر گیا[98]۔ موجودہ ذرائع ابلاغ سے عیاں ہوتا ہے کہ اس کی قبر قلعہ ہڑند میں موجود ہے اور عوام الناس میں "شیخ جنید" کے نام سے مشہور ہے۔

اس قلعہ کے جنوب میں درہ کاہا اور غور نام کے پہاڑ پر لشکر اسلام کی آمد و قیام کے آثار پائے جاتے ہیں اِس جگہ حضرت اصحاب شہیدؒ کا مزار پُرانوار مرجع خلق ہے اور ایک چٹان پر بسم اللہ شریف و کلمہ طیبہ اور جلالت الملک سلطان المعظم التمش اور ان کے رفقائے کار کے نام کندہ ہیں۔

---

[98] عہدِ سلاطین دہلی صفحہ نمبر 90۔

مشہور مسلمان سیاح المسعودی (متوفی 346ہجری) نے تیسری صدی ہجری کے آغاز پر اس پتن سے دریائے سندھ عبور کیا تھا وہ لکھتا ہے کہ

"میں نے وہاں عرب کے ایک سید زادے حمزہ سے بھی ملاقات کی اس کا خاندان عرب پر حکومت کر چکا تھا یعنی حمزہ حضرت علیؓ بن ابی طالب کی اولاد میں سے تھا۔"[99]

مخدوم و محترم سید زادہ موصوف کا مزار شریف چار یار حضرات کی چلہ گاہ سے بجانب جنوب کچے کے علاقہ میں زیارت گاہ خلق ہے اور وہ عرف عام میں سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کے پوتے مشہور ہیں۔

داجل میں ایک بزرگ حضرت سلطان بھڑنگ چشتیؒ مدفون ہیں شاید ان کا اسم گرامی سلطان ابراہیم یا براہم ہے جو امتداد زمانہ سے مقامی لب و لہجہ میں سلطان بھڑنگ مشہور ہو گیا ہے ان کے بارے میں سینہ بہ سینہ روایت چلی آ رہی ہے کہ وہ سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الٰہیؒ کے مرید و خلیفہ مجاز تھے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ حضرت خواجہ عبدالصمد صاحب مہاروی دامت برکاتہٗ نے اِس چلہ گاہ اور قلعہ ہڑند کے گردونواح کے مزارات کی نشاندہی کی ہے اور اُن کی تصاویر مرحمت فرمائی ہیں۔

قصبہ چاولی مشائخ ضلع وہاڑی

منڈی بورے والا کے نزدیک ایک تاریخی مقام و قصبہ بنام چاولی مشائخ مشہور

[99] تاریخ المسعودی صفحہ نمبر 148۔

ہے جس کا قدیم نام "موسیٰ وال" ہے اس میں ایک بزرگ کامل حضرت دیوان چاولی مشائخ المعروف باباحاجی شیرؒ کامزار فیض آثار ہے۔ اُن کے بارے میں کہاجاتا ہے کہ وہ ایک غیر مسلم راجپوت خاندان کے چشم و چراغ تھے اور اوائل عمری میں مشرف بہ اسلام ہوگئے تھے۔ غیر مسلم اقربا کو آپ کا مسلمان ہونا سخت ناگوار گزرا اور انہوں نے موقع پاکر آپ کو شہید کر دیا۔

اس خون ناحق کے بعد اس گاؤں کا نام "کھوٹوال" اور کھٹوال پڑ گیا جس کو فارسی املا میں کہوتوال اور کہتوال لکھا جاتا ہے۔ [تصویر نمبر 17] اس قصبہ میں ایک مسجد چار یار اور گرونانک صاحب کی بیٹھک ہے جس پر دومنزلہ پختہ عمارت تعمیر شدہ ہے۔ اس عمارت کے قریب ایک کنواں ہے جو حضرت بابا صاحبؒ کے چلہ معکوس سے منسوب ہے اور اِسی موقع پر ایک مسقف کمرہ میں حضرت باباصاحبؒ کے فرزند حضرت شیخ نصر اللہؒ کا مزار شریف ہے۔

بیشتر تذکرہ نگاروں نے کہتوال یعنی کھٹوال کو حضرت باباصاحبؒ کا مولد و مسکن تحریر کیا ہے مگر عصر حاضر کے ملفوظات نگاروں نے ملتان سے دس کلومیٹر کے فاصلہ پر بُدھلہ سنت روڈ پر واقع ایک گاؤں "کوٹھے والا" کو حضرت باباصاحبؒ کا جدی مستقر قرار دیا ہے۔

حضرت علامہ اخلاق حسین دہلوی مرحوم بڑے وثوق سے بُدھلہ سنت روڈ پر واقع کوٹھے والا کو حضرت باباصاحبؒ کا مقام پیدائش و جدی مستقر کہا کرتے تھے۔ وہ اپنی بات تسلیم کرانے پر بڑی شد و مد سے کام لیتے اور اختلاف رائے پر سخت ناراض ہو جاتے تھے۔ محکمہ مال کے کاغذات میں اس گاؤں کوٹھے والا کی وجہ تسمیہ حسب ذیل ہے۔

> "آبادی گاؤں چاہ کوٹھے والہ المعروف وستی والہ پر نمبر 143 خسرہ بنا کر گاؤں کو آباد کیا اور چونکہ قبل آبادی اس گاؤں کے رقبہ ہٰذا کے ایک فقیر نے بصورت خدمت گذاری خانقاہ جو اب گم نام ہے یک کوٹھہ برہائش خود بنایا ہوا تھا اس لئے وقت آبادی سے نام گاؤں کوٹھے والہ ہے۔" [100]

حضرت خواجہ گیسو دراز بندہ نوازؒ اپنی حیات مبارکہ میں دو مرتبہ پاک پتن شریف آئے اُن کا ایک ارشاد بھی حضرت باباصاحبؒ کے آبائی مسکن کی نشان دہی کرتا ہے انہوں نے فرمایا!

> "شیخ فرید الدین کے مقبرہ کی نگہداشت کے لئے جتنے وقف ہیں اُن میں ایک کھوٹیوال بھی ہے جس کو شیخ نے اپنے بھائیوں کے لئے چھوڑ دیا تھا"۔

یہ آٹھویں صدی ہجری میں فیروز شاہ تغلق کی نذر کردہ زرعی املاک کے بعد کا مشاہدہ ہے۔ وقف املاک باالعموم آستانہ ہائے مبارک کے قریب و جوار میں ہوتی ہیں کوٹھے والا ضلع ملتان میں ہے اور کھوٹیوال ضلع وہاڑی میں ہے اور نسبتاً پاک پتن شریف کے قریب ہے۔ تاریخ کے ایسے واقعات کی روشنی میں شیخ شیوخ العالم حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ کے مقام ولادت و آبائی مستقر کا فیصلہ قارئین خود کریں گے یہ مسئلہ ہماری فہم سے بالا تر ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

---

[100] بندوبست اراضی 1879 عیسوی، وجہ تسمیہ کوٹھے والہ۔

چند متفرق چلہ گاہیں

تحصیل سمندری ضلع فیصل آباد میں "پیراں دی وستی" [101] چنیوٹ میں دریائے چناب کے کنارے اور ضلع وہاڑی میں قصبہ لڈن کے قریب موضع غلام شاہؒ میں سید السادات حضرت عثمان مروندی المعروف حضرت شہباز قلندرؒ کی چلہ گاہیں زیارت گاہ خلق ہیں اور یہ بھی ممکن ہے کہ ان تینوں مقامات پر چار یار حضرات کرامؓ حسب معمول باہمی رفاقت سفر سے قیام فرما ہوئے ہوں۔ علاوہ ازیں پاکستان میں بہت سی چلہ گاہیں موجود ہیں مگر اُن کے محل و قوع معلوم نہیں ہو سکے اب ہم اٹاری سے چشتیہ راہدری کے ساتھ بھارت میں داخل ہونا چاہتے ہیں کیونکہ برصغیر خطہ دل پذیر ہے کہ۔ ع

چشتی نے جس زمیں پر پیغام حق سنایا

بختو چک ضلع امرتسر بھارت

ضلع امرتسر میں فتح آباد کے نزدیک ایک آبادی دیہہ کو بختو چک کہتے ہیں یا اس کے متشابہ کوئی اور نام ہے، اس میں حضرت بابا صاحبؒ کی چلہ گاہ ہے ۔ متحدہ ہندوستان میں اس چلہ گاہ کے نام مزروعہ اراضی وقف تھی اور زائرین اس مقام پر بیٹھنے والے خادموں کو نذرانے دیتے تھے۔

---

101 جوامع الکلم صفحہ نمبر 189۔ ترجمہ پروفیسر معین الدین دردائی۔

جالندھر

شیخ العالم حضرت بابا صاحبؒ کی ایک چلہ گاہ جالندھر شہر میں ہے اس کے احاطہ میں حضرت شیخ امام ناصر الدینؒ کا مزار شریف ہے کہا جاتا ہے کہ حضرت شیخ امام ناصر الدینؒ متقدمین مشائخ میں سے ہیں اور سن 200 ہجری میں یہاں تشریف لائے تھے۔

پاک وہند میں جہاں جہاں حضرت باباصاحبؒ کی چلہ گاہیں ہیں گزشتہ صدیوں میں اکثر بیشتر وہاں ان کی اولاد امجاد نے سکونت اختیار کی ہے۔ چنانچہ جالندھر میں حضرت شاہ زیرک چشتی فاروقیؒ اسی خاندان ذی شان کے ایک خدارسیدہ بزرگ رہا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ شاہ زیرکؒ سیر کرتے ہوئے جالندھر سے کیتھل آئے وہاں انہیں سر راہ ایک مرد وعورت نماز پڑھتے دکھائی دیئے تو وہ بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ

"دریں جا سکونت بہتر اَست کہ مرد و زن ہر دو نمازی اند"[102]

ترجمہ: یہ جگہ رہائش کے لئے بہتر ہے کیونکہ یہاں مرد وعورت دونوں نمازی ہیں۔

خاندان عالیہ سادات کرام قادریہ کی تشریف آوری سے پہلے آپ کیتھل شریف میں سکونت گزیں ہوئے اور اُس کے بعد آپ کے والد محترم حضرت شیخ تاج الدینؒ آپ کو تلاش کرتے کرتے جالندھر سے کیتھل آ گئے۔ جب انہوں نے دیکھا کہ اُن کے فرزند

---

[102] از مکتوبات حضرت شاہ کمال کیتھلی مموکہ حضرت سید محمود الحسن شاہ قبولہ شریف۔

عزیز کو یہی جگہ پسند ہے تو وہ اپنی دختر نیک اختر اور داماد حضرت شیخ بدرالدینؒ کے ہمراہ جالندھر سے ترک سکونت کر کے کیتھل آ گئے۔

اس خانوادہ چشتیہ فریدیہ کے مزارات کیتھل شریف سے چندانہ جانے والی راہ پر ہیں۔ ایک روضہ میں بجانب غرب حضرت شیخ تاج الدین چشتیؒ کا مزار ہے اور حضرت شاہ زیرکؒ کے برابر اُن کی ہمشیرہ صاحبہ اور خاوندش حضرت شیخ بدر الدینؒ کے مزارات عالیہ ہیں۔ ے

دربار شہنشہی سے خوشتر
مردانِ خدا کا آستانہ

ہوشیار پور

دریائے بیاس کے کنارے ضلع ہوشیار پور میں حضرت باباصاحبؒ کی ایک چلہ گاہ "بڈھابڑ" کے قریب ہے[103]۔ غیر منقسم ہندوستان کے وقت اس جگہ آپ کے عرس مبارک کی تقریبات ہوتی تھیں۔

دوسری جگہ بوہن پٹی میں ہے اس مقام پر آپ کا عرس مبارک بڑی شان و شوکت سے منایا جاتا ہے اور ایک بڑے میلا کا سماں ہوتا ہے[104]۔ بلا تفریق مذہب و ملت کثیر تعداد لوگ جمع ہوتے ہیں۔

---

103 انوار الفرید۔

104 افاغنہ ہوشیار پور۔

جھڑی بابا فریدؒ

ضلع ہوشیار پور کی ان دونوں چلہ گاہوں کے علاوہ ایک چلہ گاہ کو عرف عام میں ''جھڑی بابا صاحب'' کہتے ہیں۔ یہ مقام متبرک ہوشیار پور شہر سے شمال کی جانب ایک میل کے فاصلہ پر گھنے جنگل میں واقع ہے اور یہ ذخیرہ اشجار بہت زیادہ رقبہ پر پھیلا ہوا نہیں بلکہ ایک چھوٹا سا قطعہ زمین ہے جو مختلف اقسام کے درختوں سے سر سبز و شاداب ہے خلوت و عبادت کے لئے پُر سکون و راحت بخش جگہ ہے شیخ العالم حضرت بابا صاحبؒ کے روحانی فیوض و برکات سے معمور ہے اس پُر فضا مقام پر قیام پاکستان تک عُشاق فرید کسب فیض کرتے نظر آتے تھے حضرت شاہ نور جمال چشتیؒ جن کا مزار شریف ''جھڑی بابا فریدؒ'' کے نواح میں گلزار سیرن کے مقام پر ہے[105] اور ہوشیار پور سے سات میل کے فاصلہ پر کوہ شوالک میں ہے ان کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ ''جھڑی بابا صاحب'' کے مقام پر شیخ شیوخ العالم حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ کے دست مبارک پر بیعت ہوئے اور اُن کی خلافت سے سر فراز ہوئے۔

متاخرین بزرگوں میں ہوشیار پور کے حضرت حافظ کریم بخش چشتی صابریؒ (وصال 23 ذیقعد 1317ہجری) اکثر و بیشتر ''جھڑی بابا فرید'' میں مشغول عبادت رہتے تھے۔

موضع کاٹھاں تحصیل دوسوہہ ضلع ہوشیار پور کے ایک متمول و معزز ہندو

---

[105] مشائخ ہوشیار پور صفحہ نمبر 12، مرتبہ میاں عطاء اللہ ساگرد۔

راجپوت گھرانہ کے فرد عزیز خواجہ دیوان محمد چشتی صابریؒ (وفات 23رمضان المبارک 1359ہجری) مشرف باسلام ہو کر اسی چلہ گاہ موسومہ جھڑی بابا فریدؒ کے مقام پر حضرت حافظ کریم بخش کے دست بیعت ہوئے۔

لُدھیانہ

قصبہ پھلور ضلع لدھیانہ میں حضرت بابا صاحبؒ کی چلہ گاہ زیارت گاہ خلق ہے۔ فاضل محقق و مورخ پروفیسر محمد اسلم صاحب مرحوم (پنجاب یونیورسٹی لاہور) نے بچپن میں اپنی والدہ ماجدہ کے ہمراہ اس مقام پر حاضری دی تھی۔

بروایت صاحب جواہر فریدی 1033 ہجری شیخ المشائخ حضرت بدر الدین سلیمانؒ سجادہ نشین اول پاک پتن شریف کی اولاد امجاد سے حضرت شیخ معروفؒ کا خاندان لدھیانہ میں آباد تھا۔

بٹھنڈہ

تذکرۃ المشائخ میں مولوی محمد بخش چشتی نظامی لکھتے ہیں

"چلہ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ کا شہر بٹھنڈہ سے جانب مشرق مائل بجنوب اثناء راہ خانقاہ بابا رتن صاحب واقع ایک چھوٹے سے دروازہ کا چھوٹا سا چونا گچ مسقف کا حجرہ ہے اس کو چلہ بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ بولتے ہیں۔ شاید کسی زمانے میں اُس کان معرفت و گنج حقیقت نے یہاں چلہ کشی کی ہو۔ بقول شخصے"

تانباشد چیزے کے چیزے نگویند مردماں۔"[106]

فرید کوٹ کی وجہ تسمیہ

بھارتی پنجاب میں ایک سابقہ ریاست کا نام فرید کوٹ تھا۔اس کے حکمران شیخ شیوخ العالم حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ کا سالانہ عرس اپنی روایات ورسومات سے مناتے تھے اور تمام مذاہب کے پیروکار اس تقریب میں شرکت کرتے تھے تقسیم ہند کے بعد بھی اس اجتماع خلق میں کمی نہیں ہوئی اور مقررہ تاریخوں میں تین دن بڑے ثقافتی جلسے و جلوس ہوتے ہیں ان میں پنجاب کا تہذیبی رنگ نمایاں ہوتا ہے اور عرس کی بجائے ایک ثقافتی میلا یا تہوار کا نقشہ ہوتا ہے۔ ؎

چاہنے والوں نے میلہ سالگار کھاہے
تونے اس شہر کو دیوانہ بنار کھاہے

ملفوظات کی کتابوں میں مرقوم ہے کہ دور سیاحت و تبلیغ میں ایک مرتبہ حضرت بابا صاحبؒ راجہ موکل کی ریاست میں تشریف لے گئے ان ایام میں راجہ کے مشیر ووزیر وکارکن ایک قلعہ تعمیر کرا رہے تھے اور بہت سے راج ومزدور اس کام پر لگے ہوئے تھے۔

جب بابا صاحبؒ درویشانہ لباس میں ان کے قریب گزرے تو تعمیر کنند گان ان کے شناسانہ تھے انہوں نے آپ کو پکڑ لیا اور کہا کہ یہ فقیر لوگ تمام دن مفت کی

[106] تذکرہ المشائخ صفحہ نمبر 675, 676۔

کھاتے ہیں کام نہیں کرتے آج اس فقیر سے بیگار لی جائے۔

آوارگی کو دیکھ کر یوں بدگماں نہ ہو
آوارگی تو پھول کی خوشبو کا نام ہے

بہت سے لوگ سر پر گارے کے تسلے اٹھائے کام پر لگے ہوئے تھے راجہ کے کارکنوں نے آپ کے ہاتھوں میں گارے کا تسلہ تھما دیا اور سر پر اٹھانے کو کہا۔ جب آپ قلعے کی جانب روانہ ہوئے تو گارے کا تسلہ سر مبارک سے دو فٹ اونچا ہوا میں معلق جا رہا تھا اور حضرت بابا صاحبؒ اس کے نیچے چل رہے تھے۔

ہر بیشه گمان مبر که خالیست
شاید که پلنگ خفته باشد

یہ منظر دیکھ کر حیرت و استعجاب سے معماروں اور قلعہ داروں کی چیخیں نکل گئیں اور سب کے سب آپ کے گرد حلقہ باندھے ہاتھ جوڑے معافی کے طلب گار ہوئے۔ راجہ موکل اس حیرت انگیز واقعہ کی اطلاع ملتے ہی شاہی محل سے دوڑ کر آیا اور حضرت بابا صاحبؒ سے معافی کا خواستگار ہوا۔

شیخ العالم حضرت بابا صاحبؒ کریم الاخلاق و شمیم الاشفاق تھے۔ بڑی فراخدلی سے سب کو معاف کر دیا۔ راجہ موکل کو حضرت بابا صاحبؒ سے اس قدر عقیدت ہو گئی کہ اس نے آپ سے اجازت لے کر اپنے قلعہ کا نام موکل نگر کی بجائے فرید کوٹ رکھ دیا۔

فقیروں کے قدم لیتے ہیں سلطان
یہ ہے تاثیر نقش بوریائی

فرید کوٹ میں آج بھی تین مقامات زائرین کی توجہ کا مرکز اور بہت متبرک سمجھے جاتے ہیں۔[107]

1. قلعہ کے اندر زنانہ محلات میں وہ جگہ جہاں راجہ موکل نے اپنے ملازمین کی گستاخی پر معافی مانگی تھی۔
2. چلہ گاہ کا مقام جہاں آپؒ کے سر مبارک سے گارے کا تسلہ اتارا گیا اور آپ نے قریبی درخت سے گارے والے ہاتھ صاف کئے۔[108]
3. تیسری جگہ فرید کوٹ سے دو میل کے فاصلہ پر ہے جہاں آپؒ نے کچھ عرصہ قیام فرمایا تھا۔ یہ موقع لیرمال کے نام سے مشہور ہے۔

خراج تحسین

1973 عیسوی میں اسی فرید کوٹ میں بھارتی پنجاب کی حکومت اور عوام نے بڑے جوش و خروش سے شیخ الاسلام و المسلمین حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ کی یادوں کا جشن منایا اور ان کی انسان دوستی، بندہ نوازی، خوبی کردار و شیرینی گفتار کو زبردست خراج تحسین پیش کیا۔

اس موقع پر بابا فرید میموریل سوسائٹی کے سرپرست اعلیٰ گیانی ذیل سنگھ تھے جو بعد ازاں صدر بھارت منتخب ہوئے۔ انہوں نے فرید کوٹ میں دوران جلسہ بابا فرید

[107] پاکستان میں فارسی ادب تالیف ڈاکٹر ظہور الدین احمد۔

[108] چلہ گاہ فرید کوٹ، پنجاب، بھارت۔ Location: 30°40'16.24"N 74°45'17.49"E

میموریل ہسپتال، بابا فرید گرلز کالج قائم کرنے کا اعلان کیا اور فرید کوٹ ریلوے اسٹیشن کے علاوہ ایک اور ریلوے اسٹیشن کا نام فرید نگر رکھا۔ ؎

ترا نقش پا جو نہ مل سکا تری راہگذر کی زمیں سہی
ہمیں سجدہ کرنے سے کام ہے جو وہاں نہیں تو یہاں سہی

تقسیم ملک سے پہلے حضرت محمد غوث چشتی صابریؒ اس چلہ گاہ فرید کوٹ کے متولی تھے۔ 1933 عیسوی میں اور نیٹل کالج لاہور کے پروفیسر بلدیو سنگھ نے فرید کوٹ میں ان سے ملاقات کی تھی اور ان کے مخزونہ کتب سے استفادہ کیا۔

اردو زبان کے شاعر کنور مہندر سنگھ بیدی سحرؔ نے شیخ العالم حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ کی بارگاہ عالیہ میں اپنا نذرانہ عقیدت اس طرح پیش کیا ہے۔ [109]

اے فرید الدینؒ بابا اے مرے گنج شکرؒ
عالم الحاد تیرے خوف سے زیر وزبر
تو نے بخشا اک جہاں کو بادۂ عرفاں کا نور
زہد کا اخلاص کا تسلیم کا ایماں کا نور
راہ حق سے اور حق سے تھی شناسائی تری
اس لئے ہوتی ہے ہر دل میں پذیرائی تری
ٹوٹ سکتا ہے نظام انجم و شمس و قمر

[109] ماہنامہ منادی دہلی بابا فریدؒ۔

اور مٹ سکتے ہیں دنیا سے یہ دشت و بحر و بر
لیکن اے گنج شکرؒ تو زندہ و پائندہ ہے
کل بھی تابندہ رہے گا آج بھی تابندہ ہے

سرسہ

ازمنہ وسطیٰ سے سرسہ ہندوستان کا مشہور شہر ہے۔ اور دہلی سے اجودھن (موجودہ پاک پتن شریف) جانے والی قدیم شاہراہ پر واقع ہے۔ سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الٰہیؒ بالعموم دہلی سے براہ ہانسی، سرسہ، ابوہر سفر کرتے ہوئے پاک پتن شریف حاضر ہوتے تھے۔

ایک مستند روایت کی رو سے شیخ العالم حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ 621ہجری سے لے کر 633ہجری تک بارہ سال کا عرصہ ہانسی میں رونق افروز رہے اور سرسہ ہانسی سے ساٹھ میل کی مسافت پر ہے اس بارہ سالہ عرصہ میں حضرت بابا صاحبؒ متعدد بار بسلسلہ تبلیغ اسلام ہانسی سے سرسہ تشریف لائے اس شہر میں آپ کی چلہ گاہ اسی دور سیاحت و تبلیغ کی یادگار ہے۔ اور اس مقام خلوت کے قریب گرونانک صاحب کی چلہ گاہ بھی ہے۔

صاحب انوار الفرید لکھتے ہیں کہ سرسہ میں حضرت بابا صاحبؒ نے تمہید المتہدی، کے مصنف حضرت عبدالشکور سالمیؒ کا مسمار شدہ عدم پتہ مزار اپنے نور بصیرت سے معلوم کر کے از سر نو تعمیر کرایا تھا جو موجودہ زمانے میں اخباری ذرائع کے مطابق بھارت میں بعض ناعاقبت اندیشوں نے اس مزار شریف کو ایک بار پھر بے نام و نشاں کر

دیا ہے۔

ہانسی

سلاطین اسلام کے عہد میں ہانسی شریف ایک بارونق شہر و مضبوط قلعہ تھا اور عساکر اسلام کا فوجی مرکز تھا۔ شیخ العالم حضرت بابا صاحبؒ کے خلیفہ مجاز حضرت شیخ جمال الدین ہانسویؒ اس شہر میں سکونت رکھتے تھے۔ بابا صاحبؒ نے دہلی میں 621 ہجری میں شادی و مناکحت کے بعد ہانسی میں رہائش اختیار کر لی تھی اور ہانسی شریف آپ کے فرزندان گرامی کا مقام پیدائش ہے۔

حضرت مولانا شہاب الدین گنج عِلمؒ کی پیدائش کے دن اِس شہر میں کسی شخص نے حضرت بابا صاحبؒ کو شیخ الشیوخ حضرت شہاب الدین سہروردیؒ کی تصنیف لطیف ''عوارف المعارف'' کا نسخہ تحفتاً پیش کیا تھا۔ اِس لیے آپ نے مصنف عوارف المعارف کے اِسم مبارک پر اپنے فرزند سعید کا نام شہاب الدین رکھا جو اپنی علمی استعداد و قابلیت کے باعث ''گنج عِلم'' کے لقب سے مشہور ہوئے۔

بعد ازاں یہ نسخہ عوارف حضرت بابا صاحبؒ نے حضرت شیخ جمال الدین ہانسویؒ کو مرحمت فرمایا تھا جو ایک سو سال بعد اُن کے پڑپوتے حضرت شیخ نورالدینؒ کے پاس موجود تھا۔

دہلی

ایک تاریخی تجزیہ کی رُو سے حضرت بابا صاحبؒ نے اپنے پیر و مرشد والا

مرتبت، قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی چشتیؒ کی خدمت اَقدس میں بمقام دہلی بائیس سال زانوئے ادب و نیاز تلمز کئے۔ اس مدت قیام وکسب فیض کے دوران باباصاحبؒ زہد عبادت کے ساتھ ساتھ رشد وہدایت میں بھی سرگرم عمل رہے او ر آپ کی تبلیغی سرگرمیوں سے دہلی اور اس کا گردونواح نور اسلام سے منور ہوتا رہا۔ ؎

شاہے کہ بعالم علم فقر افراخت

از ہر دو جہاں بگوشہ عزلت ساخت

در راہِ خدا ست رہنما قطب الدیں

چوں قطب کہ میتواں از و قبلہ شاخت

احیائے ملت کی قابل قدر خدمات کے پیش نظر شیخ محترم قطب الاقطابؒ نے بابا صاحبؒ کو اپنی خانقاہ میں یومیہ حاضری سے مُسْتَثنیٰ کر دیا تھا اور بابا صاحبؒ دو ہفتے بعد[110] قطب الاقطاب کی بارگاہ میں حاضر ہو کر ہفتہ گذشتہ و پیوستہ کے احوال و کوائف عرض کرتے اور آئندہ کے لیے مزید ہدایات و احکامات وصول کر کے اشاعت دین متین کی خاطر دور دراز کے سفر اختیار کرتے۔ بدایوں، گنورہ، ردولی، پالہی مو، فرید پور اور دوسرے بہت سے مقامات پر بسلسلہ تبلیغ اسلام آپ کا ورُود و قیام ایک حقیقت مسلمہ ہے۔ ؎

کہے دیتی ہے شوخی نقش پا کی

ابھی اِس راہ سے کوئی گیا ہے

دارالحکومت دہلی میں تالیف قلوب کا یہ عالم تھا کہ مشتاقان دید نے آپ کا راہ

---

[110] سیر الاولیاء

چلنا دُشوار کر دیا تھا۔ اِس شہر میں عُشاق فرید کا ایک واقعہ اِس طرح بیان کیا جاتا ہے۔

"درآنچه شیخ دردہلی بودچوں به نماز جمعه رفتی پیش ازوقت رواں شدی تامزحمت خلق کم ترباشت۔ خلق ہمچناں پیش آمدن ودست می بوسیدندتاازخلق یل حلقه شدی شیخ ازاں حلقه بگذشتی خلق دیگر پیش می آمدند باز حلقه شدی۔"[111]

ترجمہ: "جس زمانے میں شیخ دہلی میں تھے جب وہ نماز جمعہ کے لئے جاتے تو وقت سے پہلے روانہ ہو جاتے تا کہ خلقت کی بھیڑ کی وجہ سے راستے میں مزحمت نہ ہو۔ خلقت اِسی طرح آگے بڑھتی اور اُن کے ہاتھ چومتی کہ لوگوں کا ایک حلقہ بن جاتا۔ جس کے بیچ میں شیخ ہوتے۔ اس حلقے سے نکلتے تو خلقت کا ایک اور ہجوم آگے آ جاتا اور اُن کا ایک اور حلقہ بن جاتا یہ سلسلہ اِسی طرح جاری رہتا۔"

جب بھی ہوتا ہے مجھے آپ کے آنے کا گماں
دور تک اپنی نگاہوں کو بچھا دیتا ہوں

سلطان شمس الدین التمش کے دور حکومت کی دہلی کا منڈہ دروازہ بزرگان کی سکونت و قیام کے مشرف رہا ہے۔ اس دروازہ کے ایک برج میں شیخ شیوخ العالم حضرت

[111] فوائد الفواد جلد چہارم مجلس نمبر 21۔

بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ کا حجرہ عبادت تھا اور اُسی دروازہ کے ملحق بابا صاحبؒ کے برادر خُورد حضرت شیخ نجیب الدین متوکلؒ ستر سال تک رہائش پذیر رہے۔[112]

سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الٰہیؒ جب بدایوں سے دہلی آئے تو انہوں نے بھی اِسی محلہ میں سکونت اختیار کی۔

بروایت صاحب سیر الاولیاء "روضہ حضرت شیخ نجیب الدینؒ بیرون دروازہ "منڈہ" ہے[113]۔ موجود زمانے میں اِس محلہ کو "ادھ چنی" کہتے ہیں۔ جو بجے منڈل کے قریب ہے[114] اور صفدر جنگ ہسپتال سے مہرولی شریف جانے والی سڑک پر دائیں جانب ہے۔ اس مقام پر حضرت شیخ نجیب الدین متوکلؒ کے علاوہ اُن کے تین فرزندان گرامی اور حضرت بی بی فاطمہ دختر نیک اختر حضرت بابا صاحبؒ اور حضرت بی بی زلیخا والدہ ماجدہؒ حضرت سلطان المشائخ کے مزارات ہیں۔[115]

"واقعات دارالحکومت دہلی" کے مصنف بشیر الدین احمد نے 1337 ہجری میں لکھا ہے

"لاٹ سے چلتے ہی پہلے حضرت قطب صاحب (یعنی قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی چشتیؒ) کے چلے کا

---

112 سیر الاولیاء

113 سیر الاولیاء فارسی صفحہ نمبر 203۔

114 اخبارالخیار میں بجی منڈل لکھا ہوا ہے اور یہ عمارت سلطان عادل نے بنوائی تھی۔

115 اخبارالاخیار

متبرک مکان ملتا ہے جو بالکل سڑک کے کنارے داہنی طرف ہے اور لاڈو سرائے بائیں طرف۔ یہ ایک لداوی چھتے نما مکان ہے۔ تین در کا 25x8 فٹ بلندی محراب 6 فٹ تین حجرے الگ الگ ہیں۔ پہلا حجرہ حضرت بابا صاحب فرید الدین گنج شکرؒ کا چلہ ہے دوسرا حضرت قطب صاحبؒ کا اور تیسرا خالی ہے۔ چلہ شریف کے سامنے کا صحن 40 فٹ مربع ہے۔ شمال کی جانب مسجد کا ایک چبوترا ہے۔ تین درخت نیم کے ہیں حضرت قطب صاحبؒ کے در میں آہنی سلاخیں لگا دی گئی ہیں۔ اِس احاطے کے دو دروازے ہیں شمال میں ایک دوسرا جنوب میں۔ دونوں کو لوہے کی سلاخیں لگی ہوئی ہیں۔ احاطے کی دیوار 11 فٹ بلند ہے۔

مولانا سید مسلم نظامی لکھتے ہیں:

"دہلی دروازہ مندھ (منڈہ) کے قریب حضرت بابا صاحبؒ کا چلہ (حجرہ عبادت) موجود ہے۔ تقسیم ہند کے بعد زائرین میں سے کسی صاحب نے اس مکان کی نشاندہی نہیں کی۔ اگر تا حال یہ جگہ محفوظ ہے تو سبحان اللہ یہ عظیم البرکت جگہ قابل زیارت ہے۔ دہلی میں حضرت قطب الاقطابؒ کے مزار پُر انوار کے قریب اور حضرت عبدالعزیز بسطامیؒ کے مزار کے غرب میں بھی بابا

صاحبؒ کے چلہ کی محراب اب تک قائم ہے۔" [116]

دہلی کی ایک مسجد شریف کی صف اول میں خواجہ خواجگان غریب نواز حضرت خواجہ سید معین الدین حسن چشتیؒ اور قطب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی چشتیؒ اور شیخ العالم حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ کے نماز پڑھنے کی جگہ منقوش ہے اور اس کے بارے میں ایک کتاب موسومہ "مرقع دہلی" سن تالیف 1151ہجری میں مرقوم ہے:

"ایک مسجد الاولیاء ہے جس کی بنیاد قطب العارفین خواجہ معین الدین چشتیؒ نے اپنے دست مبارک سے رکھی تھی۔ آج بھی جو شخص وہاں نماز پڑھنے کی سعادت حاصل کرتا ہے اُس کو عبادت کی صحیح لذت محسوس ہوتی ہے۔"

پانچویں صدی کے آخری عشرہ میں سلطان معزالدین محمد غوری کے سپہ سالار قطب الدین ایبک نے بدایوں فتح کرکے سلطنت دہلی میں شامل کر لیا تھا۔ اِس فتح و نصرت کے بعد عساکر اسلام کے ساتھ بڑے بڑے علماو مشائخ بدایوں میں سکونت پذیر ہو گئے جن میں شیخ العالم حضرت بابا صاحبؒ کے برادر بزرگ حضرت شیخ عزالدین محمود کا نام نامی بھی آتا ہے [117]۔ شیخ العالم حضرت بابا صاحبؒ اور اُن کے برادر خُورد حضرت شیخ نجیب الدین متوکلؒ اُن سے ملنے کے لئے بدایوں جاتے تھے۔

116 انوارالفرید صفحہ نمبر 453۔

117 سیر الاولیاء صفحہ نمبر 296۔ سلطان الشائخ فرماتے تھے کہ شیخ نجیب الدین متوکلؒ کے ایک بھائی بدایو میں رہتے تھے۔

جھونکے باد بہادی کے جدھر جاتے ہیں
پھول تو پھول ہیں کانٹے بھی کھلے جاتے ہیں

بدایوں میں باباصاحبؒ کا حلقہ مریدین و معتقدین بھی تھا جن میں ایک مرید کا نام عوض تھا اُنہیں دوران سفر جب کہیں راہزنوں یا درندوں کا خطرہ پیدا ہوتا تو وہ نعرہ مارتے کہ

"اے پیر حاضر باش و اے پیر مادرپناہ تو میر ویم۔"[118]

ترجمہ:۔ "یا شیخ تشریف لایئے، یا شیخ ہم آپ کی پناہ میں جارہے ہیں۔"

بعض حضرات دوران سفر آج بھی یہ شعر پڑھا کرتے ہیں:

الٰہی بحق شکر گنج شاہ
نگہدار مارا ز دُزدان راہ

حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الٰہیؒ فرماتے ہیں:

"ایک بار ہمارے خواجہ یعنی شیخ الاسلام فرید الدینؒ کی خدمت سے ایک مرید سفر کعبہ کی نیت سے روانہ ہو رہا تھا۔ خواجہ نے اُس سے فرمایا! اگر تمہیں کوئی دشواری پیش آئے تو ہمیں یاد کرنا۔ یہ شخص آداب بجالا کر چلا گیا۔ اسے شیخ کی وہ بات ہر وقت یاد رہتی

[118] سیر الاولیاء صفحہ نمبر 110۔

تھی۔"[119]

کبھی جو تنہائی منزل سے میں گھبراتا ہوں
اس کی آواز یہ آتی ہے کہ میں آتا ہوں

شیخو پور بدایوں کے کثیر التصانیف بزرگ حضرت وحید احمد مسعودؒ لکھتے ہیں:

"شیخو پور اور اجھیائی ضلع بدایوں کے درمیان سڑک کے کنارے ایک گاؤں گنورہ ہے۔ وہاں فقراء کے لئے شاہی زمانہ کی معافی دوام ہے جو باباصاحبؒ کے نام کی ہے، شہرت یہ ہے کہ یہاں چلہ کیا تھا اسی گاؤں کی اسی زمانہ میں کسی نے زمین معافی کے طور پر لکھ دی تھی۔ قصبہ فرید پور ضلع بریلی میں تحصیل کی عمارت کے قریب یاد گار کے طور پر ایک دیوار باقی ہے اور مشہور ہے کہ یہاں باباصاحبؒ نے چلہ کیا تھا"۔ واللہ علم بالصواب

بریلی کا گزٹیئر بتاتا ہے کہ فرید پور کا نام یا بابا فرید کے نام پر رکھا گیا ہے یا روہیلوں کے گورنر فرید الدین کے نام پر ہے۔ واللہ علم بالصواب۔ اسی طرح مختلف مقامات پر حضرت کے چلوں کی روایت ہے۔ لاہور کچہری کے مغربی ٹیلے پر جائے اعتکاف ہے مگر اب اس کے ارد گرد سنٹرل کالج وغیرہ کی عمارتیں بن گئی ہیں اور یہ بھی مشہور ہے کہ کشمیر، مالوہ اور رنگون میں بھی تشریف لے گئے تھے۔[120]

---

[119] قوام العقائد صفحہ نمبر 77۔

[120] سوانح حیات حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ صفحہ نمبر 87، مرتبہ حضرت وحید احمد مسعود فریدیؒ۔

نارنول

ریاست پٹیالہ کے شہر نارنول کے محلہ شیخوپورہ میں حضرت باباصاحبؒ کی چلہ گاہ ہے [121] اور اس کے صحن میں نیم کا ایک درخت ہے جس کے بارے میں روایت عام ہے۔ کہ حضرت باباصاحبؒ نے اس جگہ اپنے دست مبارک سے نیم کی مسواک گاڑھ دی تھی جو پھوٹ کر درخت بن گئی اور اب تک موجود ہے۔ اس شہر کے باہر دو میل کے فاصلے پر ایک اور چلہ گاہ ہے جس پر پتھریلی اینٹوں سے بارہ دری بنی ہوئی ہے۔

ریواڑی

ریواڑی کے قریب ایک چلہ گاہ ہے [122]۔ یعنی ریواڑی سے بجانب پٹودی سفر کرتے ہوئے ریلوے لائن کی بائیں جانب چلہ گاہ نظر آتی ہے۔

مسجد چھتہ سہارن پور

سہارن پور میں مسجد چھتہ حضرت باباصاحبؒ کی چلہ گاہ پر تعمیر شدہ ہے۔ رحمانی باباسکنہ بامہ بالا ضلع اوکاڑہ دوران زیارت مقامات مقدسہ 1982 عیسوی میں اس مسجد شریف میں پنجگانہ نماز ادا کرتے رہے اور انہوں نے مسجد شریف کی وجہ تسمیہ معلوم کی تھیں۔

---

[121] انوار الفرید مرتبہ حضرت مولانا سید مسلم نظامی بیت الفرید پاک پتن شریف۔

[122] انوار الفرید مرتبہ حضرت مولانا سید مسلم نظامی بیت الفرید پاک پتن شریف۔

گرڑ شریف

گرڑ شریف میں بھی ایک چلہ گاہ بیان کی جاتی ہے۔[123]

پرتاپ گڑھ

پرتاپ گڑھ متحدہ ہندوستان کے وقت ایک ریاست تھی اور اسی نام سے ایک شہر بھی ہے جو ظاہر ہے اس ریاست کی راج دھانی تھا۔ پرتاپ گڑھ شہر کے باہر ایک تالاب ہے اس کے کنارے حضرت شاہ مدارؒ کا مزار ہے۔ حکیم عبدالرزاق صاحب مرحوم سکنہ ٹنڈو آدم فرماتے تھے کہ حضرت شاہ مدارؒ کے مزار کے قریب حضرت بابا صاحبؒ کی چلہ گاہ مرجع خلق ہے۔ حکیم صاحب مرحوم اس کی زیارت سے شرف اندوز ہوئے تھے۔

رام پور

قصبہ رام پور ضلع مندسور صوبہ مدھیہ پردیش (بھارت) میں شہر سے باہر ایک فرلانگ کے فاصلہ پر پہاڑ کے دامن میں حضرت بابا صاحبؒ کی چلہ گاہ ہے۔ اس کے قریب املی کا ایک درخت ہے اور ساتھ ہی ایک چشمہ آب ہے۔ وہاں چھالیہ کی مانند پتھر کے ٹکڑے پائے جاتے ہیں اور مقامی لوگ اس چھالیہ نما پتھر کے ٹکڑوں کو حضرت بابا صاحبؒ کی ایک کرامت کا ظہور بتاتے ہیں اور انہیں تلاش کر کے تبرکاً اٹھالاتے ہیں

---

123 انوار الفرید مرتبہ حضرت مولانا سید مسلم نظامی بیت الفرید پاک پتن شریف۔

بعض لوگوں کی رائے میں اس پتھر کی چھالیہ کو گھسا کر پلانے سے گردوں کی پتھری خارج ہو جاتی ہے حکیم عبدالرزاق صاحب مرحوم نے یہ معلومات فراہم کی تھیں اور پاک پتن شریف میں عرس مبارک کے موقع پر پتھر کی ایک چھالیہ ان کے پاس تھی۔

مانک پور

بروایت عزیز عبدالہادی فاروقی حال مقیم نارتھ ناظم آباد کراچی بمقام مانک پور ضلع پرتاپ گڑھ۔ یو۔پی۔ انڈیا میں حضرت بابا صاحبؒ کی ایک چلہ گاہ زیارت گاہ خلق ہے۔

حضرت معاذ بن جبلؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا
''بلندی درجات والے اعمال یہ ہیں: سلام عام کرنا، کھانا کھلانا اور
جب لوگ سو رہے ہوں تو نماز تہجد پڑھنا۔''[124]

اِس فرمان رسالت مآب ﷺ کی روشنی میں اگر مشائخ چشت رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے حسنات کار کا مطالعہ کیا جائے تو پابندی صوم و صلوۃ و پاسداری شریعت کے بعد یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ تبلیغ اسلام ان کا نصب العین اور لوگوں کو کھانا کھلانا ان کا معمول حیات تھا۔ خواجہ خواجگان غریب نواز حضرت خواجہ سید معین الدین چشتی اجمیریؒ کے وارث نعمت اور قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی چشتیؒ کے قائم مقام شیخ شیوخ العالم حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ کی تبلیغی خدمات آپ

[124] مشکوٰۃ المصابیح حدیث نمبر 726,748۔

زر سے لکھے جانے کے قابل ہیں اور ان کی فیاضی طبع کا یہ عالم تھا کہ ہر نووارد و مسافر سے فرمایا کرتے تھے کہ پہلے کھانا کھالو باتیں بعد میں ہوں گی صاحب سیر الاولیاء لکھتے ہیں کہ

> "اس کے باوجود کہ لوگوں کی آمد ورفت کی کوئی حد نہ تھی پھر بھی آپ کے گھر کا دروازہ تقریباً آدھی رات تک کھلا رہتا اور خدا کے فضل و کرم سے کھانا ہر وقت تیار رہتا۔ ہر آنے جانے والا کھانا کھاتا کوئی شخص آپ کی خدمت میں آتا جو چیز بھی اس کی مقدر ہوتی حاصل کرتا۔"[125]

قصبہ برودہ صوبہ مالوہ

شیخ العالم حضرت باباصاحبؒ کی عدیم النظیر تبلیغ کے آثار پورے برصغیر پر محیط ہیں۔ تاریخ ملفوظات سے عیاں ہوتا ہے کہ حضرت باباصاحبؒ بسلسلہ تبلیغ مالوہ میں اس وقت تشریف لے گئے تھے جب وہ ہندو راجاؤں کے زیر اقتدار تھا۔ بعد ازاں مالوہ اور اجین سلطان شمس الدین التمش نے اپنی وفات سے دو سال قبل فتح کر کے سلطنت دہلی میں شامل کر لئے تھے۔ حضرت مولانا محمد اکرم صابریؒ لکھتے ہیں:

> **"وقتے حضرت گنج شکر قدس سرهٔ جانب دیار مالوه مسافر بودند، روزے زیر درخت بره که بر سر تالاب قصبه برودہ من اعمال پر گنه منجو راست نشسته بود که غبارے به شدت از جانبے برخاست و باد تندورزید چنا نکه اکثر درختها از بیخ بر کنده شد**

[125] سیر الاولیاء

ندزیر درختے کہ آں حضرت نشستہ بود بالائے سر مبارک شاخ عظیم بودآں شاخ از غلبہ باد بشکست وازتنہ آں درخت جدا گردید چوں صدائے شکستن برسمع مبارک رسید چشم بالا کرد بمجرد کہ نگاہِ آنحضرت براں شاخے شکستہ افتاد ہمانجادر ہوا بماندو فرونیفتاد وتا حال آں شاخ ازتنہ آں درخت جداشدہ سرسبز وشاداب است چنانکہ بود۔ حال آنکہ برآں درخت پیوستہ نیست"۔[126]

ترجمہ: "ایک بار حضرت بابا فرید گنج شکرؒ دیار مالوہ کی جانب سفر کرتے ہوئے برسر تالاب برگد کے درخت کے نیچے بیٹھے ہوئے تھے جو قصبہ برودہ پرگنہ منجور میں واقع ہے کہ ایک جانب سے بڑے زور کی آندھی آئی اور تندو تیز ہوا سے اکثر درخت جڑ سے اکھڑنے لگے۔ آنحضرت جس درخت کے نیچے بیٹھے ہوئے تھے۔ سر مبارک کے اوپر ہوا کی شدت سے ایک بڑی شاخ ٹوٹ کر علیحدہ ہوگئی۔ جب شاخ ٹوٹنے کی آواز آئی تو آپ نے اس شاخ شکستہ کی طرف دیکھا وہ ہوا میں معلق ہو کر رہ گئی۔ اور نیچے نہ گری۔ تاحال اس درخت کی کٹی ہوئی شاخ سرسبز و شاداب ہے مگر اس درخت سے پیوستہ نہیں ہے"۔

حضرت بابا صاحبؒ کے وصال کے بعد چشتی بزرگوں نے اس مرکز تبلیغ کو

[126] اقتباس الانوار صفحہ نمبر 171۔

فراموش نہیں کیا۔ اور سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الہیؒ نے شیخ العالم حضرت بابا صاحبؒ کے ایک پڑپوتے حضرت شیخ کمال الدینؒ کو عطائے خلافت کے بعد مالوہ میں تبلیغ اسلام کے لیے دہلی سے روانہ کیا۔ ؎

اس جگہ تک مرے سجدوں کے مقامات گئے
جس جگہ تک ترے قدموں کے نشانات گئے

حضرت شیخ کمال الدین معرفت، مشیخت، کشف و کرامت و فضیلت اور فراست کے اوصاف سے متصف تھے[127]۔ صوبہ مالوہ کے شہر دھار میں سکونت پذیر ہوئے۔ ان کے وصال کے بعد مالوہ اور دھار پر سلاطین دکن غوری و خلجی کی حکومت قائم ہوئی۔ تو سلطان محمود بن ناصر الدین خلجی نے ان کا روضہ تعمیر کرایا اور زائرین کے لیے عمارات بنوائیں۔ باوثوق ذرائع سے معلوم ہوا کہ اس شہر اور خانقاہ میں آج بھی حضرت شیخ کمال الدینؒ کی اولاد موجود ہے۔

قصبہ دھیردن، تحصیل لونکالانسر، ضلع بیکانیر

دھیردن ، تحصیل لونکالانسر (Lunkaransar) بھارتی ریاست راجستھان کے ضلع بیکانیر کا ایک قصبہ ہے[128] اور یہ جگہ حضرت بابا فرید گنج شکرؒ کے چلہ گاہ کی وجہ سے مشہور ہے۔

---

127 گلزار ابرار سن تالیف 1014ہجری مرتبہ محمد غوثی شطاری۔

128 Location: 28°34'22.1"N, 73°58'35.9"E

پوہارا، تحصیل امراوتی، مہاراشٹر

پوہارا گاؤں مہاراشٹر، ہندوستان کے امراوتی ضلع کی تحصیل امراوتی میں واقع ہے[129] اور یہاں پر حضرت بابا فرید گنج شکرؒ کی چلہ گاہ اب بھی موجود ہے۔

پتھاڑی پھٹہ، ناشیک، مہاراشٹر

پتھاڑی پھٹہ(Pathardi Phata)،ناشیک، مہاراشٹر میں بھی ایک درگاہ بابا فرید گنج شکرؒ ہے۔[130]

گِرَد، تحصیل سمندر پور، مہاراشٹر

قصبہ گرد(Girad)، تحصیل سمندر پور، مہاراشٹر میں حضرت بابا فرید گنج شکرؒ کی چلہ گاہ ہے۔[تصویر نمبر 18] مشہور ہے کہ حضرت بابا صاحبؒ نے یہاں پر چلہ معکوس ادا کیا تھا۔[131]

کمل وادی، مہاراشٹر

کمل وادی (Kumalwadi)، مہاراشٹر میں بھی حضرت بابا فرید گنج شکرؒ کی چلہ گاہ

---

[129] Location: 20°53'32.6"N, 77°52'43.3"E

[130] Location: 19°56'31.2"N 73°46'45.6"E

[131] Location: 20°39'33.8"N 79°06'17.7"E

موجود ہے۔[132]

وزرا، مہاراشٹر

گاؤں وزرا (Wazra)، مہاراشٹر میں پہاڑوں کے اندر حضرت بابا فرید گنج شکرؒ کی چلہ گاہ ہے[133] [تصویر نمبر 19] اس چلہ گاہ کے قریب ایک قدرتی خوبصورت آبشار بھی ہے

رام پورہ، مدھیہ پردیش

رام پورہ (Rampura)، مدھیہ پردیش میں حضرت بابا فرید گنج شکرؒ کی چلہ گاہ کے آثار ہیں۔[134]

نندپور، مدھیہ پردیش

نندپور (Nandpur)، مدھیہ پردیش میں حضرت بابا فرید گنج شکرؒ کی چلہ گاہ کے آثار ہیں۔[135]

---

[132] Location: 18°15'49.91"N 75°59'30.19"E

[133] Location: 19°48'08.6"N 77°58'03.1"E

[134] Location: 24°28'13.21"N 75°26'32.38"E

[135] Location: 21°35'42.22"N 78°31'44.03"E

سُکتارا بمہندیہی، تحصیل سیونی، مدھیہ پردیش

سُکتارا بمہندیہی (Suktarabamhandehi Ryt.) تحصیل سیونی، مدھیہ پردیش میں حضرت بابا فرید گنج شکرؒ کی چلہ گاہ کے آثار ہیں۔ [136] [تصویر نمبر 20]

بشن پورہ، بہار، بھارت

بیشن پورہ (Bishunpura)، تحصیل بہتا، ضلع پٹنا، بہار میں حضرت بابا فرید گنج شکرؒ کی چلہ گاہ کے آثار ہیں۔ [137] [تصویر نمبر 21]

لچھوہہ بھرت پور

ہندوستان کی ایک سابقہ ریاست بھرت پور کے شہر بھیانا کے مشرق میں اور آگرہ کے مغرب میں لچھوہہ نام کا ایک گاؤں ہے۔ وہاں حضرت باباصاحبؒ کے قیام گاہ کے نزدیک ایک کنواں ہے جو آپ کی ذات باصفات سے منسوب ہے۔[تصویر نمبر 22] اور اس کا پانی تبرکاً استعمال کیا جاتا ہے۔ اس کنویں کے ملحق اراضی حضرت شیخ سلیم چشتیؒ (فتح پور سکری) کے سجادہ نشینان کرام کی ملکیت تھی۔ جو ہندوستان کی زرعی اصلاحات کی زد میں آگئی۔

بھرت پور کے چند معززین نے حضرت باباصاحبؒ کے عرس مبارک پر پاک

[136] Location: 22° 4'27.95"N 79°35'17.79"E

[137] Location: 25°34'15.28"N 84°54'51.86"E

پتن شریف میں راقم حروف سے کہا کہ اس کنویں کے پانی سے صحت یابی امراض کے لئے غسل کیا جاتا ہے۔ اور ایک محیر العقول بات یہ ہے کہ اگر کوئی جنبی یعنی ناپاک جسم والا آدمی اس پانی سے غسل کرلے تو اس کنویں میں کیڑے پڑ جاتے ہیں اور اس کا پانی نہانے کے قابل نہیں رہتا۔ پھر اس کا مداوا اس طرح کیا جاتا ہے کہ سوا سیر شکر پر حضرت بابا صاحبؒ کے لئے ایصال ثواب کرتے ہیں اور شکر کو کنویں میں ڈال دیتے ہیں۔ اس سے کنویں کا پانی شفاف اور قابل استعمال ہو جاتا ہے۔ ہندو اور مسلمان یکساں طور پر استفادہ کرتے ہیں۔

کیج شریف ضلع بیڑ حیدر آباد دکن

تعلق دور میں حضرت مولانا برہان الدین غریبؒ کی سربراہی میں مشائخ چشت کا ایک قافلہ اشاعت اسلام کی خاطر دہلی سے سات سو میل کا سفر کر کے بمقام دیوگیر موسومہ دولت آباد وارد ہوا اور دیوگیر کو مشرف بدولت آباد کرنے سے پہلے حضرت بابا صاحبؒ کے پوتے حضرت شیخ عزیز الدین شہید ابن حضرت شیخ صدر الدین یعقوبؒ دہلی سے اور شیخ العالم حضرت بابا صاحبؒ کے پڑپوتے حضرت شیخ احمد بن حضرت شیخ بابا تاج الدین سرور شہیدؒ چشتیاں شریف سے بجانب دکن دیوگیر تشریف لے گئے تھے اور حضرت بابا صاحبؒ کی اولاد امجاد سے قاضی الاولیاء حضرت شیخ قاضی مہذب الدین فاروقیؒ کیج شریف ضلع بیڑ (حیدر آباد دکن) میں حضرت بابا صاحبؒ کی چلہ گاہ کے

قریب رونق افروز ہوئے۔[138]

ہر کام پر تھا جان کو اندیشہ گزند
اس سرزمین پر پرچم حق کر دیا بلند

فاضل گرامی حضرت خلیق احمد نظامیؒ فرماتے ہیں کہ

"حقیقت یہ ہے کہ بابا فریدؒ نے اپنی روحانی عظمت و کردار کی بلندی و دردمندی خلق سے سلسلہ چشتیہ کی شہرت کو چار چاند لگا دیئے۔ ان کے زمانے میں سلسلہ کے اثرات کا دائرہ وسیع ہو گیا۔ اس کے نظام اصلاح و تربیت نے ایک مستقل شکل اختیار کر لیا اور مریدین کا ایسا طبقہ تیار ہو گیا جس نے ملک کے گوشے گوشے میں سلسلہ چشتیہ کی خانقاہیں قائم کر دیں۔"[139]

قاضی الاولیاء حضرت شیخ مہذب الدین فاروقیؒ کی اولاد امجاد سے قیصر فاروقی صاحب حال مقیم شاہ فیصل کالونی کراچی بیان کرتے ہیں کہ کیچ شریف سے دو میل کے فاصلہ پر برگد کا ایک بڑا درخت ہے جس کا تنا اور شاخوں کا پھیلاؤ اس کی قدامت کی غمازی کرتا ہے۔ اس برگد کے نیچے حضرت بابا صاحبؒ کی چلہ گاہ ہے جمعرات کو اس مقام پر زائرین کا ہجوم ہوتا ہے۔ بابا صاحبؒ کی نیاز دیگیں پکائی جاتی ہیں اور منتیں مانی جاتی ہیں۔ یہاں چلہ گاہ کے ایک خادم کی قبر بھی ہے۔

---

[138] ماہنامہ "اردو" اکتوبر 1950 عیسوی بحوالہ تاریخ اولیاء وحدائق الاولیاء و مخطوطہ آصفیہ و رسالہ تاریخ حیدر آباد۔

[139] مشائخ چشت صفحہ نمبر 162۔

شاہ گڑھ عثمان آباد

حیدر آباد دکن کے ایک شہر کا نام عثمان آباد ہے۔ اس کا قدیم نام دھاراسیو تھا۔ اس کے نزدیک ایک پہاڑی پر ایک گاؤں ہے۔ اس کو شاہ گڑھ کہتے ہیں۔ وہاں ایک تالاب کے کنارے باباصاحبؒ کی چلہ گاہ ہے۔

بمن گاؤں

خلد آباد کی تحصیل عنبڑ میں ایک آباد دیہہ کا نام بہمن گاؤں ہے[140]۔ عرف عام میں اسے بمن گاؤں کہتے ہیں اس کے قریب ایک پہاڑ کی چوٹی پر باباصاحبؒ کی چلہ گاہ ہے۔ اس خوبصورت چوٹی و چلہ گاہ پر لوگ بکثرت آتے ہیں یہاں ایک بہمن نے قبضہ کر رکھا ہے۔ وہ نذرانے وصول کرتا ہے اور ایک رسم کے مطابق قینچی سے بچوں کے سر کے بال کاٹتا ہے۔ یہاں ہندو اور مسلمان دونوں مذاہب کے بچے بال کٹواتے ہیں۔

گوفہ شریف

بھارت کے ضلع رتلام میں جاوا شہر سے سترہ کلومیٹر کے فاصلہ پر پختہ سڑک کے کنارے ایک غار ہے۔ وہاں مقامی زبان میں غار کو گوفہ کہا جاتا ہے۔ چونکہ اس غار میں حضرت باباصاحبؒ مشغول عبادت رہے۔ اس لئے اس چلہ گاہ کو گوفہ شریف کہتے

---

[140] ایک چلہ گاہ، در موضع بابن گاؤں بملک دکن است بہر جمعہ در آنجا میلا است۔ گلزار فریدی فارسی مخطوطہ صفحہ نمبر 14 ۔

ہیں۔ ؂

بر زمینے کہ نشانِ کف پائے تو بود
سالہا سجدہ صاحب نظراں خواہد بود

چلہ گاہ اجمیر شریف

14 ربیع الاول 633 ہجری کو دہلی میں قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی چشتیؒ کا وصال ہوا۔ بابا صاحبؒ ان ایام میں اپنے اہل و عیال کی خبر گیری کے لئے ہانسی گئے ہوئے تھے۔ انہوں نے رات کو خواب میں دیکھا کہ شیخ محترم اپنے پاس بلا رہے ہیں۔ لہذا علی الصبح دہلی سے ہانسی روانہ ہو گئے۔ بابا صاحبؒ کے فارسی کلام میں اس واقعہ کا مفہوم پایا جاتا ہے۔ آپؒ فرماتے ہیں کہ:

دو شینہ شبم دل حزینم بگرفت
و اندیشہ یار نازنینم بگرفت
گفتم بر سر و دیدہ روم بر در تو
اشکم بدوید و آستینم بگرفت

ترجمہ: کل رات میرا دل بہت ادا ہو گیا۔ اور میں اپنے محبوب نازنین کے لئے فکر مند ہو گیا۔ میں نے کہا بسر و چشم تیرے در دولت پر حاضری دوں گا۔ (اس کیف و حال میں) میرے آنسوؤں کی روانی نے میری آستین کو پکڑ لیا۔

بابا صاحبؒ دہلی پہنچ کر حضرت قطب الاقطابؒ کی وصیت کے مطابق ان کے سجادہ نشین و قائم مقام مقرر ہوئے اور سلسلہ عالیہ چشتیہ کی سیادت و قیادت کے منصب پر

فائز ہوئے۔ اس شرف اندوزی کے ایک ہفتہ بعد آپ دہلی سے واپس ہانسی تشریف لے گئے۔ مگر اس مرتبہ ہانسی میں مختصر قیام ہوا۔ اور آپ اپنے فرائض منصبی تبلیغ اسلام و ترویج سلسلہ کی کامیابی و کامرانی کے لیے سالار جلیل چشتیہ خواجہ خواجگان غریب نواز حضرت خواجہ سید معین الدین چشتیؒ کے مزار پر انوار پر حاضر ہوئے۔ ؎

خواجہ خواجگان معین الدین
اشرف اولیائے روئے زمین
آفتاب سپہر کون و مکاں
بادشاہ سریر ملک یقین

اجمیر شریف میں روضہ اقدس خواجہ خواجگان غریب نواز کے قریب صندلی مسجد کے عقب میں میں باباصاحبؒ کی زمین دوز چلہ گاہ ہے اور اس میں سیڑھیاں بنی ہوئی ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ ابتداً خواجہ غریب نوازؒ کے مزار فیض آثار تک جانے کا راستہ اسی جانب تھا۔ جو بہت عرصہ پہلے بند کر دیا گیا۔ اس چلہ گاہ میں باباصاحبؒ نے چالیس یوم قیام فرمایااور کسب فیض کیا۔

بھارت میں خواجہ خواجگان غریب نوازؒ کے عرس مبارک پر مسلمانان ہند کا عظیم اجتماع ہوتا ہے اور اس کے بعد دوسرا بڑا اجتماع آستانہ عالیہ خواجہ غریب نوازؒ پر بابا صاحبؒ کے عرس مبارک کے دنوں میں ہوتا ہے۔ ان کی چلہ گاہ کا دروازہ پورا سال بند رہتا ہے مگر اس موقع پر ہر خاص وعام کے لئے کھول دیا جاتا ہے اور ہزاروں اشخاص اس چلہ گاہ کی زیارت سے مستفید ہوتے ہیں۔

حضرت خواجہ غریب نوازؒ نے اپنی حیات مبارکہ میں باباصاحب کو ان کے اعلیٰ منصب کی بشارت دی تھی اور ان کے روحانی کمالات و مقامات کو دیکھتے ہوئے قطب

الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ سے فرمایا تھا کہ

"بختیار شہباز عظیم بقید آوردہ اید کہ بجز سدرۃ المنتہیٰ آشیانہ نہ گیرد"

"فرید شمع ایست کہ خانوادہ درویشاں منور سازد"[141]

ترجمہ: بختیار! ایک شہباز عظیم تمہاری گرفت میں آیا ہے جو سدرۃ المنتہیٰ کے علاوہ کہیں قرار نہ پکڑے گا۔ فرید ایک شمع ہے کہ جس سے درویشوں کا سلسلہ روشن ہو گا۔

اور یہ دعا بھی فرمائی کہ

"بسیار نسل خواہد شد و خدا تعالیٰ ایں را بسیار کلاں کند۔"[142]

ترجمہ: اس کی نسل بہت ہو گی۔ اور اللہ تعالیٰ اسے بہت بڑا کرے گا۔

تاریخ شاہد ہے کہ حضرت خواجہ غریب نوازؒ کے دعائیہ کلمات کا ظہور و جمال بہت جلد منظر عام پر آ گیا تھا اور آج بھی اظہر من شمس ہے۔ اور انشاء اللہ ابد الآباد تک قائم و دائم رہے گا۔ ؎

گفتہ او گفتہ اللّٰہ بود
گرچہ از حلقوم عبداللّٰہ بود

---

141 سیر العارفین۔

142 مجالس حسنہ

راجپوتانہ

اجمیر شریف سے بابا صاحبؒ براہ راجپوتانہ وطن مالوف نواح ملتان میں تشریف لائے اور والدہ ماجدہ ولیہ کاملہ کے قدمبوس ہوئے۔ انعامات کثیرہ منصب جلیلہ سلسلہ عالیہ چشتیہ کی نوید مسرت سنائی اور ان کی اثر انگیز و تشکر آمیز دعاؤں سے سرشار سرفراز ہوکر 633ہجری سے 642ہجری تک آپ نے راجپوتانہ بشمول وادی ہاکڑہ و ستلج میں قیام فرمایا اور اس علاقہ میں نور اسلام پھیلایا۔ بڑے بڑے نامور راجپوت قبائل اس عرصہ قیام میں آپ کے دست مبارک پر مشرف باسلام ہوئے۔ ؎

وہ ادائے دلبری ہو کہ نوائے عاشقانہ
جو دلوں کو فتح کر لے وہی فاتح زمانہ

اجمیر شریف سے بجانب شمال مملکت اسلامیہ جمہوریہ پاکستان کے ضلع بہاولنگر میں چشتیاں شریف تک اڑھائی سو میل کی پٹی میں اس وقت گیارہ سو سے زائد دیہات و قصبات آباد تھے[143]۔ ان مقامات پر آپ کے وُرُود و قیام کے باعث متعدد یادگاریں چلہ گاہوں کے نام سے تاحال موجود ہیں۔ جو تعمیر ملت و ترویج سلسلہ کی اعلیٰ و ارفع خدمات کی شاہد ہیں۔

پاکستان میں بہاولپور ڈویژن کا چولستان، سندھ کا تھر اور بھارت کا صوبہ راجستھان ایک جیسی آب و ہوا رکھتا ہے۔ اس کے باشندوں کا رہن سہن اور لباس و

---

[143] ٹاڈ راجستان۔

خوراک بھی ملتی جلتی ہے۔ لوازمات زندگی میں یہاں پینے کا پانی سر فہرست ہے۔ بعض مقامات پر پانی چاہات کے ذریعے ڈیڑھ سو یا دو سو فٹ گہرائی سے دستیاب ہوتا ہے۔ مگر وہ بالعموم کڑوا ہوتا ہے۔ اگر خوش قسمتی سے کسی ایک کنویں کا پانی میٹھا نکل آئے تو پھر بڑی دور دور سے لوگ اس پانی کو بھرنے آتے ہیں بقول شیخ شیرازؒ ۔

ہر کجا بود چشمہ شیریں
مور مرغ و مردماں آیند

بیکانیر کی تحصیل صورت گڑھ میں گوماں والی اور بھان سر نام کے دو قصبات ہیں۔ جن کا درمیانی فاصلہ تقریباً سات میل ہے۔ گوماں والی کے چاہات کا پانی کڑوا تھا اور بھان سر کے ایک کنویں کا پانی میٹھا تھا۔ اس لئے گوماں والی کے باشندے بھان سر کے کنویں سے پانی کے مشکیزے اونٹوں پر لاتے تھے۔

باباصاحبؒ کے عرصہ قیام میں گوماں والی کا پورا گاؤں ان کے دست مبارک پر مسلمان ہو گیا تو بھان سر کے ہندوؤں نے اس گاؤں کے باشندوں سے قطع تعلق کر لیا اور اپنے کنویں کا پانی بھرنے سے منع کر دیا۔

نو مسلم افراد نے باباصاحبؒ کی خدمت میں پانی بند ہونے کا ماجرا عرض کیا۔ باباجی نے بارگاہ رب کریم غفور الرحیم میں دست دعا بلند کئے اور رحمت خداوندی سے گوماں والی کے تمام چاہات کا پانی ہمیشہ کے لیے قابل استعمال اور شیریں ہو گیا۔ اس کرامت کی دید و شنید کے بعد بھان سر کے چند گھرانے آپؒ کے دست مبارک پر مسلمان ہو گئے۔ مقامی ہندوؤں نے ان سے بھی وہی سلوک کیا اور راہ و رسم ختم کر کے پانی بند کر دیا۔ اس سلوک ناروا کے بعد بھان سر کے ارادت مندوں نے اپنے ہادی و راہبر والا قدر

حضرت بابا صاحبؒ کو اپنے گاؤں میں مدعو کیا۔ اور پینے کے پانی سے محروم ہونے کا واقعہ عرض کیا۔ اپنے نو مسلم مریدوں کی دین متین سے محبت و استقامت دیکھتے ہوئے بابا صاحبؒ نے ان کے کڑوے کنویں میں اپنا لعاب دہن ڈالا اور اس کا پانی میٹھا ہو گیا۔ گوماں والی اور بھان سر کے درمیان راستہ پر پیلو کا ایک سایہ دار تناور درخت ہے جو حضرت بابا صاحبؒ کی بیٹھک کے نام سے زیارت گاہ ہے۔

از کمال انوار فیض حق فریدالدین شدی
صدہزاراں تلخ کاماں را شکر بار آمدی[144]

ایسی میٹھی میٹھی کرامات تاریخ ملفوظات کی زینت اوراق بھی ہیں۔ حضرت پروفیسر نثار احمد فاروقی صاحب بحوالہ احسن الاقوال تحریر فرماتے ہیں:

> "ایک دفعہ ایک شخص شیخ الاسلام فریدالدین قدس سرہٗ کے پاس میوہ لایا اور عرض کیا کہ خود (اس کی قلم) باندھتا ہوں مگر یہ کھٹا ہی ہوتا ہے۔ شیخ الاسلام نے اس (میوے) کو ہاتھ میں لیا اور فرمایا! اے میوے اس کے بعد کھٹا مت ہو، پھر جب بھی کبھی میوہ آتا میٹھا آتا اور کھٹا نہ ہوتا۔"[145]

گاؤں چوہڑیا راجہ سر تحصیل و ضلع بیکانیر کے دو سو فٹ گہرے کنوؤں کا پانی صدیوں سے کڑوا ہے۔ اس کے باشندے بابا صاحبؒ کے دست مبارک پر حلقہ اسلام میں آئے۔ اور اس کے بعد قبولیت دعا کے واقعات اور کرامات کو دیکھتے ہوئے اپنا اہم ترین مسئلہ میٹھے پانی

---

[144] کلام حضرت مولانا گل محمد چشتی شیر ویؒ مولف گلزار فریدی فارسی۔
[145] نقد ملفوظات صفحہ نمبر 111۔

کی فراہمی کے لیے عرض کیا۔ باباصاحبؒ نے برساتی تالابوں کے ساتھ ساتھ (جنہیں مقامی زبان میں ٹوبھے کہا جاتا ہے) کچے کنویں کھودنے کا حکم دیا۔ جن سے بیس تیس فٹ کی گہرائی پر پینے کا میٹھا پانی حاصل ہو گیا اور ان تمام چاہات کو "باباصاحبؒ دیاں کھوہیاں" کہتے ہیں۔

تحصیل صورت گڑھ میں "شیخ چونیاں" نام کا ایک گاؤں ہے اس گاؤں کی مشرقی جانب ایک فرازی ٹیلہ پر حضرت باباصاحبؒ کی بیٹھک ہے اور اہل عقیدت کی اس جگہ آمدورفت رہتی ہے۔ ایک معمر چرواہے نے ان مقامات کو بچشم خود دیکھا ہے اور راقم حروف سے تفصیلاً بیان کیا ہے۔

حضرت مولانا گل محمد چشتی شیرویؒ لکھتے ہیں کہ

> **"مدتے در ملک روہی تعلقه شهر کیلاں پور که علاقه بیکانیر است بحدے سخت بیابان ریگ است زمین بما لکے نبا شد بابا صاحب علیہ الرحمۃ بنا بر گرانی نفس خویش درآں دشت می گذرانید که بروز روزه داشتے و بوقت شام از برگ درختاں و گاه دیگر قسم گاہے است تلخ اکثر بوے افطار نمودے تاحال نام آں ترب فریدی مشهور است کاتب حروف تبرکاً ویرا چشیده است که مزه وے مثل ترب است"**[146]
>
> ترجمہ: ایک عرصہ روہی کے علاقہ میں جو کیلاں پور اور بیکانیر کی سرزمین ہے تاحد نظر سخت بیابان وریگستان ہے اور کسی کی ذاتی

[146] گلزار فریدی مخطوطہ، مرتبہ حضرت مولانا گل محمد چشتی شیرویؒ۔

ملکیت میں نہیں ہے۔ بابا صاحبؒ نے تزکیہ نفس کے لئے اس
جنگل میں قیام فرمایا۔ آپ دن کو روزہ رکھتے اور شام کو درختوں
کے پتوں سے اور ایک کڑوی قسم کی بوٹی سے اکثر افطاری کرتے
جو تاحال "فرید کی مولی" مشہور ہے۔ راقم حروف نے تبرکاً اس کو
چکھا ہے اس کا ذائقہ مولی کی مانند ہے۔

کتاب المفردات وخواص الادویہ میں حکیم مظفر حسین اعوان نے "بوٹی فرید" کے بارے میں لکھا ہے:

"اگر اس کے پتوں کو کچل کر پانی میں ملایا جائے تو پانی گاڑھا اور
لیس دار بن جاتا ہے۔" [147]

روایت ہے کہ حضرت بابا شیخ فرید گنج شکرؒ اس منجمد پانی پر گزارہ کرتے تھے۔

بنگلہ دیش

بنگال میں سلسلہ عالیہ چشتیہ کا گہرا اثر و رسوخ ہے اور بعض مقامات بزرگان دین کے مزارات بھی ہیں۔ متقدمین مشائخ میں قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی چشتیؒ کے رفیق سفر حضرت شیخ جلال الدین تبریزیؒ سلہٹ میں مدفون ہیں۔ انہوں نے ایک مرتبہ شیخ العالم حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ سے کہتوال کی مسجد میں ملاقات کی تھی اور بہار سے مولانا علی بہاری نام کے ایک درویش حضرت بابا

---

[147] کتاب المفردات صفحہ نمبر 135۔ مطبوعہ شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور۔

صاحبؒ کے مرید تھے۔ بعض روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ باباصاحبؒ نے ایک مرتبہ بنگال کا سفر بھی اختیار کیا تھا اور چند مقامات پر آپ کے اس سفر کی یادگاریں تاحال موجود ہیں۔

جعفر قاسمی صاحب نے لکھا ہے کہ

> ”بنگال میں صوفی ازم کی تاریخ کے فاضل مصنف ڈاکٹر انعام الحق کے مطابق شیخ فریدؒ نے ایک مرتبہ بنگال کا سفر بھی کیا تھا۔ انہوں نے لکھا ہے کہ مشرقی پاکستان (موجودہ بنگلہ دیش) میں چٹاگانگ کے قریب ایک چشمہ ہے جس کا نام شیخ فریدؒ کے نام پر ہے۔ ڈاکٹر انعام الحق نے فرید پور کے باشندوں کے اس عقیدے کا حوالہ بھی دیا ہے کہ مشرقی پاکستان (بنگلہ دیش) کے ضلع فرید پور کا نام بھی شیخ فریدؒ کے نام پر رکھا گیا ہے۔ انہوں نے اس ضلع میں اسلام کی تبلیغ کی اور کئی مقامات پر پہنچ کر لوگوں کو مسلمان کیا۔ ڈاکٹر انعام الحق شہر فرید پور میں ایک قبے کا بھی پتہ دیتے ہیں۔ جو ان کے مطابق شیخ کی آمد کی یادگار ہے۔

آسام اور چاٹگام

انوار الفرید میں مولانا سید مسلم نظامی نے لکھا ہے

''آسام اور چاٹگام میں آپ کا چلہ موجود ہے[148]۔ آسام کے متولی 1945 عیسوی میں ان سے دہلی میں ملے تھے۔ اور چاٹگام میں بھی باباصاحبؒ کی چلہ گاہ ہے۔ جس کی زیارت ان کے برادر طریقت حاجی محمود خاں مرحوم نے کی تھی۔ اس کے علاوہ سقوط ڈھاکہ کے دوران پنجاب پولیس کے ایک اے ایس آئی نے جو کوٹ مومن کارہائشی اور گوندل قوم کا فرد تھا، اس چلہ کی زیارت سے شرف یاب ہوا تھا۔''

بیرون ہند، مکہ مکرمہ

مکہ مکرمہ میں جبل ہندی پر باباصاحبؒ کی چلہ گاہ بیان کی جاتی ہے[149]۔ مگر یہ دور خلافت عثمانیہ کے زائرین و حجاج کرام کا مشاہدہ ہے اس وقت چلہ گاہ کا نام ونشان نہیں ہے۔ مولانا علی اصغر چشتی نے اپنی تالیف موسومہ جواہر فریدی[150] مرتبہ 1033 ہجری میں لکھا ہے کہ انہوں نے اپنے والد بزرگوار سے براہ راست سنا ہے کہ شیخ الاسلام والمسلمین حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ حج و زیارت حرمین الشریفین سے مشرف ہوئے تھے۔ مکہ مکرمہ میں ایک حجرہ بنام گنج شکرؒ مشہور ہے۔ اور ہمیشہ مقفل رہتا ہے۔ حاجی

---

[148] بابافرید الدین مسعود گنج شکرؒ مرتبہ جعفر قاسمی مترجم طاہر اسدی صفحہ نمبر 56, 57۔

[149] انوار الفرید صفحہ نمبر 454۔

[150] جواہر فریدی اردو ترجمہ صفحہ نمبر 33۔

الحرمین شریفین حضرت دیوان تاج الدین محمودؒ سجادہ نشین پاک پتن شریف(متوفی 1022 ہجری)دوران حج اس حجرہ کی زیارت سے مشرف ہوئے تھے اور حجرہ مبارک کے دروازہ کی قفل کشائی کی تھی۔

مدینہ منورہ

صاحب انوار الفرید نے لکھا ہے

"مدینہ طیبہ میں وہ پتھر عرصہ دراز تک موجود تھا جس پر آپ بیٹھے رہتے تھے۔ البتہ اب چلہ کا نشان نہ مدینہ شریف میں ہے اور نہ مکہ شریف میں" [151]

بیت المقدس

"فلسطین کے مسلم اولیاء اور عبادت گاہیں"

مصنف توفیق کنعان نے بہت پہلے 1927 عیسوی میں لکھا تھا کہ فلسطین میں ایک "زاویہ ہندیہ" ہے جس کا نام شیخ فرید گنج شکرؒ کے نام پر ہے۔ اس کے بعد متعدد زائرین و مولفین حضرات نے اپنے سفر ناموں میں اس چلہ گاہ کا ذکر کیا ہے۔[152]

زاویہ ہندیہ میں بابا صاحبؒ کی چلہ گاہ ایک حجرہ نما عمارت میں ہے۔ جس کے اندر ایک تہہ خانہ بھی ہے اور اس میں نیچے اترنے کے لیے سیڑھیاں بنی ہوئی ہیں۔ اس تہہ خانہ

---

[151] انوار الفرید صفحہ نمبر 453۔

[152] Location of Al Hind Serai (Indian Hospice): 31°46'5.80"N, 35°12'49.48"E

عبادت میں روشنی نہیں پڑتی اور گہرا اندھیرا چھایا رہتا ہے۔[تصویر نمبر 23] زاویہ ہندیہ میں مستقل طور پر سکونت رکھنے والے مہاجرین میں سے بہت سے اشخاص شیخ العالم حضرت باباصاحبؒ کے معتقد ہیں اور ان کے تصرفات روحانی وفیوض وبرکات کے احوال و واقعات سناتے ہیں۔ خانوادہ فریدیہ کے چشم و چراغ مظہر الطاف و مصدر اعطاف حضرت دیوان بختیار سید محمد مدظلہٗ بذات شریف اس زاویہ فریدیہ کی زیارت سے مستفیض ہوئے ہیں اس چلہ گاہ کے ملحق بہ دیوار گرونانک صاحب کی چلہ گاہ بھی ہے اور مصرواسرائیل کی دوسری جنگ میں زاویہ ہندیہ کی عمارات کا بہت نقصان ہوا تھا۔

بغداد شریف

خلافت عثمانیہ کے دور کے ایک ریلوے اسٹیشن کی عمارت بغداد شریف میں تاحال موجود ہے۔ اس کے قریب ایک قدیم قبرستان ہے جس میں حضرت شیخ سری سقطی اور بعض دوسرے اکابر مشائخ کے مزارات ہیں۔ اس میں شیخ العالم حضرت باباصاحبؒ کی چلہ گاہ ہے۔ اسی مقام پر گورونانک صاحب کی بیٹھک بھی ہے۔ جہاں ان کے سکھ عقیدت مند مختلف تہواروں پر کڑاہ پرشاد تقسیم کرتے ہیں۔

ایسا معلوم ہوتا ہے بغداد شریف کے عرصہ قیام میں متعدد ہم عصر بزرگوں سے حضرت باباصاحبؒ کا تعارف ہوا تھا۔ درر نظامی کی ایک روایت سے عیاں ہوتا ہے کہ ایک مرتبہ گیلان کا ایک درویش اجودھن موجودہ پاک پتن شریف آیا تو باباصاحبؒ نے اس سے دریافت فرمایا "تم بغداد میں خواجہ عبدالرحمٰن سے بھی ملے ہو؟"

اس نے عرض کیا "جی ہاں بڑے بزرگ تھے۔ ایک سال ہوا انتقال فرمایا ہے"۔ [153]

خراسان میں بھی آپ کا چلہ موجود ہے۔ [154]

برما میں بھی آپ کا چلہ موجود ہے۔ [155]

مشرق وسطیٰ

سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الٰہیؒ نے ایک مرتبہ اپنے مرید و جامع ملفوظات و فوائد الفواد امیر حسن علا سنجریؒ سے فرمایا تھا کہ

"جب میں حضرت شیخ الاسلام فرید الدین قدس سرہ العزیز کی خدمت میں پہنچا تو یہی بات میرے دل میں آئی تھی کہ جو کچھ حضرت کی زبان مبارک سے سنا کروں گا لکھ لیا کروں گا۔ الغرض اس روز جو کچھ میں نے شیخ سے سنا اپنے مقام پر واپس آنے کے بعد اسے لکھ لیا۔ اس کے بعد جب بھی کچھ سنا اس کو قلم بند کر لیتا۔ یہاں تک کہ یہ بات میں نے شیخ کو بتائی۔ چنانچہ بعد میں جب بھی کوئی حکایت یا کوئی نکتہ بیان فرماتے تو پوچھ لیتے کہ تم موجود ہو؟ اس درجے اس کا اہتمام تھا کہ اگر میں موجود نہ ہوتا تو جب دوبارہ

---

[153] دُر نظامی اردو ترجمہ، باب نمبر 14 صفحہ نمبر 13۔ مطبوعہ مکتبہ تندیر مسلم مغربی دہلی۔
[154] انوار الفرید صفحہ نمبر 453۔
[155] انوار الفرید صفحہ نمبر 454۔

خدمت میں حاضر ہوتا تو وہ فائدہ جو میری غیر موجودگی میں بیان
فرمایا تھا اس کو دہراتے۔" [156]

مشائخ چشت والا تبار کی رائے میں اس روزنامچہ و مجموعہ ملفوظات مرتبہ سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الٰہیؒ کا نام "راحت القلوب" ہے۔ مگر اس کے سنین ازاں بعد کاتب نے غلط فہمی سے یا کسی کی غلط بیانی سے متاثر ہو کر تبدیل کر دیئے ہیں۔ جیسا کہ

شیخ العالم حضرت بابا صاحبؒ کا سن وصال معتبر و مستند واقعات کی روشنی میں
۵ محرم الحرام ۶۷۰ ہجری ہے اور ۵ محرم ۶۶۴ سن وصال غلط العام ہے۔

"راحت القلوب" کے مندرجات بابا صاحبؒ کی پانچ سالہ سیاحت ممالک اسلامیہ کی شہادت دیتے ہیں۔ اور یہ اسفار انہوں نے قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی چشتیؒ کے حکم پر اختیار کئے تھے۔

مشرف بہ ارادت ہو کر حضرت بابا صاحبؒ ملتان سے قندھار تشریف لے گئے [157]۔ اور اس کے بعد بدخشاں، خراساں، چشت شریف، سیستان، کرمان، بصرہ، کوفہ، بغداد، بیت المقدس، مدینہ منورہ، مکہ مکرمہ وغیرہ مقامات مقدسہ کی زیارت سے شرف یاب ہوئے۔ ان اسفار میں آپ نے اکابر مشائخ، جید علما سے ملاقاتیں کیں اور استفادہ علم بھی کیا۔ آپ فرماتے ہیں

---

[156] فوائد الفواد جلد اوّل مجلس نمبر 28۔

[157] سیر العارفین۔"وازآنجا نحط قندھار رفت۔"

"چار چیزیں ہیں جن کے متعلق سات سو پیروں سے سوال کیا گیا۔
سب نے ایک جواب دیا۔ لوگوں میں سب سے زیادہ علقمند وہ ہے
جو دنیا کو چھوڑ دینے والا ہے اور لوگوں میں بزرگ ترین آدمی وہ
ہے جو کسی بات سے متغیر نہ ہو اور لوگوں میں سب سے زیادہ غنی
وہ ہے جو قانع ہو اا اور لوگوں میں سب سے زیادہ مفلس کون ہے جو
حریص ہے۔" [158]

تاریخی شواہد و اسناد اور ملفوظات کے مطالعہ سے عیاں ہوتا ہے کہ شیخ العالم حضرت بابا صاحبؒ کا سن پیدائش 576 ہجری ہے جس کا تفصیلی خاکہ صفحات آخر میں پیش کیا جائے گا۔ مندرجہ بالا سن پیدائش کی رُو سے بابا صاحبؒ نے شرف بیعت حاصل کرنے کے بعد فرمان شیخ کے تابع 594 ہجری میں ممالک اسلامیہ کا سفر اختیار کیا اور 599 ہجری میں وطن واپس آکر دہلی میں اپنے شیخ والا مرتبت کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ فاضل مصنف جعفر قاسمی صاحب لکھتے ہیں کہ:

"بہر حال راقم حروف کے نزدیک شیخ فریدؒ نے ملتان میں اپنے
مرشد سے ملاقات کے بعد دہلی میں انہیں دوبارہ ملنے کے درمیانی
عرصے میں وسطی ایشیاء، مشرق قریب اور مشرق اوسط کا سفر کیا۔
کیونکہ شیخ اس زمانے میں اپنی مذہبی تعلیم مکمل کر رہے تھے۔ اگر
حصول تعلیم کے لئے وہ قندھار تک جاسکتے تھے تو کوئی وجہ نہیں کہ

[158] سیر الاولیاء

وہ آگے جانے سے اجتناب کرتے۔ مزید بر آں شیخ اس وقت نوجوان تھے اور ہنگامہ خیزی کے اُس دور میں طویل سفر کی صعوبتیں برداشت کرنے کی قوت رکھتے تھے۔ حصول علم کے لئے سفر اختیار کرنا پیغمبرانہ روایت ہے۔ اور اس کے ساتھ بڑی خوبیاں وابستہ ہیں۔ سو یہ بات بالکل خارج از امکان نہیں کہ شیخ فریدؒ نے ایشیا اور افریقہ کے کئی اسلامی ملکوں کا سفر اختیار کیا۔"
[159]

ہر راہ کو دیکھا ہے محبت کی نظر سے
شاید کہ وہ گزرے ہوں اس راہگذر سے

برصغیر و کبیر میں شیخ العالم حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ کا دائرہ تبلیغ و ہدایت جس قدر وسیع و عریض ہے اسی تناسب سے آپ کی چلہ گاہ ہیں (یعنی مراکز تبلیغ) بھی بہت زیادہ ہیں۔ ان سب کا شمار میں لانا بہت مشکل ہے۔ موجودہ پاک پتن شریف میں قیام فرما ہونے تک چالیس سال آپ نے ان گنت سفر اختیار کئے۔ جن کا واحد مقصد تبلیغ اسلام و تعمیر ملت تھا۔ اخلاص عمل و کثرت عبادت سے بندہ مومن تعلق باللہ کے اس مقام پر پہنچ جاتا ہے جس کے بارے میں ایک حدیث شریف کی رُو سے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

": جس نے میرے لئے ولی کو تکلیف دی میرا اس کے خلاف اعلان جنگ ہے اور میرا بندہ کسی چیز کے ساتھ میرا تقرب حاصل

---

[159] بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ مرتبہ جعفر قاسمی مترجم طاہر اسدی صفحہ نمبر 57۔

کرنے کی کوشش کرتا ہے تو مجھے وہ اس سے بھی زیادہ پسند ہے جو میں نے اس پر فرض کیا، میرا بندہ جب نوافل کے ساتھ میرا قرب حاصل کرتا ہے تم میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں اور جب میں اس سے محبت کرنے لگوں تو اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا اور میں اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے، اس کا قدم بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے اور جب وہ مجھ سے مانگتا ہے تو میں اسے دیتا ہوں اور جب بخشش طلب کرتا ہے تو میں اسے بخش دیتا ہوں اور جب میری پناہ میں آنا چاہتا ہے تو میں اسے پناہ دیتا ہوں" [160]

باباصاحبؒ اسی زمرۂ صالحین و مومنین سے تھے اور آپ کو وہ مقام حاصل تھا کہ بارگاہِ ربِ کریم و غفور الرحیم میں جو دُعا کرتے وہ قبول ہو جاتی تھی۔ جیسا کہ حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلویؒ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ شیخ العالم حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ نے فرمایا کہ "چالیس برس تک مسعود نے وہی کیا جو اللہ تعالیٰ نے چاہا اور اب جو مسعود چاہتا ہے وہ کر دیا جاتا ہے۔"

پاک و ہند کے ہر گوشے میں آپ کا اثر و نفوذ ہے۔ اور آپ کی ذات باصفات کسی اہل علم و صاحب سلسلہ کے لیے محتاج تعارف نہیں۔ آپ کا اسم گرامی صدیوں سے

[160] صحیح بخاری شریف، حدیث نمبر 6502۔

عالم اسلام میں قابل صد احترام ہے۔ سات سو سال قبل مصر کے شہر سکندریہ سے ایک بزرگ حضرت برہان الدین اعرجؒ نے مشہور سیاح ابن بطوطہ سے فرمایا تھا کہ جب ولایت ہند کے شہر اجودھن سے تمہارا گزر ہو تو حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ کو میرا اسلام کہنا۔

آپؒ کی عظیم روحانی شخصیت اور آپ کے اثر انگیز و دل آویز کلام کو غیر مسلم طبقہ میں بھی قدر و منزلت سے دیکھا جاتا ہے۔ آپؒ کے ذکر خیر و اسم مبارک میں ایک کشش و مقناطیسیت ہے جس طرح آپؒ حیاتِ ظاہری میں عقیدتوں و محبتوں کا محور و مرکز تھے۔ بعد از حیات بھی آپ کی روحانیت عالم گیر وسعت پذیر ہے۔ ؎

راہِ حق سے اور حق سے تھی شناسائی تری
اس لئے ہوتی ہے ہر دل میں پذیرائی تری [161]

بابا صاحبؒ کو اللہ تبارک تعالیٰ نے بے شمار نعمتوں سے نوازا تھا۔ جن میں ایک نعمت طے الارض بھی تھی۔ ایک مرتبہ سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الٰہیؒ کی موجودگی میں طے الارض کا واقعہ نمودار ہوا جو حدیث شریف مندرجہ صفحات بالا کے مفہوم میں آتا ہے۔

اس واقعہ کا پسِ منظر یہ ہے کہ اُچ شریف میں بخاری سادات سے پہلے گازرونی اور جمالی خانوادے آباد تھے۔ بابا صاحبؒ کا ایک دیرینہ شناسا یوسف ہانسوی اُچ شریف میں ان خانوادوں کے متعلقین سے مل کر جب اجودھن (موجودہ پاک پتن شریف) آیا تو

---

[161] کلام کنور مہندر سنگھ بیدی سحرؔ۔

باباصاحبؒ کی خدمت میں ان کی توصیف وتعریف بیان کرنے لگا۔اس کی باتیں سننے کے بعد آپ وضو کے بہانہ سے مسجد شریف میں گئے اور بڑی دیر تک واپس نہ آئے۔سلطان جی فرماتے ہیں کہ کافی انتظار کے بعد ہم نے مسجد شریف میں جا کر دیکھا۔آپؒ وہاں موجود نہ تھے،ہم فکر مند ہو گئے اور مسجد کے اندر باہر ہر جگہ آپ کو تلاش کیا مگر کہیں نہ پایا۔بڑی دیر بعد آپ تشریف لائے تو یوسف مذکور نے عرض کیا کہ آپ کہاں تشریف لے گئے تھے۔باباصاحبؒ نے فرمایا

"چنداں خلق اَوچه راصفت کردی که مارا رغبت شد
بملاقات ایشاں در اوچه بودم ہمه را دیدم۔"[162]

ترجمہ:تو نے اُچ کے باشندوں کی اس طرح توصیف بیان کی کہ مجھے ان سے ملاقات کا اشتیاق ہوا۔اس لیے میں اُچ گیا تھا۔اور ان سب کو میں نے دیکھ لیا ہے۔"

تاہم آپ کے تبلیغی اسفار روحانی نہیں جسمانی ہیں۔جن کا آغاز 599ہجری سے ہوتا ہے اور اختتام 642ہجری کو ہوتا ہے۔چھیاسٹھ سال کی عمر میں 642ہجری میں آپ پاک پتن شریف میں تشریف فرما ہوئے اور اس کے بعد ستائیس سال [163] یعنی 669ہجری تک آپ مستقل طور پر پاک پتن شریف میں جلوہ افروز رہے۔ان ستائیس سالوں میں آپؒ ایک یادودن کا مختصر سا سفر راہِ خدا میں اختیار فرماتے تھے۔بروز منگل 5محرم670ہجری کو آفتاب رُوحانیت ومعرفت وماہتاب شریعت،طریقت،طریقت شیخ

[162] سیر الاولیاء
[163] دُرر نظامی تالیف علی محمود بن جاندار صفحہ نمبر 220۔اردو ترجمہ مطبوعہ کتب خانہ نذیریہ مسلم منزل کھاری باؤلی دہلی۔

شیوخ العالم حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ نے سفر آخرت اختیار کیا۔

نشانِ مردِ مومن

حدیث شریف میں آتا ہے کہ

"تم اتنی کثرت سے اللہ کا ذکر کیا کرو کہ لوگ تمہیں دیوانہ کہنے لگیں" [164]

شیخ الاسلام والمسلمین حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ کا بچپن اس حدیث پاک سے مستنیر تھا اُن کے ذوق عبادت و ذکر و فکر کے باعث لوگ انہیں "قاضی بچہ دیوانہ" کہتے تھے اور عہد شباب و پیری اس امر کا آئینہ دار تھا کہ

"میری زندگی اور موت اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے" [165]

اور خلوت و عبادت میں وردِ زبان ہوتا تھا کہ ؎

خواہم کہ ہمیشہ در ہوائے تو زیم
خاکے شوم و بزیر پائے تو زیم
مقصود من بندہ ز کونین توئی
از بہر تو میرم از برائے تو زیم

ترجمہ: "میری آرزو ہے کہ ہمیشہ تیری ہی دھن میں جیوں اور جب خاک ہو جاؤں تو تیرے قدموں میں زندہ ہو جاؤں۔ دونوں جہاں میں مجھ بندے کا مقصود تیری ہی ذات ہے۔ میں تیرے

---

[164] حصن حصنین صفحہ نمبر 24۔

[165] سورہ الانعام آیت نمبر 162۔

لئے مرتاہوں اور تیرے ہی لئے جیتاہوں۔"

حضرت باباصاحبؒ کے لمحات آخیر بھی رب ذوالجلال کے اس فرمان اور بندہ مومن کی اس شان کا ظہور و اثبات تھے کہ "اپنے پروردگار کی عبادت کئے جاؤ یہاں تک کہ تمہاری موت (کا وقت) آجائے"۔[166]

تاریخ شاہد ہے کہ عالم نزع میں آپ نے تین بار نماز عشاء ادا کی اور زبان دُرفشاں پر آخری الفاظ تھے۔"یاحَیی یاقیوّم"

ایں سعادت بزور باز و نیست
تانہ بخشد خدائے بخشذہ

تاریخ اور ملفوظات کی بہت سی کتابوں میں حضرت باباصاحبؒ کا سن وصال 5 محرم 670ہجری واضح اور ناقابل تردید ہے۔ مثال کے طور پر سلطان غیاث الدین بلبن 664ہجری میں تخت دہلی پر براجمان ہوا۔ اس کے عہد حکومت میں باباصاحبؒ نے اس کو ایک مکتوب خوش اسلوب تحریر فرمایا تھا۔ جو کتب ملفوظات کی زینت اوراق ہے اور باباجیؒ کے استغنائے فقر و شانِ بے نیازی کا آئینہ دار ہے اور اس سے ثابت ہوتا ہے کہ باباصاحبؒ اوائل عہد حکومت بلبن میں ذی حیات تھے۔

باباحضورؒ کے فرزند عزیز حضرت شیخ نظام الدینؒ بلبن کی فوج میں عہدہ دار تھے۔ بلبن نے پٹیالی اور قنوج کے شکستہ قلعے 668ہجری میں از سر نو تعمیر و مرمت کرائے اور اُن میں اپنی فوج کے تجربہ کار افسروں اور جوانوں کو تعینات کیا جن میں

[166] سورۃ الحجر آیت نمبر 99۔

حضرت شیخ نظام الدینؒ بھی تھے۔

باباجیؒ نے اپنے لخت جگر کو اپنے آخری ایام میں عالم رویا میں یاد فرمایا کہ گھر آ جاؤ ہماری رخصتی کے دن ہیں۔ حضرت شیخ نظام الدینؒ ایک فوجی دستہ کے ہمراہ پٹیالی سے بڑی تیز رفتاری کے ساتھ اجودھن یعنی پاک پتن شریف آئے مگر شب وصال عشاء کے بعد پہنچے اس لئے قلعہ اجودھن کے باہر رات بسر کی اور باباجیؒ نے آخری لمحات میں فرمایا

"نظام الدین آتو گیا مگر اس کے آنے کا کیا فائدہ کہ ملاقات نہ ہو سکی۔"

سن وصال

تاریخ کے ایسے بہت سے واقعات کے علاوہ سب سے مستند و معتبر ارشاد سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الٰہیؒ کا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ شیخ الاسلام حضرت بہاؤ الدین زکریاؒ کے وصال کے تین سال بعد شیخ العالم حضرت بابا صاحبؒ کا وصال ہوا۔

لطائف اشرفی [167] اور دوسری بہت سی قریب العصر کتابوں میں شیخ الاسلام حضرت بہاؤ الدین زکریا ملتانیؒ کا سن وصال 666 ہجری ہے۔ حتیٰ کہ جواہر فریدی کی فہرست اعراس میں بھی اُن کا سن وصال 666 ہجری مرقوم ہے۔ اس نسبت سے تین سال بعد شیخ شیوخ العالم حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ کا سن وصال 5 محرم الحرام 670 ہجری ہے۔ اور یہ بھی پیش نظر رہے کہ 670 ہجری کے صرف پانچ دن ہیں جو

---

[167] لطائف اشرفی صفحہ نمبر 384۔

669ہجری میں شامل کر کے تین سال بعد کی مصدقہ روایت اپنی جگہ بر قرار رہتی ہے۔

سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی کے فرمودات میں شیخ العالم حضرت بابا صاحبؒ کی عمر شریف 93سال ہے۔ جس سے سن ولادت باسعادت 576ہجری بر آمد ہوتا ہے۔

شیخ المشائخ حضرت شیخ بدرالدین سلیمانؒ سجادہ نشین اوّل

باباصاحبؒ کے وصال کے پانچ سال بعد4شوال674ہجری میں اُن کے سجادہ نشین اوّل شیخ المشائخ حضرت شیخ بدر الدین سلیمانؒ کی وفات ہوئی اور اسی سال ان کے فرزند اکبر و نبیرۂ گنج شکرؒ، تاج العارفین حضرت شیخ بابا تاج الدین سروَر شہیدؒ نے اپنے حلقۂ تبلیغ شمالی راجپوتانہ میں دریائے ستلج کے بائیں کنارے ایک قصبہ بنام چشت شریف کا سنگ بنیاد رکھا۔ جس کا مادہ تاریخ "فقر فرید" بلحاظ حروف ابجد 674ہجری ہے۔ اور بمرورزمانہ چاردانگ عالم میں چشتیاں شریف مشہور ہے۔[168]

[168] مناقب المحبوبین قلمی،۔"آہستہ آہستہ در موضع چشتیاں می رسد۔"

قطب عالم حضرت شیخ علاؤالدین موج دریاؒ سجادہ نشین دوم

کا سن ولادت، وصال تاریخ کے آئینے میں

قطب عالم حضرت شیخ علاؤالدین یوسف موجِ دریاؒ سجادہ نشین دوم سولہ 16 سال کی عمر میں مسند ارشاد شیخ العالم حضرت باباصاحبؒ پر رونق افروز ہوئے اور 54 سال تک فرائض سجاد گی انجام دیتے رہے۔ سلاطین تغلق سلطان غیاث الدین سلطان محمد اور سلطان فیروز شاہ آپ کے مرید تھے۔[169]

سلطان محمد تغلق کے دور حکومت (725ہجری تا 752ہجری) میں مشہور سیاح ابن بطوطہ ہندوستان آیا تھا اور اُس کے وُرودوملتان سے چند ماہ قبل 728ہجری میں محمد تغلق نے حاکم ملتان[170] واُچ سے جنگ لڑی تھی ۔ جس میں محمد تغلق فتح یاب ہوا۔ ابن بطوطہ لکھتا ہے کہ میں نے ملتان میں داخل ہوتے ہوئے دیکھا کہ کشلو خاں حاکم ملتان کا سر صدر دروازہ پر لٹکا ہوا تھا۔

ملتان کے بعد ابن بطوطہ اجودھن (موجودہ پاک پتن شریف) آیا اور اُس نے قطب عالم حضرت شیخ علاؤالدین موجِ دریاؒ اور ان کے فرزندان گرامی سے ملاقات کی۔

---

169 تاریخ فیروز شاہی مولف شمس سراج عفیف۔

170 سفر نامہ ابن بطوطہ۔ بعض تذکرہ نگاروں نے کشلو خاں لکھا ہے اور بعض نے اس کا نام ابراہیم ابیہ لکھا ہے۔

تاریخ کے ایسے مستند واقعات سے ثابت ہوتا ہے کہ 728ہجری کے اوائل میں حضرت شیخ علاؤالدین موجِ دریاؒ ذی حیات تھے اور اسی سال کے آخر میں یکم شوال 728ہجری میں ان کا انتقال ہوا۔

ایک اور تاریخی شہادت

صاحب سیر الاولیاء محمد مبارک کرمانیؒ کے والد محترم حضرت سید نورالدین مبارکؒ کی پیدائش پاک پتن شریف میں ہوئی تھی۔ اور وہ حضرت مخدوم علاؤ الدین موج دریاؒ کے رضاعی برادر، ہم عمر، ہم مکتب تھے۔ اور 90سال کی عمر (749 ہجری) میں اُن کی وفات ہوئی۔ اس لحاظ سے حضرت نورالدین مبارکؒ کا سن پیدائش 658ہجری ہے۔ لہٰذا اُن کے رضاعی برادر ہونے کی وجہ سے اور 54سال مدت سجادگی اور 16سال کی عمر [171] میں مسند نشینی کے واقعات سے قطب عالم حضرت شیخ علاؤالدین موج دریاؒ کا سن پیدائش بھی 658ہجری اور سن وفات یکم شوال 728ہجری اقرب الصحت ہے۔

حضرت شیخ معزالدین شہیدؒ سجادہ نشین سوم

قطب عالم حضرت شیخ علاؤالدین موج دریاؒ کے دو فرزندان سعید تھے۔ فرزند اوّل حضرت شیخ معزالدین شہیدؒ سجادہ نشین ہوئے اور فرزند دوم حضرت شیخ علم الدین کو

---

[171] جواہر فریدی

سلطان محمد تغلق نے شیخ الاسلام (چیف جسٹس) دہلی بنادیا تھا۔ دونوں صاحبزادگان علم و فضل میں یگانہ روزگار تھے۔ اور ابن بطوطہ بوقت ملاقات اُن کی تعلیمی استعداد و قابلیت سے متاثر ہوا تھا۔

خواجگان چشتؒ اُمراءوسلاطین سے حتیٰ الوسع اجتناب فرماتے تھے۔ اور کوئی سرکاری عہدہ یا درباری منصب قبول نہ فرماتے تھے۔ مگر تخت دہلی پر براجمان ہو کر محمد تغلق کے دماغ میں غرور و فتور آ گیا تھا۔ اور وہ چاہتا تھا کہ مشائخ کرام اس کے دربار سے وابستگی اختیار کریں۔ اور اپنی تبلیغی و اصلاحی مصروفیات اس کے تابع فرمان کر دیں۔ اور وہ جہاں چاہے جس وقت چاہے دیار ہند میں اُنہیں مختلف مقامات پر مامور کرے۔

حضرت شیخ علم الدین (چیف جسٹس دہلی) کے برادر بزرگ حضرت شیخ معزالدینؒ سجادہ نشین پاک پتن شریف ماہِ رمضان المبارک 748ہجری میں قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی چشتیؒ زیارت کے لیے دہلی میں تشریف لائے اور اُن کے آستانہ عالیہ پر قیام پذیر ہو کر ماہ صیام کی برکتوں سے بہرہ مند ہوئے۔ سلطان محمد انہیں اپنی کج روی وخودسری کے مطابق گجرات ودکن میں گورنر کا عہدہ قبول کرنے کا مشورہ دیا۔

حضرت شیخ معزالدینؒ کو اپنے جدِ محترم شیخ شیوخ العالم حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ کی سجادہ نشینی کے فرائض کی بجا آوری کے علاوہ کسی اعلیٰ عہدہ یا شاہی منصب کی خواہش نہ تھی۔ محمد تغلق اُن کے والد بزرگوار کا مرید تھا۔ مگر مطلق العنانی وسلطانی نے اس کا دماغ خراب کر دیا تھا۔ لہٰذا حضرت شیخ معزالدینؒ بادل نخواستہ اس کے حکم کی تکمیل کرتے ہوئے ایک ہزار سواروں کی معیت میں عیدالفطر سے قبل گجرات

روانہ ہو گئے۔

محمد تغلق کی احمقانہ روش و ظالمانہ کاروائیوں سے اُس کی سلطنت میں ہر طرف بغاوتوں کا زور تھا۔ حضرت شیخ معزالدینؒ گجرات گئے وہاں طغی نام کے ایک باغی نے انہیں محاصرہ میں لے لیا۔ محمد تغلق باغیوں کی سرکوبی کے لئے دہلی سے گجرات پہنچا تو اُن کی خبر پاکر طغی بدبخت نے حضرت شیخ معزالدینؒ اوران کے ہمراہیان کو بتاریخ 13 محرم 749 ہجری شہید کردیا۔ آپ کا مزار شریف پیران پٹن ضلع مہسانا صوبہ گجرات بھارت میں ہے۔[تصویر نمبر 24] شاعر خوش کلام بلاغت نظام ساجد مہروی 1991 عیسوی میں آپ کے مزار شریف کی زیارت سے مستفیض ہوئے تھے۔ ؎

اے صبا اے پیک دُور اُفتادگاں
اشک ما بر خاک پاک او رساں

ترجمہ:"اے صبا تو دُور بسنے والوں کی پیغام رساں ہے ہمارے آنسو اُن کی خاک پاک پر پہنچادے۔

صاحب سیر الاولیاء نے آٹھویں صدی ہجری کے وسط میں اُن کے مزار پُر انوار کے بارے میں لکھا ہے۔

"آں دیار ازبرکت روضہ اومنوراست و خاک پایان اودوائے دردحاجتمندانِ آں دیاراست"172

ترجمہ:وہ سرزمین آپ کے روضہ متبرک کی بدولت منورو روشن ہے اور اُن کے قدموں کی خاک وہاں کے حاجتمندوں کے درد کی

172 سیر الاولیاء فارسی صفحہ نمبر 26۔

دوا ہے۔

پاک پتن شریف میں قطب عالم حضرت شیخ علاؤ الدین موج دریاؒ کے مزار شریف کی بائیں جانب شیخ الاسلام دہلی حضرت شیخ علم الدینؒ کا مزار ہے۔ جن کے بارے میں صاحب سیر الاولیاء نے لکھا ہے۔

> **"چوں ایں شیخ شیوخ الاسلام برحمت حق پیوست درون گنبد روضته شیخ علاؤ الدین متصل پدر مدفن یافت"**[173]
>
> ترجمہ: جب شیخ شیوخ الاسلام (شیخ علم الدین) رحمت حق سے جا ملے تو اپنے والد محترم شیخ علاؤالدینؒ کے مزار سے متصل ان کے روضہ مبارک کے گنبد میں ان کی تدفین ہوئی"

بعض تذکرہ نگاروں نے حضرت شیخ علم الدینؒ کے مزار کو حضرت شیخ معزالدین شہیدؒ کا مزار تحریر کیا ہے جو درست نہیں ہے۔

چلہ گاہوں کے بیان میں بابا حضورؒ کے تین سجادہ نشینانِ کرامؒ کے مختصر حالات اس لیے تحریر کئے گئے ہیں کہ ملفوظاتی ادب میں اُن کی تواریخ وصال پر اختلافات ہیں۔ مگر مولف فوائد الفواد و صاحب سیر الاولیاء اور بعض دیگر مصنفین متقدمین نے ہمیں ایسی معلومات فراہم کر دی ہیں جنہیں شیخ العالم حضرت بابا صاحبؒ کی مکمل سوانح حیات تو نہیں کہا جا سکتا۔ تاہم اُن کے مطالعہ عمیق سے بعض واقعات کا ابہام دُور ہو جاتا

173 سیر الاولیاء فارسی صفحہ نمبر 27۔

ہے اور تاریخ پاک و ہند کے واقعات سے موازنہ و مطابقت کے بعد حقائق و معارف تک رسائی وشناسائی ہو جاتی ہے۔ ؎

آپ کو جب بھی پکارا ہے سکوں پایا ہے
آپ کا ذکر میری زیست کا سرمایہ ہے

چلاگاہوں کی تصاویر



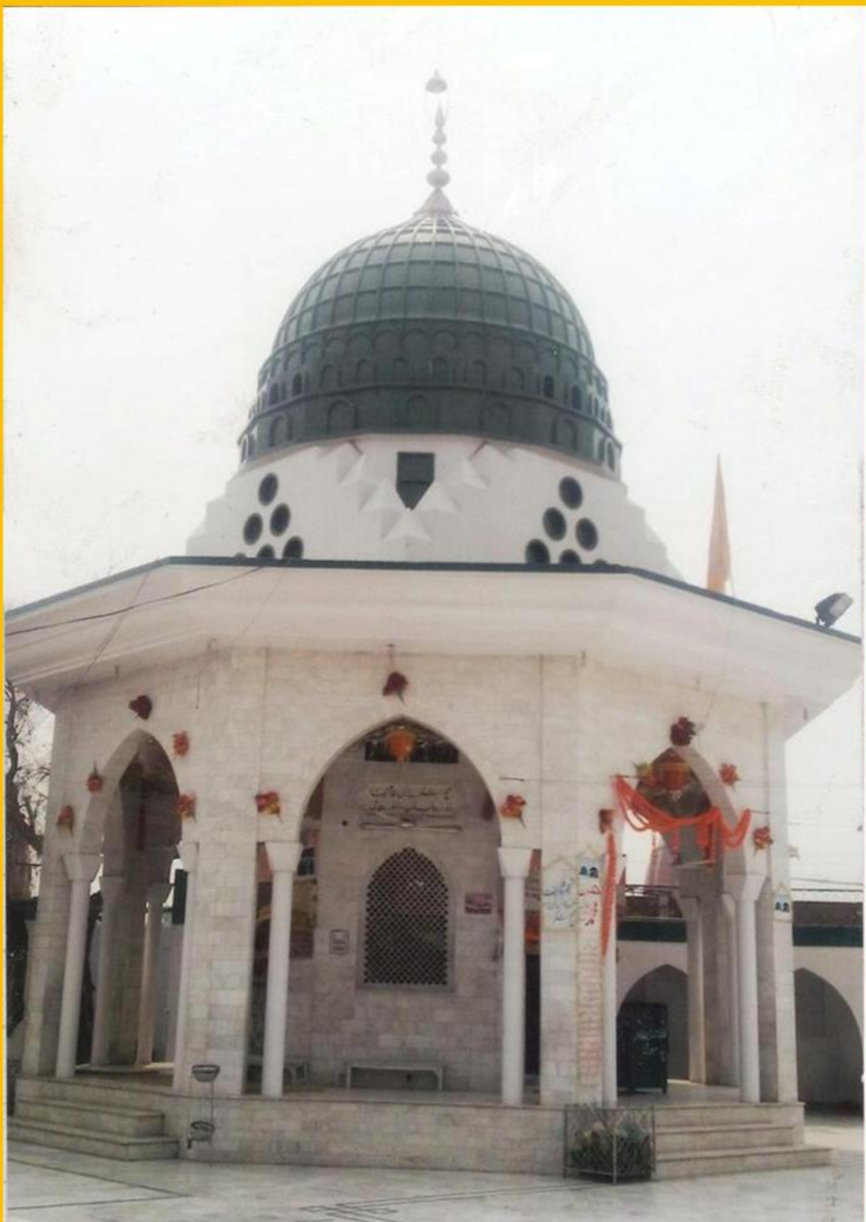
تصویر نمبر 1: چلہ گاہ بمقام شکرپڑیاں، اسلام آباد



تصویر نمبر 2: چلہ گاہ بمقام کلر کہار، ضلع چکوال



تصویر نمبر 3: (دائیں) چلہ گاہ شیخ العالم حضرت باباصاحبؒ، (بائیں) چلہ گاہ حضرت شہباز قلندرؒ، بمقام جوتانہ تحصیل پنڈدادن



تصویر نمبر4: چلہ گاہ نزد ضلع کچہری لاہور



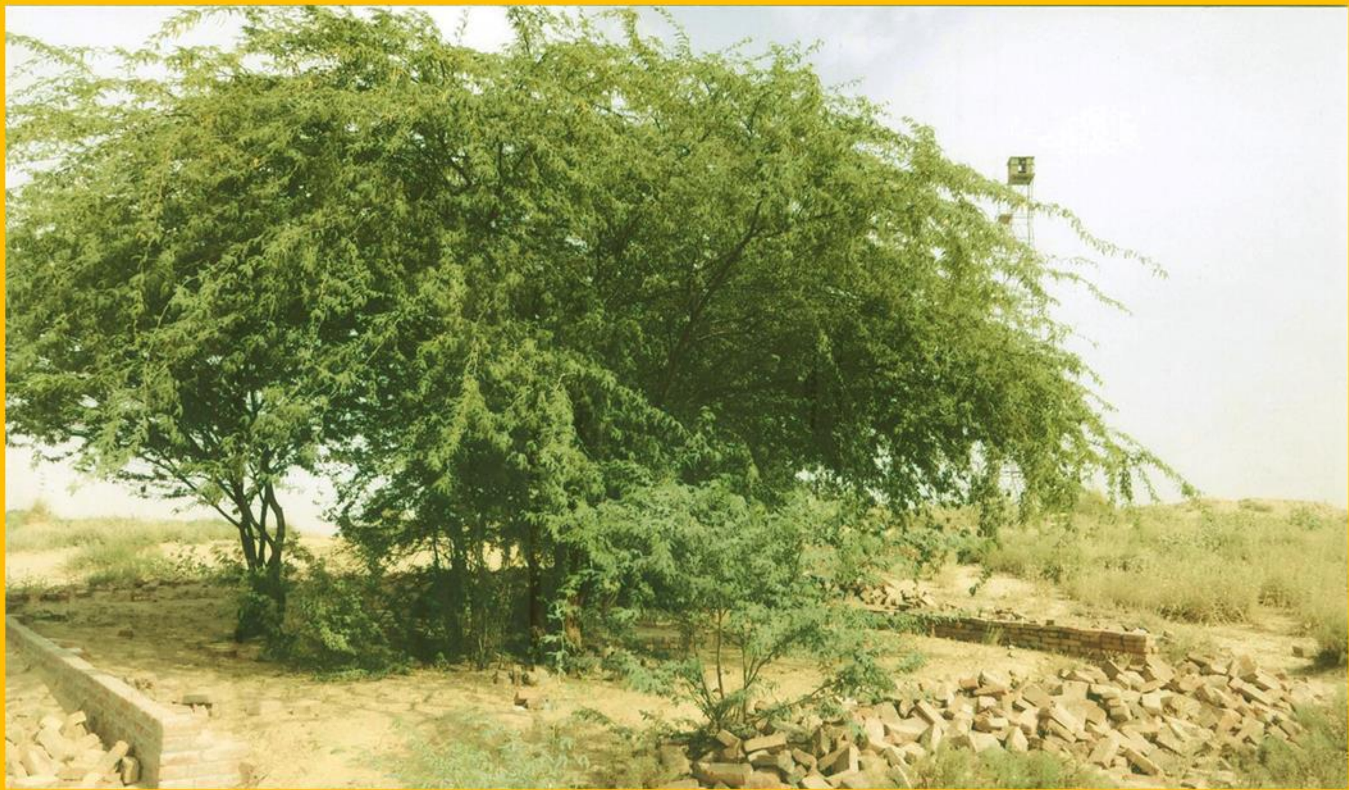
تصویر نمبر 5: چلہ گاہ بمقام میلا گاؤں، نزد کوٹ مومن ضلع سرگودھا



تصویر نمبر6: چلہ گاہ موضع اوجلہ ضلع قصور



تصویر نمبر7: چلہ گاہ پیر گھر تحصیل منچن آباد



تصویر نمبر8: چلہ گاہ ڈبر گنج شکرؒ تحصیل منچن آباد



تصویر نمبر9: چلہ گاہ شیخ العالم حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ، چشتیاں شریف ضلع بہاول نگر



تصویر نمبر10: روضہ عالیہ تاج العارفین حضرت شیخ تاج الدین سروَر چشتیؒ مونس وبانی چشتیاں شریف



تصویر نمبر 11: روضہ عالیہ قبلۂ عالم حضرت خواجہ نور محمد مہارویؒ چشتیاں شریف



تصویر نمبر12: مسجد شریف چار یار بستی مستیاں ضلع بہاول پور



تصویر نمبر 13: مسجد شریف چاریار نزد قلعہ سرواہی، تحصیل صادق آباد ضلع رحیم یار خان



تصویر نمبر14: چلہ گاہ ماڑی پہاڑ موضع شلوبھہ بستی جھانگڑ صوبہ پنجاب



تصویر نمبر15: مزار مبارک حضرت سخی سُہریؒ، پیر کوہ، ڈیرہ بگٹی، بلوچستان



تصویر نمبر16: چلہ گاہ بمقام درکھانا روڈ منڈی پیر محل



تصویر نمبر17: مسجد شریف چاریار چاولی مشائخ ضلع وہاڑی



تصویر نمبر18: چلہ گاہ گرد، تحصیل سمندر پور، مہاراشٹر، بھارت۔



تصویر نمبر19: چلہ گاہ وزرا، مہاراشٹر، بھارت۔



تصویر نمبر20: چلہ گاہ سکتارا بمہندیہی، تحصیل سیونی، مدھیہ پردیش



تصویر نمبر 21: چلہ گاہ و مزارات بشن پورہ، بہار، بھارت۔



تصویر نمبر22: چلہ گاہ اور کنواں بمقام لچھوہہ بھرت پور بھارت



تصویر نمبر 23: چلہ گاہ بمقام زاویہ ہندیہ (Indian Hospice)، بیت المقدس۔



تصویر نمبر 24: روضہ شریف حضرت شیخ معزالدین شہیدؒ سجادہ نشین سوئم بمقام پیران پٹن ضلع مہسانا صوبہ گجرات



تصویر نمبر 25: مزار شریف حضرت شیخ معزالدین شہیدؒ سجادہ نشین سوم، بمقام پیران پٹن ضلع مہسانہ صوبہ گجرات



تصویر نمبر26: چلہ گاہ تحصیل کھیڑ گھر (Kheragarh) ضلع آگرہ بھارت



تصویر نمبر 27: چلہ گاہ بمقام کارخانہ بازار، فریدیہ کالونی، منڈی عارف والا، پاکستان



تصویر نمبر 28: چلہ گاہ جسو کانویں، تحصیل کبیر والا، ضلع خانیوال، پاکستان۔



تصویر نمبر29: چلہ گاہ اسلام آباد سے براستہ جی ٹی روڈ، کہوٹہ، سحر منڈی، سمروہی سے فاصلہ 2 کلومیٹر۔



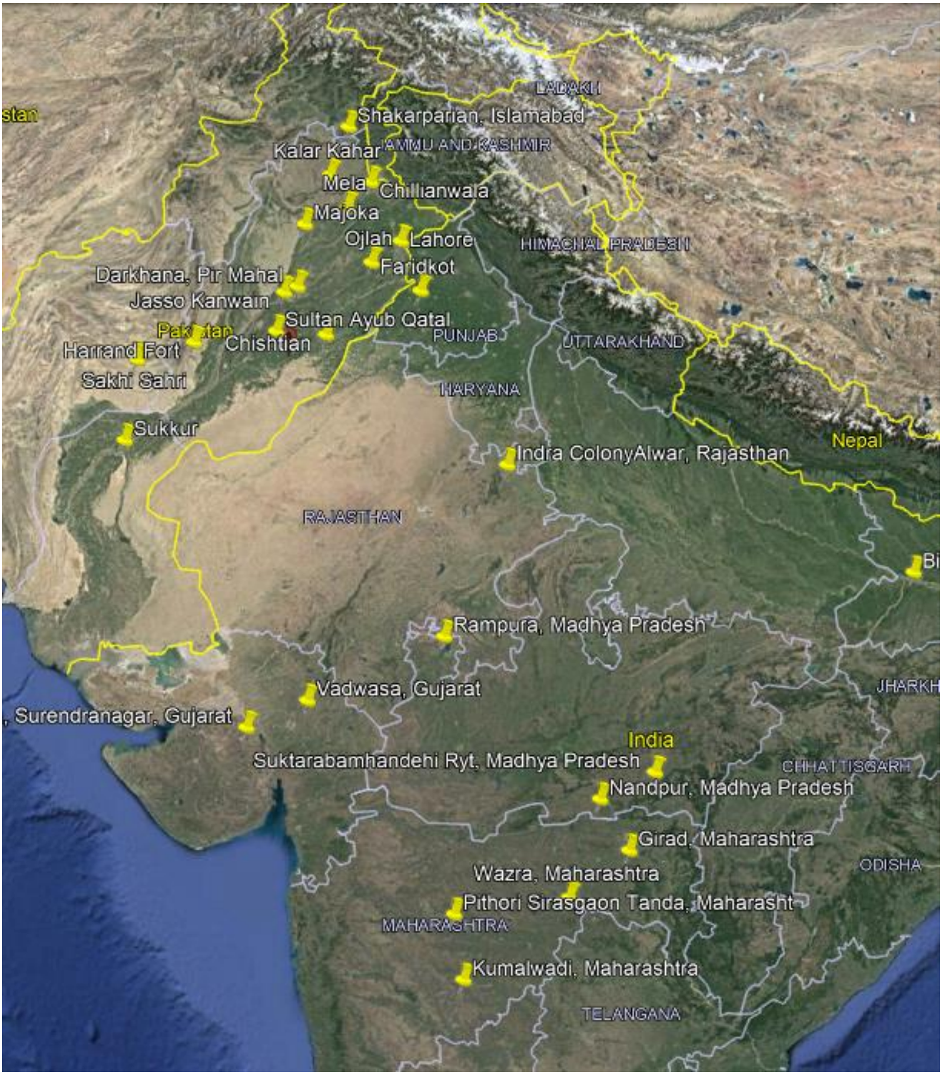
تصویر نمبر30: چلہ گاہ اسلام آباد سے، براستہ دینہ، میرپور، کوٹلی روڈ



تصویر نمبر 31: روضہ مبارک و حلقہ تبلیغ حضرت شیخ محمودؒ فرزند سوم حضرت شیخ بدرالدین سلیمان چشتیؒ فاروقی (سجادہ نشین پاک پتن شریف)، موضع ملکو تحصیل میلسی ضلع وہاڑی۔



تصویر نمبر32: شکر بار پودا بمقام درہ چھاچھڑ نزد قلعہ ہڑند، بروایت حضرت خواجہ عبدالصمد صاحب مہاروی دامت برکاتہ
جس پر سال میں ایک مرتبہ موسم سرما میں شکر لگتی ہے جو شیخ العالم حضرت بابا صاحبؒ کی کرامت و قیام سے منسوب ہے



نقشہ چلہ گاہیں